

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چارچہ

سوانح

علامہ ابن حسن رضوی سبزواری جاپوئیؒ

و

ڈائریکٹری ساداتِ رضویہ (چارچہ)

(خاندانِ چہارم)

بہ سلسلہ سید علی سبزواری، اولادِ سید قیام الدین
مذہبی و دیگر معلومات کیساتھ

مؤلف

الحاج آئیچ ڈاکٹر سید لائق الحسن رضوی سبزواری جاپوئیؒ

A/اعلیٰ منزل، اکبر ٹریڈ، عمر روڈ اسلام پورہ (کراچی) لاہور
(پاکستان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چارچہ

سوانح

علامہ ابن حسن رضوی بنزواری جاپوئیؒ

و

ڈائریکٹری سادات رضویہ (چارچہ)

رخاندان چہارم

بہ سلسلہ سید علی بنزواری، اولاد سید قیام الدین

مذہبی و دیگر معلومات کیساتھ

مؤلف

الحاج ایچ ڈاکٹر سید رفیع الحسن رضوی بنزواری جاپوئی

A/اعلیٰ منزل، اکبر ٹریڈ، عمر روڈ اسلام پورہ (کراچی) لاہور
(پاکستان)

۲

DATA ENTERED

جلہ حقوق بنام مصنف محفوظ

✓
۲۹۷۹۹۲

۲۲/۵۲

نامتشر _____ الحاج ایچ ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری جارجی

طالب _____ ریاست حسین خان نامی پریس لاہور

تاریخ اشاعت _____ مارچ ۱۹۸۱ء

قیمت _____ پینس روپے

ایڈیشن _____ اول

ملنے کا پتہ

الحاج ایچ ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری جارجی پور علی منزل، اکبر ٹریڈ

عمر روڈ اسلام پور، گلشن نگر، لاہور (پاکستان)

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	پیش رس	۶	۱۵	مولوی حافظ قاری سید جعفر علی مرحوم	۷۲
۲	جارچہ کا حال (۹ اور ۳۷)	۹	۱۶	مولوی حافظ قاری شمس العلماء سید	۷۳
۳	چھوٹس کا حال	۱۳	۱۷	عباس حسین مرحوم	۷۴
۴	علامہ ابن حسن جارچی مرحوم	۱۴	۱۸	مولوی آغا محمد باقر دہلوی	۷۶
	کافات پر قومی رہنماؤں کے		۱۹	اکابرین جارچہ رزندگی کے مختلف شعبوں میں	۷۷
	پیغامات تعزیت			فہرست اسمائے انبیاء و اوصیاء سلسلہ	
۵	اداریہ رزنامہ جنگ کراچی	۲۳		خلافت و وصایت	۸۵
۶	علامہ ابن حسن جارچی		۲۰	مختصر سوانح حیات چارہ معصومین	۹۴
	مولانا محمد علی درانی کے قلم سے	۲۴		وہدائے کربلائے معلیٰ	۱۱۲
۷	علامہ ابن حسن جارچی		۲۱	بی بی پاک دامن	۱۱۲
	از صیاد الحسن موسوی	۲۸	۲۲	جنت البقیع	۱۱۳
۸	علامہ ابن حسن جارچی		۲۳	شجرہ حضرت آدمؑ	۱۱۷
	از دلبر حسین	۳۲	۲۴	شجرہ سادات رضویہ (خاندان	
۹	عزاداری جارچہ	۳۴		چہارم یہ سلسلہ سید علی ہمدانی مافی الاولاد	
۱۰	قطعات "تاریخ و قات"	۳۵		سید قیام الدین	۱۱۸
۱۱	اسلامی نظام اور اسلامی ہلاک	۳۸	۲۵	احسان علی، حسین علی، حسن علی	۱۲۰
۱۲	آقائے حاجی مرزا الہیہ	۴۸	۲۶	شجرہ صاحبزادی	۱۲۸
۱۳	علامہ رشید ترائی	۴۹	۲۷	شجرہ نعمت اللہ	۱۲۹
۱۴	ڈائریکٹری سادات رضویہ		۲۸	خانداں متولی	۱۳۱
	(خاندان چہارم اولاد سید قیام الدین)	۵۰	۲۹	کلیئے ولے	۱۳۳
	(جارچہ)		۳۰	کلیئے ولے	۱۳۵
			۳۱	مختلف نژاد	۱۳۸
					۱۵۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَعْلَمُوا مِنْ أَسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَاءَكُمْ
فَإِنْ صَلَّتْ لَكُمْ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ
ترجمہ: اپنے انساب کو سیکھ جو صلہ رحم کا باعث ہے اور صلہ رحم
محبت پیدا کرتا ہے۔

فرمان حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ

- ۱۔ علم حاصل کرو خواہ تمہیں ملک چین ہی تک کیوں نہ جانا پڑے۔
- ۲۔ سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہو۔
إِنَّ أَكْبَرَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقِئَهُ۔ بے شک اللہ کے نزدیک وہی
مکرم ہے جو متقی ہے۔
- ۳۔ جس نے تجارت مد کی اس نے اپنی عقل کے تین حصوں میں سے دو حصوں
کو ضائع کر دیا۔

اصول اسلام (برائے قبول اسلام)

(۱) وحدانیت (۲) رسالت (۳) قیامت۔

فرمان حضرت موج دریا ج

سید شہاب الدین نہراں موج دریا کہتے ہیں کہ لعنت ہے اس پر جو کسی نسب میں
داخل ہو یا اپنے نسب سے تعلق یعنی اگر کوئی سید نہ ہو سید کہلائے یا سید ہو
اور اپنے نسب کو چھپائے تو وہ ملعون ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش رس

اللہ ہی کی ذات لائق حمد و ثنا ہے جس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتم النبیین، ختم المرسلین، رحمت اللعالمین ہیں۔ ان پر اور انکی آل پاک پر ہزار ہزار درود و سلام۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ کافی جانتھانی کے بعد ڈائریکٹری خاندان چہارم بہ عسلہ سید علی رضوی سبزواری، اولاد سید قیام الدین رضوی سبزواری، بنیادگار مرحوم علامہ ابن حسن رضوی سبزواری جارجی پیش کردہ نیک مشرف حاصل کر رہا ہوں۔ مرحوم علامہ ابن حسن جارجی کا تعلق خاندان چہارم سے ہے اور آپ سید قیام الدین کے بیٹے حسن علی کی اولاد سے ہیں اس لئے یہ ڈائریکٹری ان کی یاد میں نہایت موزوں ہے۔ علامہ موصوف نے اپنی آخری زندگی میں اس ڈائریکٹری اور اپنے شجرہ نسب کو از سر نو ترتیب دینے پر بہت زور دیا تھا اور شدت کے ساتھ محسوس کر رہے تھے کہ پاکستان میں آنے کے بعد اہل جارجی کے منتشر ہو نیکی باعث خاندانی اتحاد اور نظم و ضبط جو با عزت بقا کے لئے اس موجودہ دور میں اشد ضروری ہے کس طرح قائم رکھا جائے۔ لہذا خاکسار نے اس کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ اس ضمن میں مولانا موصوف سے منی سلمہ میں جو ملاقات ہو گئی تھی وہی اس کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو ان گفتگو علامہ نے اپنے خاندان کے شجرہ نسب کی فراہمی کی خواہش کا بڑی شدت کے ساتھ اظہار کیا۔ لیکن افسوس علامہ کی زندگی نے وفات کی اور دو ہی ماہ بعد ۱۶ جولائی ۱۹۸۷ء کو اللہ کو پیار سے ہو گئے اس ڈائریکٹری کی تیاری میں انکی کمی کو بہت محسوس کیا۔ ڈائریکٹری میں افراد خاندان چہارم کے فوٹو بھی جو جہاں جہاں سے بھی دستیاب ہو سکے شائع کیے جا رہے ہیں آخر میں ملے گروپ فوٹو اور دیگر اکابرین کے گروپ فوٹو بھی شامل کئے جا رہے ہیں۔ فی الحال اولاد سید قیام الدین کی ڈائریکٹری تیار کی جا رہی ہے انشاء اللہ اگر بھر لوپر تعاون حاصل ہوا تو جارجی کے باقی خاندان رضویہ کی ڈائریکٹری بھی تیار کی جائے گی۔ شجرہ نسب بھی اس ڈائریکٹری میں دیا ہے۔ آخر میں اہم مذہبی معلومات

درج ہیں۔ شروع میں فرمان بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصول اسلام وحدانیت رسالت و قیامت بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے جو پیش خدمت ہے۔ ایک مرتبہ کسی خان صاحب کو صبح ہی صبح ایک لالہ جی ہفتے چڑھ گئے خان صاحب نے اس پر دونالی تان لی اور کہا کہ لالہ جی مسلمان ہو جاؤ تو ہم کو بڑا ثواب ہوگا اور جنت میں جگہ ملے گا۔ لالہ جی نے سوچا کہ اس وقت تو مسلمان ہو جاؤ بعد کو گنگا جل سے تبا کر پھر ہندو ہو جاؤں گا۔ خان صاحب سے کہا کہ مسلمان کر لو۔ خان صاحب بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لالہ جی مسلمان ہو جاؤ۔ اسی طرح کئی بار سوال جواب ہونے پر خان صاحب بہت برہم ہوئے اور لالہ جی پر غضبناک ہو کر کہا مسلمان ہو جاؤ ورنہ گولی آر پار ہو جائے گا۔ لالہ جی نے کہا مسلمان کیوں نہیں بناتے اس پر خان صاحب نے بندوق کو زمین پر دے مارا اور کہا کہ ہمارے خود نہیں معلوم کس طرح مسلمان بنتا ہے۔ آج کا سنہری چالش جنت میں جانے کا ہاتھ سے نکل گیا۔

ایک دوسرا لطیفہ علامہ کا یہ ہے کہ کوئی نو مسلم مسجد سے نماز پڑھ کر اپنے گھر جا رہا تھا راستہ میں ایک ماما کا مڑھ دیر ایک مٹی کا ٹیلہ مندر کی جگہ ہندوستان میں ہوتا ہے۔ پڑ گیا جس پر اس نو مسلم نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ڈنڈوت کر لیا (سلام کیا) جب اس سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیا کیا تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس نے یہ جواب دیا کہ میاں جی بگاڑنی کسی بھی نہیں چاہیئے۔ پتہ نہیں وقت پر کون کام آجائے۔ یہی حال آج کل ہمارا ہے۔ سچائی پر ثابت قدم نہیں رہتے۔ چڑھتے سورج کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ پابنخ وقت کی نماز میں ایتاک نعید و ایتاک نستعین پڑھتے ہیں رہم خدا یا تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

علامہ ابن حسن جارجی نے ممبئی میں انجمن خدام القرآن قائم کروائی جس کے ممبران حاجی سیٹھ احمد جانی، حاجی داؤد حبیب، حاجی محمد علی حبیب، حاجی رحیب علی ابراہیم، حاجی عبدالحسین صابر تھارانی تھے۔

براقم ڈائریکٹری کو وہ دھواں دار دلولہ خیز تقاریر جو علامہ نے مقام کھڑک ممبئی اور دیگر مقامات ممبئی قیام پاکستان سے قبل قائدا عظم کی موافقت میں کی تھیں اچھی طرح یاد ہیں جن کے کانگریس کے شوبولے حسین بجائی لالچی کی کشتی قائدا عظم کے مقابلے میں ڈانواں ڈول ہو گئی تھی جو ممبئی صوبہ میں قائدا عظم کے مقابلے میں شیعہ لیڈر ہونیکا دعویٰ کر رہے تھے۔ اگر خدا نخواستہ قائدا عظم اپنے ہی صوبہ میں مسلمانوں کی ناسازگی کو غم میں کامیاب نہ ہوتے تو آج پاکستان

معرض وجود میں نہ آتا۔ مرحوم راجہ صاحب محمودہ آباد بھی ان جلسوں کی تقاریر میں برابر کے حصہ دار تھے۔ انہوں نے بھی تقاریر کیں جس سے مسلم لیگ کے حق میں پاسا پلٹ گیا جس اتفاق سے علامہ کے انتقال کے چند ہی ماہ بعد راجہ صاحب محمودہ آباد بھی اس دنیا سے فانی سے کوئٹہ کر کے علامہ صاحب سے جا ملے۔ اسی سال دواور بزرگ و معروف ہستیاں ایک آقائے حاجی مرزا مہدی پویا ۲۴ گھنٹے بھی علامہ صاحب کے انتقال کو نہ گذرے تھے تاریخ ۱۷ جولائی ۱۳۷۳ء کو اجل کو لبیک کہہ کر علامہ سے جا ملے۔ اور دوسری ہستی علامہ رشید ترائی جنہوں نے علامہ کی مجلس سوئم پڑھی تھی ۱۸ دسمبر ۱۳۷۳ء کو انتقال فرما گئے۔ اور اسی طرح چار بڑی ہستیاں اسی سال ۱۳۷۳ء میں ہم سے جدا ہو گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

علامہ موصوت انگریزی، عربی، فارسی اور دو کے تعلیم یافتہ اور سند یافتہ استاد تھے۔ علوم دینیہ میں بھی دسترس تھی۔ وہ عالم دین بھی تھے صحافی بھی تھے۔ بنجیدہ مفکر و خطیب بھی آپ نے خطابت میں ایک نیا انداز بیاں پیدا کیا۔ وہ پروفیسر بھی تھے اور شیوہ ڈگری کا لیٹ لکھنؤ میں پرنسپل بھی رہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ مضمون نویسی ان کا خاص دیرینہ مشغلہ تھا وہ میدان سیاست کے شہسوار تھے۔ انہوں نے کبھی کسی حکومت کی مخالفت نہیں کی لیکن جائز تنقید سے کبھی گریز نہیں کیا۔ مسلم لیگ کے قدیم اور سرگرم کارکن و فادار اور وضع دار مہر تھے اور اپنی عمر عزیز کے آخری وقت تک مسلم لیگ سے وابستہ رہے قائد اعظم کے قدیم رفقاء کار میں سے تھے۔ تقریباً ۵۰ برس دینی سماجی اور سیاسی خدمات ادا کیں۔ نوابین، رؤساء، تاجران اور عام مومنین کے یہاں فی سبیل اللہ مجالس پڑھیں لیکن اپنے خاندانی و متبع داری کو برقرار رکھتے ہوئے کبھی کسی سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ حاصل کرنے کا خیال تک بھی نہ آنے دیا۔ انہوں نے ذاکری کو پیشہ یا ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ اس صفت میں وہ واحد اور مثالی شخصیت تھے۔ پاکستان آنے کے بعد بھی انہوں نے تقاریر کا سلسلہ جاری رکھا اور کچھ عرصہ کے بعد کراچی یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر ہو گئے۔ اشاعت تعلیم اسلام کے لئے اسلامک کلچر اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جس کے لئے مرحوم نے فیڈرل بی۔ ایبیا بلاک، پلاٹ ۱۷-۲-۵۔ ایس ٹی ون میں ایک قطعہ زمین سہم ایکڑ شاہراہ پاکستان پر کے ڈی اے سے حاصل کی تعمیر شروع ہوئی تھی کہ وہ تاریخ ۱۶ جولائی ۱۳۷۳ء بمطابق ۲۴ ارجھادی ۱۳۷۳ء بروز دوشنبہ بوقت ۱۰ بجے صبح معصومین ہسپتال کراچی میں اللہ کو پیار سے ہو گئے اور اسی جگہ ایک گوشہ میں سپرد خاک ہوئے۔

رحمۃ اللعالمین و اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اقتباس جوہلی نیراجن وظیفہ ساداست و مومنین رحطرڈ ہندوستان
(از اعجاز جوحی پر ویکٹریڈہ میکرٹری)

جارجہ کا حال

جارجہ ضلع بلند شہر یوپی بھارت میں ہر گنگ کے کنارے پر آباد ہے۔ دہلی سے تقریباً تیس میل اور بلند شہر سے ۱۵ میل پر ای آئی آر پر ایک اسٹیشن داندی ہے جہاں سے جارجہ پانچ میں کے فاصلہ پر ہے۔ جارجہ سادات کی قدیم بستی ہے کہتے ہیں مبارک شاہ کے زمانے میں سید محمود روحی برقعہ پوش نامی ایک بزرگ سبزواریاں سے دکن میں آجائے ہوئے جب شہرت زیادہ ہو گئی تو دہلی آ گئے۔ کشت و کرامت کے ساتھ فنون سپرگری میں بھی کمال رکھتے تھے۔ اس زمانے میں دہلی کی سلطنت اطراف کے چند ضلعوں تک محدود تھی اور وہاں بھی آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں۔ لوہا گڑھ جس کو اب کلوند کہتے ہیں اس زمانے میں ایک سرکش راجہ کی راجدھانی تھی۔ اس نے قرب و جوار کے علاقوں میں طوفان بدتمیزی اور لوٹ مار چاڑھی تھی۔ شاہ دہلی کی فوجیں کئی بار اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئیں لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ بالآخر اہل دربار نے سید محمود روحی سے درخواست کی کہ آپ فوج لے کر باغی راجہ کی گوشمالی کیجئے۔ سید صاحب نے اپنے بھتیجے سید حسن کو یہ کام سونپا اور راجہ کی اچھی طرح خبر لی اور شکست دی۔ اس عظیم الشان خدمت سے شاہ دہلی بہت خوش ہوئے۔ اور اس دلیری و شجاعت کے صلہ میں انکو جارجہ اور اس کے اطراف کا علاقہ جاگیر میں ملا۔ چونکہ اس میں چار بہت بڑے چاہ تھے اس لئے سید صاحب موصوف نے اس کا نام چار چاہ رکھا لیکن بعد کو جارجہ ہو گیا یہ علاقہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء تک انکی اولاد (اہل جارجہ) کے قبضہ میں تھا لیکن اس پر شوب زمانے میں جرم بغاوت کے سلسلہ میں ضبط کر لیا گیا۔ اس منبطلی کے بعد سے جارجہ نے بڑی مقدس و محترم ہستیاں پیدا کی ہیں جنہوں نے شہرت جارجہ کو چار چاند لگا دیئے۔ یہاں سے راقم ڈائریکٹری کی طرف سے اضا فہ کیا جاتا ہے۔

مورثہ اعلیٰ سید محمود برقعہ پوش معہ اپنے برادر زادہ سید حسن جن کی عمر ایک سال تھی لوجہ انقلاب و جرات زمانہ اپنے وطن سبزواریہ و محلہ پانچنا ر ایران کو ترک کر کے

۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء ہندوستان تشریف لائے اور بزمانہ عیادت الدین شاہ بنگال میں قیام کیا اور بحالت غریب الوطنی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ سید حسن سین یلوغ کو پہنچے۔ رفتہ رفتہ شاہ بنگال کو حضرت کے حالات کشف و کرامات کا اظہار ہوا۔ شاہ نے عزت و توقیر فرمائی اور اپنی دختر نیک اختر سے سید حسن کا عقد کر دیا اور مراسم حشر و انہ فرمائے یہاں تک کہ سید حسن موصوف کے سات فرزند ہوئے۔ اس کے بعد زمانہ ناسازگار نظر آیا۔ بزرگوار نے قصد وطن فرمایا شاہ نے ہر چند بٹھرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ مجبوراً اس قافلہ کو رخصت کیا اور خفیہ طور پر مبارک شاہ بادشاہ دہلی کو حالات لکھ کر انکو روکنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شاہ نے ان بزرگوار کے قافلہ کو عزت و احترام سے اپنا مہمان کیا اور اور قیام پر رضامند کر لیا۔ سید حسن کو دربار میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائی۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے جارچہ اور اس کے اطراف کی اٹاک راجہ لوہاگرہ کو شکست دینے کے صلہ میں شاہ دہلی نے عطا کی۔ سید محمود برقعہ پوش نے بوقت شام دو شنبہ ۱۲ محرم ۷۱۶ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی کے قریب موضع کھرٹیاہرولی شاہ پور میں ہے۔ آپ کے بیٹے میر سید حسن نے ۲۰ صفر ۷۱۷ھ میں وفات پائی۔ اور ان کا مزار بھی انہی کے قریب ہے۔ سید محمود برقعہ پوش اور سید حسن کے وفات کے بعد انکی اولاد میں باہمی نزاع پیدا ہوا انکے بیٹے سید ناصر بستی کو چھوڑ کر کثیر چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا اور دیگر بیٹے بھی ہندوستان میں تفرق مقامات پر آباد ہو گئے۔ انکے بیٹے میر موسیٰ کی نسل ضلع بجنور میں ہے۔ اور انکے چار بیٹے تھے شاہ ملک (مزار در کلوندہ) سعید کریم الدین (مزار در کلوندہ) اسحاق (مزار در کلوندہ) جلال شاہ (مزار در پیدی ضلع بجنور)۔ سید میر میران کی نسل سرسند میں۔ سید بندگی شاہ کی نسل پنجاب اور جارچہ میں ہے اور مزار بدایوں میں ہے۔ سید اسحاق کی نسل ضلع انبالہ میں ہے۔ سید ابراہیم کا مزار قصبہ جلبیہ ضلع ایٹہ میں ہے۔ اور سید زین العابدین کی نسل جارچہ میں ہے۔ اور مزار جیور میں ہے۔ کچھ عرصہ بعد اسی خاندان کے چشم و چراغ یعنی دوسرے بھائی سید علاؤ الدین کے فرزند سید علی و سید مسیح بنواری بزمانہ بھول شاہ لودھی بنواری سے ہندوستان تشریف لائے اور شاہ کو اپنے شجرے دکھائے اور حقوق سے آگاہ کیا۔ شاہ نے وہی جائیداد جارچہ عطا فرمائی آپ نے از سر نو بستی کی آبادی شروع کی۔ اس کی خیر موثری تو اطراف سے سید روحی ابن سید ناصر و پیر میر میران اور پیر بندگی شاہ آگئے اور دعویٰ ملکیت کیا اور یہ سب شاہ دہلی کے دربار میں بغرض فیصلہ رجوع ہوئے شاہ نے کہا کہ اب فیصلہ کے لئے اپنے مورث اعلیٰ سید محمود برقعہ پوش سے رجوع کیجئے۔ چنانچہ یہ سب مزار مبارک پر پہنچے۔ مزار مبارک کی خدمت

ایک درویش باوا ملک کے سپرد تھی۔ ان کو بشارت ہوئی کہ میرے فرزند فیصلہ کے لئے آ رہے ہیں۔ تم ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا تقسیم کرو اور کہہ دو کہ تمہارے حق میں یہ فیصلہ ہے۔ چنانچہ اسی فیصلہ پر سب رضامند ہو گئے اور شاہ دہلی نے بھی اسی فیصلہ پر فرمان لکھ دیا۔ سید مسیح برادر سید علی سیزواری اپنے وطن سیزوارہ واپس چلے گئے۔ اور سید علی سیزواری اور انکی اولاد جارجہ اور جہولس میں آباد ہوئے۔ اس چوتھے حصہ ملتے کی وجہ سے سید علی سیزواری کی اولاد چہارم والے کہلاتے ہیں۔ علامہ ابنِ حسن جارجہ کی بھی خاندان چہارم سے تعلق رکھتے تھے۔ اب ۱۹۴۹ء میں جارجہ کا ضلع بلند شہر کے بجائے غازی آباد اور تحصیل سکندر آباد کا بجائے داری ہے۔

حالات زندگی

آپ کے والد بزرگوار سید محمد حسن صاحب مرحوم میرٹھ میں ملازم تھے۔ اس لئے مولوی بن حسن صاحب کی پیدائش ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء کو میرٹھ میں ہوئی۔ آپ ابھی پانچ سال کے ہی تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا اور آپ کی تربیت و تعلیم آپ کے نانا سید حیدر حسن نے کی۔ ابتدائی تعلیم جارجہ میں ہوئی۔ علوم مشرقیہ کی تعلیم اور فیکل کالج رامپور اور لاہور میں حاصل کی۔ مولوی فاضل اور شی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ انٹرنس Matric فیض عام انٹر کالج میرٹھ سے کیا۔ اور ایم۔ اے۔ اوایل ڈگری اسلامیہ کالج لاہور سے حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں کالج سے بی۔ اے پاس کیا۔ آپ جارجہ میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس زمانے میں ایم۔ اے۔ کیا تھا۔

قومی خدمات

آپ کو شروع ہی سے ملک و قوم کی خدمت کا شوق رہا ہے۔ جن دنوں صوبہ سندھ میں قیام رہا تھا آپ براہِ تبلیغی مشاغل میں مصروف رہے۔ تحریکِ حینتِ البقیع کے سلسلہ میں بڑا کام کیا اور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ سکس کو کامیاب بنانے میں بڑی مدد دی۔ ایک سندھی رسالہ کراچی سے جاری کیا۔ لاہور کے قیام کے زمانے میں پنجاب کے اہل حق میں رنگِ شیعہ مومنوں کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ برسرِ کی مجلس کے صدر بھی مقرر ہوئے تھے۔ مجلسِ عزاکو امام باڑوں کی محدود چار دیواری سے نکال کر ایک بین الاقوامی اجتماع بنانے کے لئے بڑی جدوجہد کی جسے چنانچہ کئی سال تک

مقام میں محرم کے زمانے میں پبلک گارڈن میں مجالس منعقد کرائیں اور خود تقریریں کیں جن میں
 دس دس ہزار کا مجمع ہوتا تھا اور ہر مذہب و ملت کے افراد شرکت کرتے تھے۔ مقام میں
 چالیس ہزار افراد کا ایک کامیاب جلوس مظالم ابن سعود پر احتجاج کرنے کے لئے نکالا۔ قدیم
 طرزِ ذاکری میں اصطلاح و ترمیم کے زیرِ دست حامی تھے۔ شہید تینوا شہید کر بلا فلسفہ
 آل محمد حصہ اول و دوم لکھ کر فلسفہ شہادت کو ایک اچھوتے انداز میں پیش کیا اور قوم کو دعوتِ عملی
 آپ نے دہائی سے رہبرِ سالہ کے ذریعہ ملتِ خواہیدہ کو بیدار کر نیکا اہم فریضہ بھی انجام دیا آپ
 لاہور میں مدرسہ السنہ شرقیہ میں عربی کے لکچرار تھے۔ بی ٹی کے بعد جامعہ ملیہ دہلی میں پروفیسر
 ہو گئے۔ تعلیم و تدریس سے خاص شوق رہا۔ ثانوی جماعتوں میں اسلام کی تعلیم پر سیرج کیا چنانچہ
 آپ کا ایک مقالہ جو آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس منعقدہ راجپور میں پڑھا گیا تھا۔ کافی مقبول ہوا۔
 کئی سال تک آپ بمبئی تشریف لے جاتے رہے اور وہاں اپنے نظریہ کے مطابق مجلس میں
 جدید طرز پر ذاکری فرماتے رہے۔ بمبئی کے انگریزی، اردو اور گجراتی اخبارات نے آپ کی
 تقاریر پر اچھے تبصرے کئے۔ ۱۹۲۱ء کے عشرہ محرم میں تبصرہ کرتے ہوئے سرفراز مکتو کے
 نامہ نگار جنسوی نے بمبئی سے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

”ہماری قوم کی دوسری مایہ ناز مہستی جو درِ دینی و قومی پیہود کے خیال سے بمبئی کو اپنی
 تشریف آوری سے مشرف و مفتخر کرتی رہتی ہے۔ علامہ جارجی کا ذات ہے۔
 علوم مشرقی و مغربی دونوں قبائیں آپ سے دوش کی زینت ہیں اور حرم پر ٹھیک
 اترتی ہیں۔ علوم جدید اور ضروریات زمانہ کے احساس نے آپ کی تقریر کو ہر طرح
 تبلیغ کے لئے موزوں اور آپ کی ذات کو تبلیغ کا اہل بنا دیا ہے۔ آپ کی ذاکری
 حقائق و معارف کا گنجینہ۔ آپ کا بیان عرفان و ایقان کا سرچشمہ اور آپ کے مواعظ
 حقیقی معنوں میں مواعظ ہیں۔ آپ کی تقریر قوم کے نوجوانوں کے لئے اپنے اندر ایک
 پیغامِ عمل رکھتی ہے اور علم و عمل اور ادب کے انواع و اقسام کے پھولوں کا گلستانہ
 آپ کے علمی نکات آپ کے فلسفانہ توضیحات اور نفسیاتی مشگافیاں تعلیم یافتہ لوگوں
 کو اپنا گرویدہ کئے بغیر نہیں رہ سکتیں ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آپ تشریف لے گئے ہی
 اہالیانِ بمبئی خصوصیت کے ساتھ خواجہ نوجوان طبقہ کو دعوتِ عمل دی اور انہیں
 خدام القرآن کا بنیاد رکھی۔ الحمد للہ اس وقت سے اب تک کم و بیش تین سال ہو
 رہے ہیں یہ انہیں روز افزوں ترقی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہے۔ اس کے بعد
 بی خواجہ نوجوانوں نے اسلام سیواسماج قائم کیا اور ہر جمعہ کو ہندیل کی صورت میں

قرآنی احکام اور پیغامات قریب قریب ہر مشہور زبان میں عام مسلمان بھائی کے ہاتھوں میں پہنچ رہے ہیں۔ علامہ موصوف محفل حیدری اور محفل شاہ خراسانی کی دعوت پر بھائی تشریف لائے۔ آپ کی مجالس تمام تر علمی بیانات پر مبنی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے یہاں زیادہ تر تعلیم یافتہ لوگ شرکت فرماتے ہیں۔ بڑے بڑے پروفیسران کالج کے طلباء اور دوسرے علم دوست حضرات وقت سے پہلے ہی جمع ہو جاتے تھے۔ اور ایسے صاف اور سحرانگہ کا اجتماع ہوتا تھا جو کم از کم بھائی میں تو مشکل سے نظر آسکتا ہے۔ بھاؤنگرہ، کاٹھیاواڑ سے نوجوانوں نے بھی ۱۹۳۶ء کے چیمپ میں آپ کو دعوت دی۔ اور آپ کی مجالس وہاں پر بڑی کامیاب ثابت ہوئیں انجمن وظیفہ سادات و مومنین کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء سے مسلسل ممبر چلے آ رہے ہیں۔

سرفراز لکھنؤ مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

یہاں سے راقم الحروف ڈائریکٹری اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر اضافہ کر رہا ہے چونکہ راقم کا قیام اس زمانہ میں بھائی میں ہی تھا۔ بعد کو مولانا موصوف عشرہ محرم پر قتل مسجد تشریف لاتے رہے۔ آپ کا جوہر بریل کی دہلی سے اردو میں نکلتا تھا اس کو خوجہ نوجوانوں نے گجراتی میں بھی شائع کیا اور دوسری تصانیف کے گجراتی میں ترجمہ کر نیکابڑا اٹھایا۔ جس کے حصول کے لئے شفیق رہبر یکب اچھسی قائم کی گئی۔ انجمن خدام القرآن کے قیام کے بعد خوجہ نوجوانوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی بلخصوص مذہبی شعبہ میں اور عبدالحسین تھارانی صاحب جیسے شاعر پیدا کئے۔ علامہ نے عبدالحسین صاحب تھارانی کے انتقال پر گہرے رنج کا اظہار کیا تھا اور خود انکی مجلس سوئم پڑھی تھی انجمن خدام القرآن کے ایک سرگرم کارکن سیٹھا احمد جانی تھے۔ اور موجودہ بہت ہی سرگرم کارکن سیٹھ رجب علی بائی واسے اب بھی بھائی میں سرگرم عمل ہیں۔

۲۱۵۰

حال چھوٹے (اقتباس گزیر پریبلڈ شہر ۱۹۳۶ء)

چھوٹے گاؤں بشمول رقبہ ۶۸۴ ایکڑ، آمدنی ۵۰۰ و ۳ جس کے ۵۴ ایکڑ رینٹ فری شمال پرگنہ دادری واقع ہے۔ پہلے گاؤں سادات کی ملکیت تھی لیکن اب جاٹ بھٹو اور بٹیوں کی ملکیت ہے۔ میر سید علی نے معین الدین مبارک شاہ سے ۲۵۰ بیگہ اراحتی رینٹ فری ٹینیور حاصل کی تھی جس کا کچھ حصہ معافی کاغذ کے بعد ضبط ہو گیا۔ یہاں ۵ پختے مکان، ۳ مساجد، اعیانہ گاہ اور ۴۰۰ فیکڑیاں، ۲۵ دکانوں کا بازار، ایک پوسٹ آفس ایک بڑا سکول جیسے ۹۰ طلباء اور ۲۰ ماسٹر تھے۔ ۱۹۱۶ء میں کل آبادی ۶۹۶ کے ۲۳۰ مسلمان سید اور ام جین تھے۔ بہت و آبادی بٹیوں اور برہمنوں پر مشتمل ہے۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور قائد اعظم کے رفیق سے کار

علامہ ابن حسن جارجی رحلت فرما گئے

ان کے موت ایک قومی سانحہ ہے

قومی رہنماؤں کے پیغامات

کراچی ۱۶ جولائی (رٹاف رپورٹر) قائد اعظم کے رفیق کار ممتاز شیعہ عالم اور تحریک پاکستان کے عظیم رہنما علامہ سید ابن حسن رضوی جارجی کا آج صبح معصومین ہسپتال کوئٹہ میں ۶۸ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علامہ جارجی کو آج شام انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ کلچرل ریسرچ کے احاطے واقع فیڈرل ایمریٹ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ دو لڑکے محمد شہود اور علی حسن اور دو صاحبزادیاں جموٹری ہیں۔ شیعہ عالم مولانا فیصلہ لاجپوری نے امام باڑہ رضویہ کالونی میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں علامہ مرحوم کے عزیز واقارب احباب شاگردوں سیاسی مذہبی رہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی جنازہ میں شرکت کرنے والوں میں نواب صدیق علی خاں ہاشم رضا، جی اے مدنی، مولانا تین خطیب، بوستان علی ہوتی، سعید ہارون، علی مختار رضوی، سید شہنشاہ حسین، برصغیر کے اقلیتی رہنما سوامی کلجک، آئندہ کبیر پٹنمی، مولانا محمد منی، مولانا ابن حسن نجفی۔ مولانا محمد علی درانی قابل ذکر ہیں۔ علامہ ابن حسن جارجی کافی عرصہ سے برقان کے موزی مارض میں مبتلا تھے۔ بیماری کی شدت کے باعث انہیں ۱۴ جولائی کو معصومین ہسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا۔ جہاں آج ساڑھے چھ بجے انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ علامہ کی رحلت کی خبر جگلی کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی۔ تعزیت کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ ممتاز شیعہ عالم علامہ رضوی بھی علامہ جارجی کی وفات پر تعزیت کرتے ان کی قیام گاہ گئے۔ جنازہ چار بجے ان کی قیام گاہ سے اٹھایا گیا اور ساڑھے چار بجے امام باڑہ رضویہ سوسائٹی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ علامہ ابن حسن جارجی کے سوئم کی قرآن خوانی بروز بدھ ۱۸ جولائی کو شام ۴ بجے سے ۵ بجے تک امام باڑہ رضویہ سوسائٹی میں ہوئی جبکہ پانچ بجے مجلس ہوئی جس میں علامہ رشید تزاری نے خطاب کیا۔

سوانح عمری

علامہ سید ابن حسن جارچوی ۱۹۱۹ء میں میرٹھ شہر میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ان کے ناتا سید حیدر حسن نے آپکی تعلیم و تربیت کی۔ میٹرک کرنے کے بعد علامہ جارچوی میرپور بھٹورہ ضلع ٹھٹھہ (سبندھ) میں اپنے بہنوئی مولوی سید شبیر حسین کے پاس آگئے جہاں عوام میں کافی مقبولیت حاصل کر لی۔ ۱۹۲۳ء سکھر میں ہوتے والی پہلی شیعہ کانفرنس میں شرکت کی جس کی صدارت شمس العلماء مرزا علی بیگ نے کی اور سابق چیف جسٹس ہائی کورٹ کراچی جسٹس آغا حسن علی نے جہاں خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ اس کانفرنس کے بانی میر آفت خیر پور تھے۔ اس کے بعد علامہ جارچوی کی صلاحیتیں انہیں پنجاب سے آئیں۔ جہاں لاہور میں قیام کے دوران پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے، ایم اے، او ایل کیا اس کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی سے بی ٹی کرنے کے بعد علامہ جارچوی دہلی پہنچے جہاں ۱۹۳۸ء تک جامعہ ملیہ کالج دہلی سے وابستہ رہے جہاں بھارت کے سابق صدر ڈاکٹر ذاکر حسین، جامعہ کراچی کے دانش چانسلر ڈاکٹر محمود حسین اور ڈاکٹر عابد حسین انکے ساتھیوں میں سے تھے ۱۹۳۵ء میں علامہ جارچوی دہلی سے مہرباست محمود آباد آگئے جہاں راجہ صاحب محمودہ آباد کے والد تھے انہیں راجہ صاحب کا اتالیق مقرر کیا۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۱ء تک علامہ جارچوی شیعہ ڈگری کالج لکھنؤ کے پرنسپل رہے اور اسی اثنا میں وہ یو پی شیعہ بورڈ کے صدر بھی رہے۔ علامہ صاحب ۱۹۵۱ء میں بھارت سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے اور جامعہ کراچی کے شیعہ معارف اسلامیہ سے منسلک ہو گئے۔ جہاں سے ۱۹۵۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ علامہ جارچوی ممتاز ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ شعلہ بیاں مقرر بھی تھے اور سیاست اور خصوصاً تحریک پاکستان میں ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

۱۹۴۵ء میں سرکرہ سیشن بھارت آیا اور اس نے قائد اعظم محمد علی جناح سے معلوم کیا کہ آپ پاکستان کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ اور اس کے متعلق اسلامی نقطہ نظر یہ پیش کیا جائے تو قائد اعظم نے علامہ ابن حسن جارچوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کو مشن کے سامنے پیش ہو کر مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے بارے میں تفصیلات اور اسلامی نکتہ نظر پیش کرتے کو کہا۔ علامہ جارچوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے یہ کام بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور رات کام کرتے رہے لیکن ۱۹۴۶ء میں حیدر آباد قائد اعظم لندن سے واپس آئے اور مسلم لیگ کی صدارت قبول کی تو علامہ جارچوی نے قائد اعظم کی رہبری میں اور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ کام کرنا

شروع کر دیا اور مرتے دم تک مسلم لیگ سے وابستہ رہتے ہوئے پاکستان کے لئے کام کرتے رہے۔ علامہ جارجی نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ کلچرل ریسرچ کے قیام کا بیڑا اٹھایا اور اس کے لئے حکومت پاکستان سے پُرمانی دے و فیڈرل بی ایریا پر ایک خطہ زمین بھی حاصل کر لیا۔ انتقال کے بعد اسی جگہ علامہ کو سپرد خاک کیا گیا۔ علامہ نے اس انسٹی ٹیوٹ کے لئے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں جس میں فلسفہ آل محمد (چار جلد) تذکرہ محمد و آل محمد (تین جلد) حضرت علی کا طرز جہاں باقی (انگریزی اردو) عہد ماموں و علی رضا (انگریزی اردو) جدید ذاکری قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ کئی تصانیف ابھی زیر تکمیل تھیں۔

(شکریہ روزنامہ جنگ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۷۷ء)

تغزیتی پیغامات

مجلس علماء پاکستان کے ناظم علامہ سید نصیر الاجتہادی نے اپنے ایک تغزیتی پیغام میں علامہ ابن حسن جارجی کے انتقال پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ جارجی کی موت سے پاکستان کا ایک عظیم قائد بچھڑ گیا اور اس دور میں ایک ایسے عالم کی وفات پر جو اپنی ذات میں خود ایک تحریک تھا تا قایل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی تحریک پاکستان سے غیر متزلزل وابستگی اور ملک و ملت کے لئے انکی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے دعا کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا کرے۔

متحدہ جمہوری محاذ کے سیکرٹری جنرل اور جماعت اسلامی کے رہنما پروفیسر عبدالغفور نے تحریک پاکستان کے معر قائد اور عالم دین علامہ ابن حسن جارجی کی وفات پر اپنے دلی رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ابن حسن جارجی صاحب کسی ایک فرقہ کے نمائندے ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان سے وابستگی، اسلام، پاکستان اور نظریہ پاکستان سے محبت کی وجہ سے ہر طبقہ و فرقہ میں یکساں مقبول و ہر دلعزیز تھے۔ وہ اپنی فکر و عمل میں نہایت غیر متعصب اور وسیع ظرف کے مالک تھے۔ پروفیسر غفور نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے جنت میں بلند درجات سے نوازے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قومی اسمبلی کے رکن محمود اعظم فاروقی اور سندھ اسمبلی کے رکن افتخار احمد نے بھی علامہ جارجی صاحب کی وفات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

نظام اسلام پارٹی کے صدر اور ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارجی صاحب کا اچانک موت سے صرف علمی اور مذہبی حلقوں ہی کو نقصان نہیں

بلکہ سیاسی حلقوں میں بھی انکی وفات سے بڑی کمی محسوس کی جا رہی ہے اور علامہ صاحب نہایت حق گو عالم بھی تھے اور تحریک پاکستان کے مقتدر رہنما بھی۔ پاکستان کی تاریخ میں انکی خدمات ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرما دے۔ ان سید ہاشم رضا نے علامہ جارجوی کی موت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ انکی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم مسلم لیگ سے جو ایک سیاسی جماعت نہیں تحریک ہے اس سے شروع سے آخر تک وابستہ رہے اور ہر کھٹن سے کھٹن دور میں بھی اس سے علیحدگی اختیار نہیں کی یہ ان کی مسلم لیگ اور پاکستان سے وفاداری کا بقیہ ثبوت ہے۔

صوبائی اسمبلی کے رکن پورستان علی ہویہ نے علامہ جارجوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا وہ ایک سچے اور مخلص رہنما تھے اور انکی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بہت عرصہ تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔

مجلس مقرنین کے صدر دوست محمد فیض نے کہا کہ مرحوم ایک ماہر تعلیم ہونیکے ساتھ ساتھ ایک متعلم بیاں مقرر تھے اور انکی زبان سے نکلنے والا ایک ایک لفظ توجہ طلب اور معنی خیز ہوتا تھا اور وہ اپنی تقریر میں ہمیشہ طلباء کو حق گوئی اور بے باکی کا درس دیتے تھے۔

برصغیر کے اقلیتی رہنما سوامی کلجیا نند کبیر منجھتی نے علامہ جارجوی کا زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ علامہ ہمیشہ غریب اور محنت کش طبقے کی بہت افزائی کرتے رہے۔ ملکہ بلستانی نے اپنے تعزیتی پیغام میں علامہ جارجوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پانڈگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ لیاقت حسین جنرل سیکرٹری کراچی مسلم لیگ نے ممتاز عالم دین اور قدیم مسلم لیگی رہنما علامہ سید ابن حسن جارجوی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

علامہ ابن حسن جارجوی کے انتقال پر کراچی بار کا اظہار تعزیت

کراچی ۱۹ جولائی (رٹات رپورٹر) کراچی بار ایسوسی ایشن کے ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس میں جو ماسٹر شرق فریدی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ علامہ ابن حسن جارجوی کی وفات پر گہرے تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں منظور ہونے والی ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ تحریک پاکستان میں بے مثال خدمات کی بدولت پاکستان کے ممتاز لیڈروں میں علامہ ابن حسن جارجوی کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی انہوں نے نظریہ پاکستان کے فروغ اور اس کے تحفظ کے لئے بے لوث کام کیا۔

الیوسی الیٹن انکی وفات سے ہونے والے ناقابل تلافی نقصان پر ان کے اہلی خاندان سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ ایک قرارداد میں مسٹر امیر اعظم رضوی کے والد کی وفات پر بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

علامہ جارجی اور آقائے یو یا کی یاد میں جامعہ کراچی میں قرآن خوانی

کراچی ۱۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) علامہ ابن حسن جارجی مرحوم اور آقائے آیت اللہ حاجی مرزا مہدی پوریا مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے یوم حسین اگرگناڑنگ کمیٹی کے زیرِ اہتمام آج جامعہ کراچی میں قرآن خوانی ہوئی جس میں طلباء اور طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ قرآن خوانی کے بعد مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

علامہ جارجی کی وفات پر بیگم عیادت علی خاں کا اظہار تعزیت

کراچی ۱۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) گورنر سندھ بیگم رعنا بیگم علی خاں نے کہا ہے کہ علامہ سید ابن حسن جارجی جدوجہد آزادی میں ایک سرگرم کارکن تھے۔ مولانا ابن حسن جارجی کی وفات پر ایک تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کے ایک بہترین خطیب اور ممتاز شیعہ عالم مولانا ابن حسن جارجی کے انتقال کا سنکر مجھے دلی صدمہ ہوا ہے۔ مولانا مرحوم نے جدوجہد آزادی میں ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے جو خدمات انجام دی ہیں انکو بھلایا نہیں جاسکتا۔ میں دست بدعا ہوں خدا انکی مغفرت فرمائے اور جلد ہی انکاں کو اسی ساتھ عظیم پر سیر حبیبی عطا فرمائے۔

علامہ جارجی کو متحدہ محاذ کا خراج عقیدت

کراچی ۱۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) متحدہ جمہوری محاذ کراچی کے ایک ہنگامی اجلاس میں علامہ ابن حسن جارجی کی وفات کو ایک قرارداد کے ذریعہ قومی نقصان سے تعبیر کرتے ہوئے ان کی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اور انکے لئے دعائے مغفرت کی گئی اجلاس بیاقت آباد کے مسلم لیگ کے دفتر میں نائب صدر پی ڈی پی راولپنڈی حسن کی صدارت میں منعقد ہوا۔

علامہ ابن حسن جارجی کی وفات پر ممتاز رہنماؤں اور مختلف تنظیموں کا اظہار تعزیت

کراچی ۱۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) نیشنل عوامی پارٹی (مارکسٹ) کے رہنما سید علی مختار رضوی نے ممتاز مسلم لیگی اور شیعہ رہنما علامہ ابن حسن جارجی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے انہوں نے

کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارچوی ایک عظیم عالم ہوتے کے ساتھ بے باک مقرر بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ کی زندگی تمام علماء اور عوام کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

مجلس مجاہدین محمد دآل محمد اور ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ کے رہنما میرزا گل حسین عابدی نے علامہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تحریک پاکستان کا ایک رہنما اور ایک عالم نے اتنی بے بسی کی حالت میں دم توڑ دیا اور حکومت و شیعہ قوم کی رہنمائی کا دعویٰ کرنے والے انکی تعزیت تک کے لئے نہیں گئے۔

پاکستان شیعہ فیڈریشن کے رہنما دلیر حسین رضوی نے علامہ جارچوی کی وفات پر اظہار رنج و غم کرتے ہوئے کہا کہ علامہ جارچوی کی وفات سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے اسے کبھی پر نہیں کیا جاسکتا۔ عز خانہ حسینی کے چیئرمین سید نجم الحسن نقوی۔ پاکستان شیعہ پولیٹیکل پارٹی کے رہنما شفیق رضوی نے علامہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ علامہ کی وفات سے شیعہ قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

حسن اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک ہنگامی اجلاس میں علامہ ابن حسن جارچوی کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ علامہ جارچوی اسلام کی سرپرستی اور اسلامی اتحاد کے لئے کوشاں رہے انکی وفات سے علم کا ایک دروازہ بند ہو گیا۔

یادگار حضرت عباس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری ذوالمختار احمد ملنگ حیدری انجمن تحفظ حقوق شیعیان کے جنرل سیکرٹری سید نور شید علی، ممتاز شیعہ عالم علامہ عباس حیدر عابدی نے مختلف بیانات میں علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔

مشرقی قبر رضوی صدر انجمن ذوالفقار حیدری رحبر ٹیڈ کراچی نے مولانا ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انجمن کا ایک ہنگامی تعزیتی جلسہ زیر صدارت جی قبر رضوی منعقد ہوا اور مولانا کی زندگی پر ایک مختصر تقریر ہوئی اور رنج و غم کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی گئی۔ مولانا کے جنازے میں انجمن کی نمائندگی مشرقی قبر رضوی بادشاہ مرزا اور علی محمد رضوی (پچھانے کا)۔

اسلامک اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے صدر امجد تھانوی اور سینئر نائب صدر قمر عباس جعفری نے کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارچوی نے تحریک پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ نے قوم و ملک کے لئے بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔

یوم حسین آرگنائزنگ کمیٹی جامعہ کراچی کے صدر فیروز اعظم نے علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ انہوں نے کمیٹی کے تمام نمائندوں

کو علامہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے تعزیتی جلسہ منعقد کرنے کی ہدایت کی۔

انجمن اخوان المسلمین کے جنرل سیکرٹری سید قائم رضا رضوی نے کہا ہے کہ حضرت علامہ ابن حسن جارچوی کا وجود عالم اسلام اور تمام مسلمانان پاکستان کے لئے باعث فخر تھا۔ علامہ موصوف ہمیشہ قومی یکجہتی اور اتحاد کے لئے کوشاں رہے اور اپنے اس مشن میں انہیں کامیابی حاصل رہی۔

آقائے پویا اور علامہ جارچوی کے انتقال پر مولانا مودودی اور میاں طفیل محمد کا بیانیہ تعزیت

لاہور ۱۸ جولائی (پ) جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد نے آقائے محمد مہدی پویا اور علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

سٹی مسلم لیگ سکمر کے سیکرٹری حیات محمد صدیقی نے مسلم لیگی رہنما اور عالم دین علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ ایک اور پرانے رہنما سے محروم ہو گئی ہے انہوں نے مرحوم کے ورثا سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے انہیں صبر کی تلقین کی ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی حلقہ علی بستی گوہار کے صدر سلیم شاہ نے علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔

اسلامک اسٹڈیز لیکچرر ایسوسی ایشن کے صدر مولانا دلدار علی غازی اور جنرل سیکرٹری پروفیسر محمد نسیم عثمانی نے کہا ہے کہ علامہ کی وفات ایک دور اور ایک صدی کی تاریخ حتیٰ ایک معلم مذہبی اور سیاسی رہنما کی حیثیت سے ان کا خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

حسن کمیٹی کے چیئرمین شفیق رضوی نے کہا ہے کہ علامہ کی وفات سے قوم ایک مخلص رہنما اور حقیقی عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ علامہ کا یادگار قائم کی جائے اور گراچی کی ایک سڑک علامہ کے نام سے موسوم کی جائے۔

اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو عظیم نقصان قرار دیا گیا اجلاس میں کہا گیا کہ علامہ کی وفات سے آرگنائزیشن اپنے ایک محسن اور بہی خواہ سے محروم ہو گئی ہے۔

انجمن معصومیہ حسین آباد گوہار کے سیکرٹری سید طریق احمد جعفری پاک یونیورسٹی لیگ کے صدر دارالکین، آل پاکستان ادارہ محلی حسینی کے رہنما ایس ایم عالم زبیدی محمد اشرف حسین زبیدی، انجمن مومنین حیدری کے سیکرٹری مہدی رضا جعفری احمد ممتاز حسن، جسٹس پنجاب اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے پریزیڈنٹ سیکرٹری خالد دھمی، گلگت بلتستان لدرخ اسٹوڈنٹس یونین کے صدر مہدی علی زبیدی

علی مدد، سید مرتضیٰ علی شاہ ٹکی کالج شام آرٹس بزم ادب کے نائب صدر علی مدد، پاک
حیدری اسکالرشپ کے جنرل سیکرٹری جعفر کاظم، جامع مسجد رشیدیہ کوننگی ملے کے خطیب قادری
محمد اسماعیل، پاک سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن لائڈھی کوننگی کے جنرل سیکرٹری محمد اسحق میرٹھی، دستہ
نامہ انجینئر کے نائب صدر سید آغا جعفری اردو کالج کے مجلہ "برگ گل" کے معاون مدیر نور خاں پو
ٹو نے مختلف بیانات میں علامہ جارجی کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء)
کراچی ۱۸ جولائی (اسٹاف رپورٹر) سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف اور متحدہ جمہوری محاذ
سندھ کے صدر شاہ فرید الحق اور رہکن اسمبلی فلوہور الحسن بھوپالی نے ایک بیان میں علامہ ابن حسن جارجی
کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ مسلم لیگ کے ایک نڈر اور بے باک رہنما تھے۔
اور انہوں نے اس ملک میں نظریہ پاکستان اور جمہوریت کو برقرار رکھنے کے لئے بیش بہا خدمات
انجام دیں اور آمروں اور ظالموں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔ شاہ صاحب نے کہا علامہ کی وفات
سے ایک پاکستان پر یقین رکھنے والوں میں سے ایک اور کم ہو گیا۔ مگر ہمیں امید ہے کہ علامہ کی قربانیاں
رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اور اس ملک کے عوام کبھی بھی اور کتنے ہی مشکل حالات میں جمہوریت کے لئے
کوشاں رہیں گے۔

کراچی ۱۹ جولائی (اسٹاف رپورٹر) بزرگ و جید شیعہ عالم آقائے آیت اللہ مجتہد حاجی مسزدا
عہدی پویا اور علامہ ابن حسن جارجی کی وفات پر مختلف شیعہ انجمنوں نے دونوں علما کی اچانک وفات
کو ایک عظیم اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ پاکستان شیعہ مطالبات کے جنرل سیکرٹری سید
خورشید علی اور ممتاز شیعہ رہنما سید ولید حیدر رضوی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ آقائے پویا کی
اچانک وفات شیعان عالم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اور جو خلا آقائے پویا کی وفات سے
پیدا ہو گیا ہے اب اس کا پر ہونا ممکن نہیں ہے۔

پاک حیدری اسکالرشپ کے جنرل سیکرٹری نے آقائے پویا کی خدمات کو سراہتے ہوئے دعا
کی کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ انجمن مومنین حیدری لیاقت آباد کے سیکرٹری
نشر و اشاعت عہدی رضا جعفری اور نوجوان شیعہ رہنما محمد ممتاز حسن نے مجتہد اسلام آقائے پویا کی
وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملت جعفریہ ایک جید عالم دین سے محروم
ہو گئی ہے۔ بلتستان یونٹ مومنین کا ایک مہنگا می اجلاس اسے یسیتا لائن میں ہوا جس میں
ایک قرارداد کے ذریعہ ممتاز عالم علامہ ابن حسن جارجی اور نائب مجتہد آیت اللہ آقائے عہدی
پویا کی رحلت پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا اور اس سے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ انجمن رشتائے
حبیبی کے جنرل سیکرٹری ہاشم جارجی نے تحریک پاکستان کے عظیم رہنما اور عالم دین علامہ ابن حسن

جارجی اور آقائے پوپا کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملت جعفریہ دو ممتاز عالموں سے محروم ہو گئی۔ پاکستان لبرل اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری سعید ارشد نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارجی بے پاک مقرر حبیب عالم اور حق گو انسان تھے ادارہ یادگار رسالت پاکستان کے صدر سید سرکار حسن نقوی تھے اپنے بیان میں ممتاز مسلم لیگی رہنما اور شیعہ عالم علامہ ابن حسن جارجی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اس سانحہ کو ملت اسلامیہ اور پاکستان کا ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے سرکار حسن نے آقائے پوپا کے انتقال پر ادارہ کی جانب سے ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ بوتراب اسکاوٹ کے والس چیئرمین عالم علی اور جنرل سیکرٹری ذوالفقار زبیدی نے ایک تعزیتی بیان میں علامہ جارجی اور آقائے پوپا کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان علماء کی وفات کو ملت جعفریہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ انجمنی اخوان المسلمین کے جنرل سیکرٹری سید رضا رضوی نے آقائے پوپا کی وفات پر تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ مرحوم کی ذات گرامی تمام مسلمانوں کے لئے گنجینہ کیاب کی حیثیت رکھتی تھی۔

بزم بہادر یار جنگ پاکستان کے صدر جناب محمد عبداللہ نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں علامہ ابن حسن جارجی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ جارجی کی موت سے پاکستان ایک عظیم و مخلص قائد سے محروم ہو گیا۔ علامہ ابن حسن کسی ایک فرقہ کے نمائندے ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان کے رہنما قائد اعظم کے رفیق کار۔ اسلام، پاکستان اور نظریہ پاکستان سے محبت کی وجہ سے ہر طبقہ و فرقہ میں یکساں مقبول تھے۔ ندائے قدوس مرحوم کو حیثیت الفردوس میں جگہ عطا کرے ان کے پسماندگان کو سیر جہل عطا کرے۔ (آمین)

علامہ جارجی کی یاد میں مجلس اور قرآن خوانی

کراچی ۱۹ جولائی: دہشت گردوں کی تحریک پاکستان کے معمر رہنما اور ممتاز شیعہ عالم ابن حسن جارجی مرحوم کی روح کو ایسا سال ثواب کے لئے قرآن خوانی کل شام امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی میں ہوئی جس کے بعد مجلس عزاء ہوئی جس سے ممتاز شیعہ عالم علامہ رشید ترائی نے خطاب کیا۔ علامہ ابن حسن جارجی کے سوئم میں مرحوم کے عزیز واقارب، احباب، شاگردوں، مذہبی و سیاسی رہنماؤں اور عمائدین شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی جس میں تحریک پاکستان کے رہنما حسین امام، پروفیسر ای بی حلیم، بوستان علی ہوتی، سید ہاشم رضا، سید سعید حسن، رئیس امر ہوئی، سید محمد تقی، نیشلی خواجی پارٹی مارکسٹ گروپ کے رہنما سید علی ممتاز، رضوی، آئی آر رضا، حاجی حسن علی، پی اے ایم، آزاد بن حیدر

مولانا عابد شبیر، مولانا عادل، مولانا محمد حسن، مولانا عباس کیلی، علی رتنا، مولانا توقیر حسین زیدی قابلِ ذکر ہیں۔ علامہ رشید ترائی نے مجلس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ ابنِ حسن جارجوی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی کسی اختلافی مسئلہ پر گفتگو نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کے خلوص، سادہ زندگی، بے لوث محبت اور بے تکلف زندگی نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسان کو اپنی موت کی طرف سے کبھی غفلت نہیں بڑھنی چاہیئے۔ اور ہر انسان کی موت ہمارے لئے درسِ عبرت ہے اور جس شخص کو موت پر یقین نہیں اس کو خالقِ کل پر یقین نہیں۔ آخر میں علامہ رشید ترائی نے علامہ جارجوی مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۹۷ء)

ایک اور چراغ بجھا۔ !

علامہ سید ابن حسن رضوی جارجوی کی رحلت ایک ایسا قومی سانحہ ہے جسے ملک کے عوام و خواص دونوں نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے۔ مرحوم علم و اخلاص کا ایک ایسا روشن چراغ تھے جس سے اہل علم اور طالبانِ علم کی محفلیں بھی منور رہتی تھیں۔ اور عوام کی سیاسی و مذہبی مجلسیں بھی۔ وہ بیک وقت اُستاد اور ماہر تعلیم بھی تھے۔ بہترین خطیب اور سیاسی رہبر بھی۔ مرحوم برصغیر کی تقسیم سے پہلے لکھنؤ میں شیعہ کالج کے پرنسپل رہ چکے تھے۔ پھر ۱۹۴۷ء میں جب درس و تدریس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوئے تو جامعہ کراچی میں معارف اسلامیہ کے پروفیسر کے قابلِ احترام منصب پر فائز تھے۔ علمی میدان کے ساتھ سیاسی میدان میں بھی ان کی خدمات نہایت بیش بہا ہیں۔ قیامِ پاکستان کی تحریک میں وہ ایک مستعد سپاہی کی طرح شریک رہے وہ ایک کٹر مسلم لیگی کہلانے کے باوجود اس اعتبار سے ممتاز تھے کہ اپنے دامن کو جماعت کے الحظاط سے پیدا ہونے والی تمام خرابیوں سے بچائے رکھا اور آخر وقت تک اس کی اصلاح کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ۶۸ سال کی عمر میں بھی وہ ملت کے اتحاد اور پاکستان کی سالمیت کے لئے اُس وقت تک جدوجہد کرتے رہے جب تک ان کے قریبی جواب نہ دے دیا۔ اُن کا یہی مسلک اور حُبِ الوطنی تھی، جس نے انہیں بلا امتیاز سب کے لئے ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ بالآخر یہ چراغ بجھ گیا لیکن اس کی روشنی ہمیشہ پاکستان کے ساتھ باقی رہے گا اور ملت کو نظریہ پاکستان کا راستہ دکھاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے، آخرت میں اعلیٰ مرتبہ عطا کرے۔ اور ان کے احباب و اقربا کو صبرِ جمیل کا توفیق دے۔ (ادارتی نوٹ روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی ۱۹۹۷ء)

علامہ ابن حسن جاز چوہی

جو آخر وقت تک ملت پاکستان کے خدمت کرتے رہے

مولانا محمد علی درانی کے قلم سے

علامہ ابن حسن جاز چوہی جنہیں مرحوم کہتے ہوئے قلم کا نپ رہا ہے۔ کل چار بجے صبح تک ہماری دنیا میں تھے اور اب ہم سے دور اور بہت دور اپنے اس آقا و میرا کی شہرت میں چاہے جس کی بداحی میں ساری ٹرائیاں تمام زور بیان اور زور قلم صرف کرتے رہے۔

مرحوم اب سے ۶۸ سال قبل قصبہ جارجہ ضلع بلند شہر (پٹی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد متوسط درآمد ہونے کے ساتھ ہی علم و بااثر بھی تھے۔ نہ صرف قصبہ جارجہ بلکہ پورے یوپی ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔

حضرت علامہ کو بچپن ہی سے تحصیل علم کا شوق تھا۔ ابتدائی تعلیم قصبہ جارجہ ہی میں والد سے حاصل کی۔ گلستان و بوستان گھر پر پڑھ لینے کے بعد اسکول کا رخ کیا۔ خداداد ذہنیت کے سبب ہمیشہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ جتنا پڑھتے رہے تحصیل علم کا شوق بے اعتبار رہا حتیٰ کہ تحصیل علم دین کی لکھنؤ پہنچے۔

مدرسہ ناظمیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ الوداعین لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ فن خطابت سیکھ کر تبلیغ دین پر کمر بستہ ہوئے اور غیر منقسم ہند میں اپنے انداز بیان اور طرز خطاب سے مقبول عام ہوئے۔ لیکن آپ نے بذات خود اپنے اندر ایک کمی محسوس کی اور وہ یہ کہ میں کتب اسلامیہ (عربی و فارسی) کے حوالہ جات تو دے سکتا ہوں چونکہ انگریزی نہیں آتی اس لئے کسی انگریز مورخ کے حوالہ جات پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ پس اس خیال کے آتے ہی انگریزی سیکھنے کا عزم کیا۔ اور ۵ سال کی قلیل مدت میں انگریزی کتب کے مطالعہ پر قدرت حاصل کر لی۔ اردو کے مضامین خود لکھتے خود ہی ان کو انگریزی میں ترجمہ کرتے اور کسی پروفیسر سے رجوع کرتے تو وہ متحیر ہو جاتا۔ اور کہتا کہ مولانا جس کو انہی انگریزی آتی ہو اسے تو کسی یونیورسٹی کا چانسلر ہوتا چاہیے۔

اک زمانہ تھا کہ آریہ سماجیوں سے بڑے مناظرہ رہتے تھے آپ نے ان مناظروں میں بڑے مدبرانہ حصہ لیا اور نہ صرف اپنی علمی قابلیت بلکہ خداداد ذہنیت سے بھی کام لے کر وہ مسکت جوابات دیئے کہ

آریوں کو خاموش ہی ہو جانا پڑا۔ مثلاً لاہور میں ۱۹۳۹ء میں آریہ اور مسلمانوں کا مناظرہ تھا۔ دوسرے دوسرے اہل علم جمع ہوئے تھے۔ لاہور میں اگرچہ علامہ کنتوری اعلیٰ اللہ مقامہ کی شخصیت تھی جو ہر منہ سب و ملت کے افراد سے ان ہی کی کتابوں سے دلائل و براہین پیش فرما کر جواب فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت علامہ ابن حسن جارچی کو بھی دعوت شرکت دی گئی۔ آپ لاہور پہنچے معلوم ہوا آریوں سے مناظرہ کرنے والا ہے۔ وہ وقت بھی آیا جب آریوں نے سوال اٹھایا کہ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن ہماری الہامی کتاب ہے۔ غلط ہے (معاذ اللہ) یہ ہندی اور سنسکرت کے ویدوں کا عربی ترجمہ ہے۔ نام بھی تبدیل کر لئے گئے ہیں خلاق اوتار کو ہندی اور سنسکرت میں یہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی عربی یوں بنائی گئی ہے۔

آریہ حضرات معہ اپنی تمام علمی قوت اور ذخیرہ کتب کے جمع ہوئے اور علی الاعلان مسلمانوں کے عام مجمع میں اپنا دعویٰ پیش کیا۔

حضرت علامہ ابن حسن جارچی مرحوم نے آریہ لوگوں کی بھرپور حمایت کی اور کہا کہ میں آپ لوگوں کی رائے سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ تیرہ سو سال کی چوری آج پکڑی گئی لائق تحسین و آفرین ہیں آپ لوگ کہ آپ نے اس چوری کا سرخ لگا دیا۔ ہم مسلمان گھرنے میں پیدا ہوئے اور آج تک قرآن کو الہامی کتاب ہی سمجھتے رہے۔ واہ رے مسلمانو! تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے لئے ایک انوکھی اور چھوٹی کتاب ہی بنا لیتے دوسروں کے مال پر ڈاکہ ڈالا۔

آریہ بہت خوش تھے کہ ایک مولوی تمہارا ہم خیال نکلا۔ یقیناً اب مسلمانوں کو ماننا پڑے گا کہ جسے قرآن کہا جا رہا ہے وہ ویدوں کا عربی ترجمہ ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ اے آریہ بھائیو! اب تم اپنا سوال لکھ کر ہمیں دو تاکہ سند رہے۔ جب تحریری شکل میں اعتراض حاصل کر لیا تو فرمایا۔

کیوں مسلمانو! تم نے دن و رات ہندی اور سنسکرت کے ویدوں پر ڈاکہ ڈالا۔ آج تم سب مجرم ہو۔ مگر نہیں۔ میں تم سب کو مجرم بنانے سے پہلے اپنے آریہ بھائیوں سے ایک بات معلوم کرنا چاہتا تھا اور وہ یہ کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ جسے ہم قرآن کہتے ہیں۔ آپ کے ویدوں کا عربی ترجمہ ہے، تو یہ بتلاؤ کہ تمہارے ہندی اور سنسکرت کے ویدوں میں کتنے دیوتا اور خدا موجود ہیں۔ وہ کتاب جسے ہم الہامی کہتے ہیں اور قرآن کے نام سے پکارتے ہیں اس میں تو جگہ جگہ یہ عربی موجود ہے کہ میں ایک خدا کی عبادت کرو۔ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ مانو۔ ایک کا اقرار کرو۔ اور سب کی نفی کرو۔ بتاؤ تمہارے کس وید میں ہندی یا سنسکرت میں یہ عبارت موجود ہے۔ جسے عربی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ کتابوں کے انبار جو ساتھ لے کر آئے ہو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ان میں ایک خدا کی وحدانیت کے اقرار پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ لاؤ مجھے دکھاؤ اور میں آج ہی اس مجمع میں اپنے آریہ بھائیوں کے اعلان کرتا ہوں اور وصیت لکھ دیتا ہوں کہ میری کوئی اولاد مسلمان نہ رہے۔

اب کیا تھا آریہ ایک دوسرے کی بلیں جھانک رہے تھے۔ اور مسلمانوں کا مجمع تھا کہ مولانا کی حاضر دماغی سے انگشت بندھاں تھا۔ بالآخر آریوں کو یہ کہہ بھاگنا پڑا کہ ہمیں مطالعہ کا وقت دیکھئے۔

اس واقعے نے مولانا کی علمیت اور شخصیت کو چار چاند لگا دیے۔

مولانا نے اپنے طرز بیان میں وہ انداز گفتگو پیدا کیا جس کی حالات حاضرہ کے تحت ضرورت تھی۔ آپ نے سیرت النبیؐ کو اپنانے پر جو تقاریر کیں ان میں اس بات پر اشد زور دیا کہ ہمیں حضورؐ پاک کی ازدواجی زندگی ہی کو سامنے رکھ کر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ زندگی ہر شعبہ میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مجالس میں بھی حالات حاضرہ کے تحت گفتگو فرماتے تھے۔ انکی تلقین تھی کہ حینیت کو اس طرح اپناؤ کہ اگر حسینؑ نے یزید کی دولت کو ٹھکرا دیا تو تم لڑکے بچاری نہ بنو۔ حسینؑ نے حق کو نہ چھوڑا تو تم تاسق کو حق نہ سمجھو۔ حسینؑ نے طاقت کے آگے سر نہ جھکا یا تو تم بھی اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کرو کہ کوئی باطل قوت تمہیں حق کوئی سے نہ روک سکے۔ حسینؑ کا مقصد ایک اور نیک تھا۔ اگر ہم سب کا مقصد ایک اور نیک ہے تو پھر ہم میں باہم اتحاد کیوں نہیں۔ مولانا کی تقاریر کیا ہوتی تھیں درس عبرت ہوتا تھا۔ آپ کی تقاریر کا تمام تر نچوڑ اتحاد باہمی رہتا۔ اسی لئے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے آپ کو مسلم لیگ میں دعوت شمولیت دی اور فرمایا کہ ”مولانا روح اتحاد آپ پھونکیئے“ باقی کام عوام سے میں لیتا رہوں گا۔ چنانچہ آپ نے قائد اعظم کی اس فرمائش کو پورا کرنے میں اپنی پوری قوت بیان صرف کی اور واقعہ کر بلا سے اتحاد یقین محکم اور تنظیم کے پہلوئے کر عام مسلمانوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع کر دیا۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ تحصیل علم کو حصول معاش کا ذریعہ جایا جاتا ہے۔ لیکن مولانا نے مرحوم نے اپنے علم کو حصول زر کا ذریعہ بنانے سے ہمیشہ گریز کیا۔ غیر منقسم ہند میں تقریباً عام جگہوں کے علاوہ ریاستوں اور رجواڑوں میں بھی بُلائے گئے۔ لیکن آپ نے کبھی کوئی پیسہ بطور انعام یا اپنے بیان کے معاوضہ کی صورت میں قبول نہیں کیا۔ جو مرحوم کی سیرت تھی اور فارغ البالی کا بین ثبوت ہے۔

پاکستان آنے کے بعد جناب بیات علی خان تک سرکاری تقاریب میں آپ کو مہاج خصوصی کی حیثیت سے دعوت شرکت دی جاتی رہی۔ کبھی کہیں شریک بھی ہوئے اور کبھی یہ کہہ معذرت پیش کر دی کہ امیروں میں فقیروں کا کیا کام۔

حکومت میں بااثر ہونے کے باوجود کبھی اپنے ذاتی مفاد کے خواہاں نہ ہوئے۔ اور اگر کبھی اعزاز اور احباب میں سے کسی نے کسی قسم کی سفارش چاہی تو یہ کہہ خاموش ہو گئے کہ اگر خدائے

میری سفارش رد کر دی گئی تو تمہیں تو کوئی رنج نہ ہوگا اور کوئی زہینہ تلاش کر لو گے۔ لیکن میرے دل میں اُس کی طرف سے رنج باقی رہ جائیگا جو میری بات نہ ماننے کا۔

آپ کی ساری زندگی دینی اور علمی خدمات میں بسر ہوئی۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کے زور قلم کا لکھا ہوا تذکرہ محمد و آل محمدؑ آج بھی بی اسے کے درس میں شامل ہے۔ گزشتہ سال۔ اگست میں حکومت نے نصاب دینیات کے سلسلہ میں چند علماء کو اسلام آباد میں دعوت شرکت دی۔ مولانا مرحوم باوجود اپنی ضعیفی اور پیرائہ سالی کے اسلام آباد پہنچے اور محکمہ تعلیمات کے سربراہوں سے مسکت گفتگو فرمائی۔

آپ اپنی ضعیفی، کمزوری اور مجبوری کے پیش نظر بغیر سہارہ کے نہ چل سکتے تھے نہ اٹھ سکتے تھے۔ اس کے باوجود کراچی کی انجمنوں کی دعوتوں کو کبھی رد نہ فرمایا۔ جہاں بلائے گئے اور نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ اپنے طرز خطابت سے بھی سامعین کو مستفیض فرمایا۔

دنیا فانی ہے۔ بقاصوف ذات احدیت کو ہے۔ بقول شخصے ضعیفی ذات خود ایک بیماری ہے۔ اب سے ڈھائی ماہ پیشتر اتم الحروف کو شرف قدمبوسی حاصل ہوا تھا۔ مزاج پرسی کی توفیر مانے لگے تو یہ گھر رہے ہیں لیپا پوتی سے کب تک کام چلے گا۔ بس اب ہم پاہر رکاب ہیں۔ میاں کیسی یاد آجائیں تو ناتختہ پڑھ دیا کرنا۔ پھر یہ شعر پڑھ کر خاموش ہو گئے۔

فقط ذات معبود جاودانی ہے

باقی جو کچھ بھی ہے وہ فانی ہے

(بشکریہ - روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۵۳ء)

بقیہ : قصیدہ چارچہ کے عزادار جسے صلا سے آگے

بازار میں دو مقام پر تشریف ہوتا ہے۔ پہلی تقریر خیالی کے چوک میں ہوتا ہے، دوسری تقریر بیچ بازار میں گھنٹہ گھر کے سامنے۔ ان تقریروں کے بعد ماتم کرتے ہوئے ٹھیک م بجے یہ جوس امام باڑہ چوپال کلاں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں مجلس ہوتی ہے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ ماتم۔ ماتم ہونے کے بعد تعزیر و علم وغیرہ کر بلا جانے لگتے ہیں۔ علاوہ دوسرے تعزیروں کے دو تعزیرے ہالوں (گھاس) کے ہوتے ہیں۔ ان پر باقاعدہ ہالوں، بجائی جاتی ہے کر بلا پہونچ کر تمام تبرکات بڑھا دیے جاتے ہیں۔

بستی میں جا بجا مشربت کا سبیلین ہوتا ہیں۔ عشرہ کی رات کو مولانا قاری سید ظہیر العباس صاحب قبلہ کی حویلی میں زمانا مجلس شام غریباں ہوتی ہے۔ اور کاٹھے کے امام باڑہ سے ذوالنجاح برآمد ہو کر ماتمی دستے کے ہمراہ امام باڑہ چوپال کلاں میں آتا ہے، یہاں آکر جلس کا اختتام ہوتا ہے۔ اس طرح سے یہاں کا محرم ختم ہو جاتا ہے۔

جواب مرحوم ہیں !

مولانا ابن حسن جارچوی

تحریک ضیاء الحسن موسوی

۱۹۳۶ء کی بات ہے، دہلی میں موری گیلری میں اجتماعی مجالس ہو رہی تھیں۔ میرے والد مرحوم، حکیم محمد احمد صاحب سے طبی مشورے کے لئے دہلی میں تھے۔ میں ان کے ہمراہ اس مقررہ گھر سننے کے لئے گیا۔ ایک نئے طرز تقریر کا بانی کہا جاتا تھا۔ اور جو اس جاگیر داری کے دور میں اسلام کے اس اقتصادی اور سماجی نظام کی دعوت دیتا تھا جس کو آج مسئلہ زمین ہم اسلامی سوشلزم کہتے ہیں۔ بچپن کی وہ سنی ہندی تقریر مجھے آج تک یاد ہے اور مقرر تھے مولانا ابن حسن جارچوی جو اس کے بعد ۱۹۳۷ء میں راجہ صاحب محمود آباد کے قائم کردہ "دارالتصنیف والتالیف اکبریہ" سے منسلک ہوئے اور جن کو بہت قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ایم اے ایم اویں کرسمس کے بعد وہ پہلے جامعہ ملیہ اور پھر ریاست محمود آباد سے وابستہ ہو گئے۔ جہاں ان کے ساتھ متعدد فاضل و علماء قومی سیاسی اور علمی خدمات میں مشغول تھے۔ برادر مکرم راجہ صاحب محمود نو عمری کی سے انقلابی خیالات کے مالک ہیں انہوں نے اپنی ساری دولت اور توانائی مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور خدمت اہل علم و کمال کی نذر کر دی اور خود اپنی زندگی سادگی اور قلندری سے بسر کی۔ ظاہر ہے کہ مولانا جارچوی کے لئے اس سے اچھی فضا اور کونسی ہو سکتی تھی ان کی زندگی بھی تصنیف و تالیف اور علم لیک کے مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے وقف ہو کر رہ گئی۔

مولانا جارچوی ان مسلمان عمائدین میں سے تھے جو اپنا سب کچھ عوام کی نذر کرتے ہیں اور اپنی رہنمائی اور مساعی کی کوئی قیمت نہیں لیتے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ قلب و ضمیر کی تجارت کے گڑبگڑ سے دوسروں سے سیکھیں ہیں یا ہم نے دوسروں کو سکھانے میں مگر یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ اب ہم سب اس حمام میں یکساں ہیں اور اگر کوئی ہم سے مختلف نظر آتا ہے تو وہ کسی اور دنیا کی مخلوق معلوم ہوتا ہے اور مولانا جارچوی بھی ایسے ہی "ناپستیدہ اجنبی" تھے جن کی ہم برائے نام متانقش تو کرتے ہیں مگر سوچتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد اتنے مواقع ان کو وزیر و سفیر بننے کے ملے اور انہوں نے ان سے فائدہ نہیں اٹھایا غالباً وہ اس کا اہل نہ ہوں گے۔ قلندری کا تذکرہ تو آسان ہے مگر نہ ہر کہہ سکتا شد قلندری داند۔

پرسوں ۱۶ جولائی کی سہ پہر کو رضویہ کالونی کے امام بارگاہ میں ان کی میت رکھی ہوئی تھی اور یہ طے ہو رہا تھا کہ ان کو کہاں دفن کیا جائے؟ مجھے ماضی کی یاد چھا لگی۔ پارک سے گئی جہاں سردار عبدالرب نشتر کی میت رکھی ہوئی تھی اور لاکھوں مسلمان جمع تھے جن کے دل کی تمنا تھی کہ ان کو قائد اعظم کے قریب دفن کیا جائے مگر اس عہد کے گورنر جنرل اس کے خلاف تھے۔ یکا یک لاؤڈ اسپیکر پر مولانا جارجی کی آواز بلند ہوئی اور اس آواز سے امریت کو متزلزل کر دیا وہ عزائم جو اسلام کے ساتھ اس تدفین کو روکنے کے لئے تیار تھے پسپا ہو گئے اور مولانا جارجی کی قیادت میں مجمع نے قدم بڑھائے اور شہید ملت کے پہلو میں سردار عبدالرب نشتر کی آرامگاہ بن گئی۔ آج جب ”پانز قومیوں“ کی گفتگو ہر مخلص پاکستانی کی دلچسپی کر رہی ہے اس واقعہ کی یاد کتنی ضروری ہے۔ اور اگر ہم نے ایسے واقعات کو یاد نہ رکھا تو پاکستان کی ایک تحصیل اور ایک گاؤں کے آدمی کو دوسری جگہ دفن ہونے کے لئے بھی زمین نہ ملے گی۔ مسلم قومیت کو مولانا جارجی ایک ایسی حقیقت سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے لئے علاقائی اور صوبائی اختلافات کی گتھوں ان کے نزدیک شرک سے کم نہ تھیں۔

مولانا جارجی سیاسی جماعتوں کے ایکٹ کے خوف سے نہیں بلکہ اپنے اصولوں کے تقاضوں سے مسلم لیگی تھے۔ اور مسلم لیگی رہے مگر وہ اس سیاست کے مکتب سے تعلق نہ رکھتے تھے جس میں دوسری جماعت کی ہر بات کی مخالفت واجب ہوتی ہے خواہ وہ کتنی اچھی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ کسی فرد کے بھی ایسے مخالف نہ تھے کہ ان کو اس میں کوئی خرابی ہی نظر نہ آتی ہو۔ صدر ایوب کے عہد میں جب بنیادی جمہوریت کے نام سے محدود جمہوریت کی راہ ہموار ہوئی تو انہوں نے اس کو بھی غنیمت سمجھا مگر اس کے ساتھ ہی جب اس کا عملی نقشہ سامنے آیا تو انہوں نے یہ سیکڑ پیرایہ آرخاں کی بلائی ہوئی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا جناب والا آپ کے سامنے جو یہ بنیادی جمہوریتوں کے چیرمین بیٹھے ہیں اب لوگ ان کو ”چورین“ کہنے لگے ہیں اس لئے کہ یہ عوام کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے اور چور دروازوں سے فرار ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی تقریر میں ایسے ہی چٹکلوں سے ایسی چٹکیاں لیتے تھے جن کی کسک مشکلی سے جاتی ہے۔

اسی طرح پولو گراؤڈز کے عظیم الشان جلسہ عید میلاد میں جب ایک عالم نے تقریر میں یہ کہا کہ میں عالم اسلام میں جہاں بھی گیا وہاں صدر ایوب کی ستائش ہی ستائش رہی تو مولانا جارجی نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرات چونکہ یہ جلسہ عید میلاد النبی کا ہے اس لئے میں اپنی تقریر فقط لغت رسول تک محدود رکھوں گا۔ اور پھر مجمع اس جرات آمیز طنز کو سمجھ گیا۔ مگر جب صدر ذوالفقار علی بھٹو اور موجودہ قومی اسمبلی کے ارکان کی اجتماعی مساعی سے مستقل دستور پاس ہو گیا اور گورنر سندھ بیگم بیاض علی خاں نے صدر پاکستان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا تو انہوں نے اپنے شوہر کے رفیق کار اور تحریک پاکستان کے عظیم کارکن

کی حیثیت سے مولانا جارجی کو کسی مدعو کیا یہ آج سے چند ماہ پہلے کی بات ہے جب مولانا جارجی عدالت گمناموں سے گزر رہے تھے اور ان کے لئے چلتا پھرتا مشکل تھا مگر وہ اس جشن میں شریک ہوئے میں نے دیکھا کہ صحافیوں کی گیلری کی آخری صف میں وہ بیٹھے ہیں تو عرض کیا کہ وہ عائدین کی صف اول میں تشریف لے چلیں اس پر وہ مسکرائے اور مجھے بھی اپنے پاس بٹھایا اور کہنے لگے کہ اب چلا پھرا نہیں جاتا مگر پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کا عہد میں کیسے شریک نہ ہوتا خدا کا شکر ہے کہ اب مرنے کے بعد سرزمین بے آئین میں دفن نہ ہونگا۔ وہ وہیں بیٹھے رہے اور اس نازک دور میں صدر پاکستان کی قیادت کو داد دیتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ متناظر کر رہے تھے کہ کاش ملک میں رواداری اور جمہوریت کی فضا بھی پیدا ہو جائے۔

ان کی طبیعت میں غلطی صند اور جھلاہٹ بھی تھی مگر جب وہ شیعہ کانج لکھنؤ کے پرنسپل تھے یا جامعہ کراچی کے شیعہ اسلامیات کے استاد تھے تو طلباء کی صند اور سرکشی کی ناز برداری کرتے تھے اور اپنے اخلاق اور خوش طبعی سے ان کو رام کر لیتے تھے۔

چلنے پھرنے میں چند سال سے ان کو بڑی دشواری ہوتی تھی پاؤں متورم ہو جاتے تھے اس کے باوجود اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ ان کی تقریر یا ان کے مشورے سے کوئی مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو وہ اس جلسے یا اجتماع میں ضرور شرکت کرتے اور کبھی اس کی پردہ نہ کرتے کہ اجتماع چھوٹا ہے یا حاضرین کی تعداد کیا ہے۔ گزشتہ سال جب وزارت حج نے ان کو پورٹ حج کیٹی کارکن مقرر کیا تو وہ اس کے جلسوں میں شریک ہوئے اور مولانا کو شر نیاز کا فرمائش پر حاجی کیمپ میں جا کے تقریریں بھی کیں میں نے ان کو چھوٹے چھوٹے اجتماعات میں بھی اسی اہتمام سے تقریر کرتے دیکھا ہے جیسے وہ لاکھوں کے اجتماع میں تقریر کرتے تھے۔ وہ فقط مذہبی مبلغ تھے بلکہ سیاست و اجتماعیات کے مبلغ بھی تھے۔

چند سال قبل انہوں نے ایک ادارہ تحقیقات اسلامیہ قائم کیا تھا جس میں ہر ہفتے مختلف علمی موضوعات پر تقریریں ہوتی تھیں اور پھر مقرر سے سوال جواب ہوتے تھے۔ میرے دوست جناب ولی احمد بلگرامی اس کے روح رواں تھے۔ مقررین اور سامعین فراہم کرنا انہی کا کام تھا۔ ظاہر ہے کہ تشک اور علمی تقاریب سے کس کو دلچسپی یا قیہ گئی ہے اس لئے اکثر دس بارہ حاضرین سے زیادہ نہ ہوتے اور چونکہ معاوضہ بھی نہ ملتا تھا نہ سامعین ہوتے تھے۔ اس لئے مقررین بھی گریزاں رہتے تھے بلگرامی صاحب کو اکثر میں یا مولانا حسن منٹی جیسے لوگ ہاتھ آ جاتے۔ اس سلسلہ میں کئی مرتبہ مجھے ان کے چھوٹے سے گھر میں جہاں کرسیوں کی بھی کمی تھی۔ تقریر کا شرف حاصل ہوا۔ اور مشرق وسطیٰ کے مسائل پر میں نے متعدد تقریریں کیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا جارجی اس طرح

انہماک اور ہمت افزائی سے کام لیتے تھے کہ کسی جامعہ میں صد ہا طلباء اور اساتذہ کے سامنے تقریر میں وہ لطف نہیں آسکتا جو اس مختصر سے اجتماع میں آتا تھا۔ ان کا قول تھا کہ انسان کو حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور صحیح مقصد کے لئے اپنا فرض برابرا کرنا چاہیئے۔ دولت کی ریل پیل اور جاہ طلبی سے قوم کو علم و فکر سے غافل کر دیا ہے اگر یہ شکوہ درست ہے تو پھر ان لوگوں کو جو اپنے کو غافل نہیں سمجھتے اس کا ثبوت دینا چاہیئے کہ وہ غافل نہیں ہیں یونہی رفتہ رفتہ کارواں بنتا جائے گا اور علم و فکر و تحقیق کا دور آجائے گا۔

ایک ایسا خطیب جو لاکھوں کے مجمع سے خطاب کرتا رہا ہو اس کا ایسے مختصر فکری اجتماعات سے یوں دلچسپی لینا خود اعتمادی اور عظمت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے ہم جو محسوس کرتے ہیں جس بات کی تمنا اور توقع کرتے ہیں اگر ہمارا عمل بھی اس کے مطابق ہو تو معاشرہ کی حالت بدل جائے۔

مولانا جارجی ادب سیاست علم و مذہب شعور سخن عرض متنوع علوم و فنون سے دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے پس منظر میں ان کی اصول پرستی حق گوئی اور بے باکی تھی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ”محبوب“ تو تھے مگر ”مطلوب“ نہ تھے مگر وہ اس سے تیار نہ تھے۔ قیام پاکستان کے چند سال بعد سے ماضی قریب تک ہمارا زندگی روایات کے تسلسل سے خالی رہی اداروں کے تسلسل سے خالی رہی انیک وید کے تسلسل سے خالی رہی اقدار کے تسلسل سے خالی رہی ہاں تسلسل نظر آتا ہے تو بیزاری میں ٹکوروں میں اور مستقبل سے مایوسی میں ان حالات میں روایات و اقدار کا تسلسل برقرار رکھنا چڑھتے سوزج کی پوجا نہ کرنا حقیقی عظمتوں سے وابستہ رہنا اور انسانیت کی حرمت برقرار رکھنا بڑا مشکل کام ہے اور مولانا ابن حسن جارجی یہی مشکل کام زندگی بھر کرتے رہے۔ میں نے تیس سال سے زیادہ ان کو جانا اور سمجھا ہے ان سے اتفاق بھی کیا ہے اور اختلاف بھی مگر ان کے خاتم پر دل کو مجبور پایا ہے۔

تراشیدم پرستیدم شکستم
بہر رنگی کہ ہستم خود پرستم

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۳ء)

علامہ سید ابن حسن جارچوی

سید دلبر حسین

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں بہت کم ایسی سیاسی شخصیتیں ملیں گی جن کے کردار نے ایک عہد کو متاثر کیا ہو۔ علامہ ابن حسن جارچوی برصغیر کی ان چند شخصیتوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنے خلوص، ایثار اور اعلیٰ کردار کی بنا پر تاریخ میں نہ صرف ایک اہم مقام حاصل کیا ہے بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ بعض سیاسی رہنماؤں کا خیال ہے کہ مولانا حسرت موہانی کے بعد اگر کسی نے درویشی اور فقیری کا زندگی اختیار کی ہے تو وہ علامہ ابن حسن جارچوی تھے جو تحریک پاکستان کے صفت اول کے فائدہ ہوتے ہوئے بھی غمخوار و انکسار کا پیکر تھے۔

علی گڑھ اور لاہور میں دینی و جدید علوم کی تعلیم کے بعد باقاعدہ سیاست میں داخل ہوئے۔ وہ ایک وقت ایک عالم دین، ایک عظیم خطیب اور درجہ اول کے سیاست دان تھے۔ انہوں نے بہت کم عمری میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور آخر وقت تک مسلم لیگ ہی کے ساتھ رہے۔ برصغیر میں انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں پیش پیش رہتے ہوئے وہ قائد اعظم کے ساتھ اس موقف پر قائم تھے کہ ”ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ ریاست ہونی چاہیئے“ انگریزوں نے استھصال، جبر و تشدد اور ہندو نواز پالیسی نے مسلمانوں کے وقار کو بہت مجروح کیا تھا۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو دوبارہ مستحکم کیا جائے یا انہیں جدید تعلیم سے آراستہ کیا جائے کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اگر مسلمان دوبارہ بیدار ہو گئے تو وہ ایک بار پھر ہندوستان پر حکمرانی کرنے لگیں گے۔ مسلمانوں کو نیچا رکھتے ہیں ہندوستان کے شہریوں نے برطانوی سامراج کا ساتھ دیا اور ان ہندوؤں کا ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان بدگمانی پیدا کی جائے اور اس خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ ان نامساعد حالات میں مسلم لیگ ایک طرف تو قومی آزادی کی تحریک اور دوسری طرف وہ اپنی اقتصادی و تہذیبی احیاء کے لئے ایک الگ مملکت کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔ علامہ سید

ابن حسن جارچوی نے مسلم لیگ کے دیگر سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ملکر تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا اور اپنے خطبوں اور تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کو نئی فکر عطا کی۔ علامہ ابن حسن جارچوی کا ان خدمات کو قائد اعظم محمد علی جناح اور نیاقت علی خاں نے بھی سراہا یا ہے یہ علامہ صاحب کا بے لوث خلوص تھا جس کی وجہ سے بہت جلد ان کا شمار مسلم لیگ کے صف اول کے قائدین میں ہونے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد علامہ ابن حسن جارچوی نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے وطن اور عوام کی خدمت کا مشن جاری کیا۔ انہوں نے یہاں پرائیمری ٹیوٹ آف اسلامک کلچرل ریسیرچ کی بنیاد ڈالی۔ یہ وہ مرکز تھا جہاں پاکستان کے بڑے بڑے اہل فکر و اہل دانش اگر اسلام اور پاکستان سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے یہیں سے علامہ صاحب نے ایک انگریزی رسالہ ”اسلام کا پیغام“ جاری کیا ان کے علاوہ ان ہی دنوں میں آپ نے تاریخ اسلام سے متعلق کئی نادر کتابیں لکھیں جس میں ”تذکرہ محمد و آل محمد“ ایک ناقابل فراموش تصنیف ہے۔

ایوب۔ امریت کے خلافت علامہ ابن حسن جارچوی کا کردار پاکستانی عوام کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہو سکتا ہے۔ انہوں نے جس بے باکی اور دلیری سے ایوب کی امریت کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ جمہوریت کے احیاء میں اہم ترین ستون کی حیثیت رکھتے ہیں حالانکہ ایوب خاں نے علامہ صاحب کو خاموش رکھنے کے لئے بڑی بھاری پیش کش کیں۔ لیکن ان کی نظر میں عوام اور ملت کا مفاد سب سے عزیز تھا۔ اگر علامہ صاحب کی ہنگامہ اور کوئی ہوتا تو وہ ایوب خاں کی پیش کش کو فوراً قبول کر لیتا۔

علامہ صاحب آخری عمر تک کراچی یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے اور یہی ان کا ذریعہ روزگار تھا۔ انہوں نے اپنے کئی بچے کو اعلیٰ ملازمت دلوانے کے لئے کسی حکومت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کے بچے معمولی سی معمولی ملازمت کے لئے مارے مارے پھرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بچوں کی پریشانی تو گوارہ کر لی لیکن حکومت وقت کے سامنے کبھی دست حاجت دراز نہیں کیا۔ جب میں نے ان سے کہا کہ قبیلہ یہ تو آپ اپنے بچوں کے ساتھ مرا سنا انصافی کر رہے ہیں، تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ اس وقت ملک کے کتنے بچے ملازمت کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں اگر میرے بچے ایسا کر رہے ہیں تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی؟

حسرت موہانی کی طرح علامہ صاحب نے کبھی بھی نہ تو اچھا لباس پہننے کی خواہش کی اور نہ

نہی اچھا کھانے کی۔ وہ درویشانہ زندگی کے قابل تھے۔ کراچی یونیورسٹی میں طالب علم آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور کوئی تقریب ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں علامہ صاحب اپنے خیالات کا اظہار نہ کرتے ہوں۔

آخری دنوں میں ان کی یہ خواہش تھی کہ وہ کسی وفد کے ساتھ چین کا دورہ کریں اور وہاں انقلاب کے بعد کی تبدیلیاں دیکھیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ یہ خواہش پوری ہوتی ان کی طبعی زندگی کا چراغ گل ہو چکا تھا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قصبہ چارچہ ضلع بلیت شہر کی عوامداری

قصبہ چارچہ ضلع بلیت شہر میں قدیم بستی سادات کا ہے۔ یہاں پہ چاند رات سے ہی مجالس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، پانچ مجالس دن میں اور پانچ شب میں ہوتی تھیں۔ دن میں پہلی مجلس حاجی داروغہ اعجاز حسین کے یہاں دوسری باون ڈھوڑی امیری حاجی ناظر حسین دادا الیق الحق چوٹھی بوا ہادی بیگم، ٹھیکیدار عیوض علی چھٹی بابو محمد ایاس کے یہاں ہوتی تھی۔ شب میں پہلی مجلس سکندر علی کے یہاں دوسری بولا کا ٹاپ پتیرہ امام بارگاہ کاٹھا، چوتھی امام بارگاہ پتھر پانچویں امام بارگاہ چوپال۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰

قطعات تاریخ وقات

علامہ ابن حارچوی رضوی البزوری

از ظہور حیدر ظہور چارچوی

ملک و ملت کے معین تانفس آخر تھے
دی جہاں قوم نے آواز دہاں حاضر تھے
دل میں جذبات جو تہاں تھے وہی ظاہر تھے
تھے نکات ایسے جو امواج سے بھی افر تھے
پاک تھی ان کی زبان قلب و نظر طاہر تھے
دین دنیا کی تواریخ پر بھی فتا در تھے
ذاکر اللہ و پیر کے بھی یہ ماہر تھے
مطمئن گردش حالات میں یہ صابر تھے
ان کے دامن میں جو گوہر تھے وہ ناب تھے
روز و شب رواں خلد کو یہ ذاکر تھے
کہدوا۔ بیچ ابن حسن چارچوی شاکر تھے

۶۳ ۱۱۸۵۳ ۲۲۳ ۵۲۱ ۵۱۵

۱۳۹۳ ھ

دل گلزار بہشت ابن حسن چارچوی ۱۳۹۳

۳۲ ۲۵۸ ۷۰۷ ۱۱۸ ۵۲ ۲۲۳

باغبان تے سونے فردوس بریں رحلت کی
ہو گئے سب سے جیا ابن حسن چارچوی
منے کو تر ہے نیاز کی کے بیاں سے چھلکی
ہوا ایک اور مفکر سے زمانہ حسالی

گلشن علم و عمل پر ہے ادا سی چھائی
آج ہر طالب علم انکے لئے گریاں ہے
روح میخانہ میں — ساقی کو تر سے ملی
دین اسلام کا ایک مبلغ نہ رہا

ملک و ملت کے لئے وقف وہاں کی ذات
 ملک کو صدمہ ہے اس کا رکن مخلص کا
 قوم روتی ہے کہ بے لوث مددگار گیا
 خون روتے ہیں بجا ان کے لئے اہل وطن
 جاوید کو کیا مشہور زمانے میں
 رشک فیضی و الہ العزیز کو ہو حافظہ پر
 ذی مشرف عالم دیں واقع تاریخ جہاں
 کہے جاتے تھے بجا ابن حسن علامہ
 کبھی رکتے ہی نہ تھے کہنے سے حق کی باتیں
 اہل نہر کا وہ سہارا بھی نہ کرتے تھے قبول
 ایسے خود دار کہ لڑ جاتے تھے غیر و تنکے لئے
 مدحت آل پیمبر جو بیاں کرتے تھے
 ذکر شبیر جو کرتے تھے یہ خود رو و دگر
 سولہ جولائی تھی انیس تہر سنہ تھا

ناصر قائد اعظم تھے یہ مسلم لیگی،
 دوست کہتے ہیں کمر توڑ گیا یہ غازی
 وہ مسلمان گیا، تھا جو تعصب سے نبوی
 سر پرستی کے لئے اب ہے کہاں ذات ایسی
 مثل جعفر علی عباس حسین قاری
 نقش ہے دوستوں کے دل پہ وہاں تانچی
 اتنے ہر لفظ سے ایماں کی منیا باری تھی
 اتنے دل میں تھا در شہر علوم نبوی
 تھے وہ دیندار کہ آتی نہ تھی دنیا سازی
 عمر تحاط طریقے سے گزاری ساری
 اور انہوں کی سفارش بھی نہ کرتے تھے کبھی
 دہن پاک سے لگ جاتی تھی پھولوں کی پھری
 سننے والوں پہ عجیب ہوتی تھی رقت طاری
 روزِ دو شنبہ ہوئے جانبِ جنت راہی

روح تربیت پہ لکھو مصرع تاریخ ظہور

دلِ گلزار بہشت ابن حسن جارچوی

۱۴ جولائی ۱۳۹۲ھ

۲۲ ۲۵۸ ۷۰۷ ۵۳ ۱۱۸ ۲۲۳

۱۴ جولائی ۱۳۹۲ھ

رباعی

تاریخ وفات حضرت علامہ ابن حسن جارچوی

(از راعتب مراد آبادی)

دلدادہ اسوہ حسین ابن علی

رونقِ وہ خلد ابن حسن جارچوی

علامہ محترم تھے اثناعشری

علامہ محترم کی تاریخ وفات

از ظفر عباس ظفر چار چوی

گہر نایاب سے نایاب تر اس سال میں کھویا
چھٹے نقاد اعظم مولوی ابن حسن ہم سے
قریب عید الفصح اور اک طوفانِ عثم آیا
ترانی کہاں ہو گا چمن میں دیدہ در پیدا
ارسطوئے زمانہ تھا کوئی سقراط کا ثانی
زبان ترک تھا کوئی دلِ بنولین کوئی ،،
یہ چاروں آسمانِ علم کے روشن تار سے تکتے
ظفر کس طرح سے کوئی لکھے تاریخِ مرگ انکی
دہن جتنے حدیث و فقہ و قرآن سے ہوں گویا

بقیہ حال چارچہ اقتباس گزیر طبرستان شہر ۱۹۳۳ء تا ۱۹۴۱ء

چارچہ بشمول رقبہ ۳۹۹ ایکڑ، آمدنی ۵۰۰ روپیہ سالانہ، شمال مشرق میں چھوٹا سا
ٹاؤن ہے۔ باقی میدانیں العابدین، وارد ترکستان بہ زمانہ تغلق خاندان، سید بادشاہ نے معین الدین مبارک
شاہ سے اراضی ۳۵۰۰ بیگہ بیوی میواتیوں کو نکالتے حاصل کی تھی جو زمانہ غدر ۱۸۵۷ء بہ جرم روٹا
سکندر آباد ضبط ہونے پر نیلائی میں سلطان سنگھ ولد شیر سنگھ آف دہلی اور وڈھا کرم علی خان بمبئی دار
مختاری آباد نے ۸۰۰۰ روپیہ میں خرید لی۔ شمال میں ۱۱ ایکڑ میں باغ تھا۔ یہاں ایک پولیس
اسٹیشن تھا جو ۱۸۸۵ء میں ختم کر دیا گیا۔ یہاں ایک پوسٹ آفس اور ایک پرائمری اسکول
ہے جس میں ۳۲ طلبہ تھے اور ۶۹ بچے مکانات جس کی آبادی ۱۸۶۵ء میں ۵۱۸، ۱۸۷۲ء
میں ۴۶۳، ۱۸۸۵ء میں ۷۶۴، اور ۱۸۹۱ء میں ۱۰۳۰ رہ گئی آخری مردم شماری میں کل
آبادی ۳۸۷ جس میں ۲۱۶ ہندو اور ۱۷۱ عجم اور ۶۸۲ مسلمان تھے۔ رجسٹر
ورسادات کی لستی ہے۔ یہاں کا نظام ایکٹ ۲۰ آف ۱۸۵۶ کے تحت چلتا تھا۔ ۱۹۰۱ میں
جائیداد ٹیکس ۶۹۵ روپیہ تھا جس میں مبلغ ۴۹۶ روپیہ پولیس مشتمل سات افراد اور ۷ خاکروب
پر ۲۲۸ روپیہ صرف ہوتا تھا۔ ۲۲ افراد پر ٹیکس مایہ تھا ہر ایک ۳۰ روپیہ ٹیکس ادا
کرتا تھا۔

اسلامی نظام اور اسلامی بدلاک

علامہ ابنے حسن نے جبار چوی

تعارف

شیعہ ادرستی، سنی اور شیعہ ایک ہی شجر کی دو ڈالیاں ہیں، ایک ہی ڈالی کے دو پھول، ایک ہی متفلر کی دو تصویریں، ایک ہی آیت کی دو تفسیریں، ایک ہی سار کے دو نغے، اور ایک ہی دل کی دھڑکنیں ہیں۔ ملت اسلامیہ کی شوکت و عظمت کی داستانیں ان دونوں سے عبارت ہیں۔ تحریک پاکستان کا زمانہ ہو، یا ستمبر ۱۹۶۵ء کا معرکہ، دونوں نے کلمہ توحید کا پرچم سر بلند کیے رکھا ہے۔ شیعان علی ہر شکل مرحلے میں، ہر فیصلہ کن وقت میں اور ہر کمٹن ملے میں اپنے دوسرے اسلامی بھائیوں کے ساتھ یک جان اور یک قلب ہو کر لڑے ہیں اور یوں ثابت کیا ہے کہ بھائی چارے اخوت اور محبت کی حقیقی اساس صرف اور صرف اسلام ہے۔ جب تحریک پاکستان کی ہما بھی تھی تو دونوں مسلم لیگ کے پرچم تلے تھے اب نظریہ پاکستان کے تحفظ کا مسئلہ درپیش ہے تو دونوں پیش پیش ہیں۔ اسلام کے پیام کی یہ آیدار شمشیریں لادینی عنکر کے دل پر اڑا طاری کہہ رہی ہیں۔ اگرچہ روگ کہتے ہیں کہ ایک پیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں، لیکن ہمارے یہاں یہ محاورہ دم توڑے بیٹھا ہے! ابن حسن جارجوی ایم اے معتقد شیعہ عالم دین ہیں اور ملت اسلامیہ کے سیاسی رہنما بھی، انہوں نے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد علوم دنیا کی تحصیل بھی کی اور یوں "دین و دنیا" کی یکجائی اور یک سوئی کا علی نمونہ بن گئے۔ تحریک پاکستان کے دوران انہوں نے جس طرح شبانہ روزہ کام کیا، وہ تاریخ کا ایک تابناک حصہ بن چکا ہے لکھنؤ میں مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کے وقت انہوں نے اس سے وفاداری کا عہدہ باندھا، اور اسے تھکا کر دکھایا۔ ۱۹۵۸ء تک وہ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن رہے، لیکن اب عملی سیاسیات

سے اس لئے گریزاں ہیں کہ مسلم لیگ ہی گروپوں میں بٹ گئی ہے۔ علامہ صاحب قائد اعظم کے معتد رفیق اور اسلامیان ہند کے مقتدر رہنما ہیں۔ انہوں نے پاکستان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ اپنا سب کچھ اس کے لئے تج دیا۔ یہ چمن جسے انہوں نے اپنے پسینے اور محنت سے سینچا تھا۔ اس میں ان کی مرادوں اور تمناؤں کے پھول نہیں کھل پائے۔ ان کی عمر اس وقت چالیسھ سال ہے۔ قوی ضعیف ہو گئے ہیں، لیکن ارادے جوان ہیں۔ ان کی تمنا یہی ہے کہ کسی طرح ان کی آنکھیں بند ہو جائے۔ پہلے اس قوم کی آنکھیں کھل جائیں، اور یہاں ایسا معاشرہ قائم ہو جائے جس کا خواب قائد اعظم نے دیکھا تھا۔ اس میں وہی خوشیو چارو بھیل ہائے جس سے رنگینا عرب ارج سے چودہ سو برس پیشہ جہک اٹھا تھا۔ یہاں صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے اور دینی قوانین سبک سبک کر دم توڑ جائیں۔ جاہل چوری صاحب کنا حساس ہے کہ یہ کام شیعوں اور سنیوں کی کمری انجام دے سکتے ہیں۔ اسی لئے وہ ساری زندگی ان کے اتحاد کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔ اتحاد بین المسلمین ان کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں تاریخی واقعات پر لڑنے کی بجائے حال کے گیسو سنوارنے کی ضرورت ہے۔ میں جاہل چوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا گفتگو کا سلسلہ کئی گھنٹے جاری رہا۔ علامہ صاحب علالت کے باوجود میرے سوالات کا جواب بڑے صبر و سکون اور شفقت و مہربانی سے عنایت فرماتے رہے۔ باتوں کا رخ کبھی تحریک پاکستان کی طرف مڑا۔ تو کبھی نظریہ پاکستان کا ذکر چھڑ گیا۔ میں ان کی باتوں کے موتی چنتا رہا۔ یہ انٹرویو کی مالا انہی موتیوں سے تیار ہوئی ہے۔

جاہل چوری صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے ہمیں خاموشی سے دیر ہو گئی تھی۔ رہائش کو اسے کے بعد ایک نشہ بھرتے کو رکرنے کے لئے جانا تھا۔ وہ بار بار اپنا کیمرا اٹھاتا اور مجھے اٹھنے کے لئے اشارہ کرتا لیکن جاہل چوری صاحب کا اسرار تھا کہ آپ لوگ چائے پیتے کے بعد ہی میاں میں سے میرے نے صورت حال اسے کے سامنے رکھی اور کہا کہ چائے پھر پی لی جائے گے تو وہ ہنس کر کہنے لگے۔

میں نے صاحب، ایسا نہیں ہو سکتا۔ آخر آدمی کو اسے کا احساس تو ہوتا ہے چاہے میں کہ وہ مقبرے پر نہیں کسی زندہ انسان سے ملنے گیا تھا۔ اسے لئے چاہئے تو آپ کو پس کر دے جانا پڑے گا۔

مسلمانوں کی نہیں اسلام کی حکومت

جب ہم پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے تو ہمارے ذہن میں یہی بات تھی کہ یہاں اسلامی معاشرہ قائم ہوگا۔ قائد اعظم مرحوم اور دوسرے زعمائے بار بار اس کا وعدہ کیا خود ہم بھی اپنی تقریروں اور تحریروں میں یہی بات دہراتے رہے۔ پاکستان سے مقصود صرف مسلمانوں کی حکومت قائم کرنا نہیں تھا۔ بلکہ حکومت الہیہ کا قیام تھا۔ اگر صرف مسلمانوں کی حکومت ہی مطلوب ہوتی تو اس کے لئے اتنی تنگ دود کی کیا ضرورت تھی؟ مسلمانوں کی تو اور بھی بہت سی حکومتیں اس کرہ ارض پر اس وقت بھی موجود تھیں اور آج بھی ہیں۔ ان میں عددی لحاظ سے ایک کا اناقرہ کرنے کے لئے ہزاروں عورتوں کی عصمتیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں جوانوں کا خون قربان کرنے میں کیا تنگ تھی؟ دراصل ہم اس سرزمین پر ایک اسلامی تجربہ گاہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ دنیا کو بتا سکیں کہ اسلام ایک قابل عمل فلسفہ زندگی اور ایک مثبت انداز کا حامل نظام حیات ہے۔ انسانوں کہ یہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہو سکا جب کینیڈا مشن آیا تو اس پر خورار کرتے کے لیے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا گیا۔ قائد اعظم مرحوم نے اس میں دو علماء کو شرکت کی دعوت دی تھی ایک تو مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم اور دوسرے میں۔ لیکن یہ تو قائد اعظم کی زندگی کی بات تھی۔ پاکستان قائم ہوا، بابائے ملت خالق حقیقی سے جاملے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میں الیتہ زندگی کی تہمت اٹھائے پھرتا ہوں۔ لیکن ہم سے تو کسی نے یہ پوچھا نہیں کہ بھئی تم لوگ قائد اعظم کے معتمد تھے۔ اب بتاؤ یہاں اسلامی اصولوں کی روشنی میں آئین کیسے ترتیب دیا جائے؟

تین بلاک

بین الاقوامی سطح پر سیاست کی اٹھتی چڑھتی ہوئی لہروں کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ دو بلاک سرگرم ہیں۔

۱۔ سرمایہ دار

۲۔ سوشلسٹ

ہم ان دونوں بلاکوں سے الگ ایک اور بلاک
تشکیل دینا چاہتے ہیں اور وہ ہے اسلامی بلاک

ہم ان دونوں بلاکوں سے الگ ایک اور بلاک تشکیل دینا چاہتے ہیں اور وہ ہے۔
 "اسلامی بلاک"۔ پاکستان کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تمام مسلمان ملکوں کو متحد
 کر کے بین الاقوامی سازشوں کے آگے بند باندھا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک
 اسلامی دولت مشترکہ کی تشکیل ہوتی چاہیے تھی لیکن ہم سے تو یہ بھی نہ ہو سکا۔ تمام مسلمان
 ممالک میں سرمایہ دار اور سوشلسٹ ممالک اپنی اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں اور اپنے
 اپنے ذہنی گماشتے پیدا کرتے کی نگاہ میں مشغول مسلمان کبھی دوسرے کے دام میں انجھ
 جاتے ہیں اور اپنی دنیا اپنے ہاتھوں اندھیر کر رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں نے کیونکہ یہ ملک
 حاصل ہی اسلام کے لئے کیا تھا اس لئے انہیں اس صورت حال کا زیادہ شدید مقابلہ کرنا چاہیے
 اگر یہاں ہم کوئی دوسرا نظام زندگی رائج کر دیں گے تو پھر ہمارے اول الذکر منزل کا حصول ممکن نہیں
 رہے گا۔ یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اسلامی قوتوں کو لادینی عناصر کے سامنے
 متحد ہو کر بند باندھنا چاہیے۔ گروہی تقصیبات میں گھرے رہنے سے تو وہ شاخ ہی ختم ہو جائے
 گی جس پر آشیاں تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ سوشلزم کا نعرہ خواہ کتنا ہی دلپذیر کیوں نہ ہو لیکن
 ایک بات عیاں ہو چکی ہے کہ اس کے آنے سے دین کو جانا پڑے گا۔ سوشلزم اکھبرتا ہی اس
 نقش پر ہے جس سے دین ملت ہے۔ وسط ایشیا میں جا کر دیکھئے کہ ساٹھ سال سے کم عمر کے ہر شخص
 سے اس کے عقائد کی دولت چھین لی گئی ہے اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو بھی نماز وغیرہ
 پڑھنے کی اجازت محض اس لئے دی گئی ہے کہ کچھ پروپیگنڈے کے کام آسکے اور کچھ یہ کہ ان
 بے چاروں سے چھپر خانے کا حاصل کیا ہے۔ یہ تو ویسے ہی گورکنارے ہیں۔ وسط ایشیا میں مسجدیں
 ویران ہیں۔ مکتبوں میں پڑھنے والا اور درس دینے والا کوئی نہیں۔ یہ سب سوشلزم کا ہی کرشمہ
 ہے۔ جب یہ فلسفہ بنایا آیا تو ہم بھی اسے مزدوروں کا ہمدرد سمجھتے تھے۔ ہم بھی اس کا تعریف
 کرتے تھے کہ اس طرح غریبوں کی حکومت قائم ہوگی۔ لیکن پچاس برس کے تجربے نے ہم پر ثبوت

وسط ایشیا میں جا کر دیکھئے کہ ساٹھ سال سے کم عمر کے ہر شخص سے اس کے
 عقائد کی دولت چھین لی گئی ہے۔ اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو بھی
 نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت محض اس لئے دی گئی ہے کہ کچھ پروپیگنڈے کے
 کام آسکے اور کچھ یہ کہ ان بے چاروں سے چھپر خانے کا حاصل کیا ہے۔ یہ تو ویسے
 ہی گورکنارے ہیں۔ وسط ایشیا میں مسجدیں ویران ہیں۔ مکتبوں میں پڑھنے والا
 اور درس دینے والا کوئی نہیں۔ یہ سب سوشلزم کا ہی کرشمہ ہے۔

کر دیا ہے کہ ہمارے یہ اولین سوچ محض باطل تھی، اور خوش فہمیوں کی بنیاد پر قائم تھی۔ اب ہمارے
 ہاں جن لوگوں نے اس کا پرچم بلند کیا ہے۔ شاید وہ اس سے پوری طرح واقف ہی نہیں ہیں۔
 ان تاواقفان حال کو نہ تو سوشلزم کی خبر ہے اور نہ ہی انہوں نے اسلام کا مطالعہ کرنے کی حمت
 اٹھائی ہے۔ پس ایک نزاع ہے جو پیدا کر دی گئی ہے اور یہ نزاع میرے خیال میں تو صدر ایوب خاں
 نے اپنے اقتدار کے ڈولتے ہوئے سنگھاس کو مستحکم کرنے کے لئے پیدا کی تھی۔ وہ
 قوم کو اس میں الجھا کر اپنی کرسی محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ ان کے پیروں وہ لوگوں نے یہ نعرہ انکے
 اشارے پر لگایا۔ یہ لوگ وہ ہیں جو بحث مباحثہ کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں انہیں کسی
 اور چیز سے دل چسپی ہی نہیں۔ یہ ایوب خاں کے اشاروں پر ناپنے لگے۔ اور پورے ملک کو جنگلات
 بنانے کے درپے ہو گئے۔ آپ خود ہی سوچئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مملکت کی بنیادی قدر
 کو ہی ملیا میٹ کرنے کے درپے ہو جائیں اور حکومت تماشہ دیکھتی رہے۔ یہ کہاں کی آزادی
 تحریر و تقریر ہے؟ یہ کہاں کی دانشمندی ہے؟ یہ کہاں کی رواداری اور شرافت ہے؟ کہ مٹھی بھر
 ہوگ جب چاہیں بحث و نزاع کا لالین اور بے معنی نزاع برپا کر دیں۔

سوشلزم اور اسلام

سوشلزم ہوا کمیونزم یا کوئی اور انسانوں کا بنایا ہوا دین وہ نہ تو وقت گیر ہوتا ہے اور
 نہ ہی عالم گیر۔ مثلاً بدھ مت کو دیکھئے۔ مہاتما بدھ نے تعلیم دی کہ گوشت نہ کھایا جائے ہندو
 میں تو اس پر عمل ہو سکتا ہے لیکن کسی ایسے مقام پر جہاں کہ سبزیاں اور پھل ہوتے ہی نہ ہوں اور
 صرف گوشت ہی پایا جاتا ہو مہاتما جی کی تعلیم کے اس پہلو پر کیسے عمل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح
 ہندو مت کو دیکھئے، اس کا ایک اصول یہ تھا کہ سمندر پار کا سفر نہ کیا جائے۔ سمندر کے
 سفر سے مذہب بھیر شٹ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ اصول قائم نہیں رہ سکا۔ اور اب ہندو مت
 سمندر پار جاتے ہیں۔ گویا ان دونوں مذاہب کے اصول علی الترتیب عالم گیر اور وقت گیر نہ
 رہے۔ اس پر دوسرے انسانی مذاہب اور نظام ہائے حیات کو قیاس کر لیجئے، پس سوشلزم

جب یہ فلسفہ بنایا آیا تو ہم بھی اسے ضروروں کا ہمدرد سمجھتے تھے
 ہم بھی اس کی تعریف کرتے تھے کہ اس طرح غریبوں کی حکومت قائم ہوگی۔ لیکن
 پچاس برس کے تجربے نے ہم پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے یہ اولین سوچ محض
 باطل تھی، اور خوش فہمیوں کی بنیاد پر قائم تھی۔

اور اسلام میں کسی قسم کی یکسانیت نہیں ہے۔ اول الذکر اتانوں کے ذہنوں کی تخلیق ہے اور دوسرا اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے کچھ مہربان اسلام کا رشتہ سوشلزم کے ساتھ جوڑنے پر تکی ہوئے ہیں حالانکہ انہیں اسلام کے بارے میں کچھ معلوم ہے نہ سوشلزم کی شدید، حتیٰ کہ بعض کے بارے میں تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ انہیں قرآن تاظرہ بھی پڑھنا نہیں آتا یہ اس طائفے سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں اکثریت نے کہا ہے

انہیں شوقی عبادت بھی ہے اور گلے کی عادت بھی
نکلتی ہیں دعائیں ان کے منہ سے ٹھہریاں ہو کر

مساوات کی بحث

خبر حاضر میں ایک عجیب و غریب اصطلاح ”مساوات“ کی ایجاد کی گئی ہے حالانکہ جب تمام انسان عقل، ذہن اور صورت کے لحاظ سے مساوی نہیں ہو سکتے تو پیسے کے لحاظ سے کیسے مساوی ہو سکتے ہیں۔ اس تجربے کو عام کرنے والوں کو چاہیئے کہ پہلے لوگوں کو عقل کے لحاظ سے مساوی کریں۔ قرآن کا تو اصول یہی ہے کہ ”انسان کو ذہنی ملے گا جس کی وہ سعی کرے گا۔ اب انسان زیادہ سعی کرے تو زیادہ حاصل کرے گا اور اگر بالکل سعی نہ کرے تو اسے بالکل کچھ نہیں مل سکتا البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ خدا کی طرف سے جو عطیات بخشے گئے ہیں وہ مساوی ہیں مثلاً ہوا، سورج کی کرنیں، چاند کا روشنی وغیرہ اور جب اسلامی حکومت کوئی تقسیم کرے گی تو مساویاتہ طور پر ہی کرے گی۔ سب سے غلیظ جب حکومت سنبھالی تو بیت، امال کا جائزہ لے کر کل مال مساوی طور پر تقسیم کر دیا اور ہر مسلمان کو دو دو درہم ملے۔ اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا ”میرا مال بھی ہوتا تو میں تم کو برابر ہی دیتا اور یہ تو ہے ہی اللہ کا مال۔“

لیکن اس بات سے یہ استنباط ہرگز نہیں کیا جاسکتا کہ سعی کا عنصر انسانی زندگی سے

یہ ایب خاں کے اشاروں پر تاجنے لگے۔ اور پیر سے ملک کو
بھنگڑ خانہ تانے کے درپے ہو گئے۔ آپ خود ہی سوچئے یہ کیسے ہو سکتا
ہے کہ آپ مملکت کی بنیادی قدروں کو ہی ملیا میٹ کرنے کے درپے
ہو جائیں اور حکومت تماشہ دیکھتی رہے۔ یہ کہاں کی آزادی و تحریر و تقریر
ہے؟ یہ کہاں کی دانشمندی ہے؟ یہ کہاں کی رواداری اور شرافت ہے؟

خارج کر دیا جائے روزمرہ زندگی میں فرد اپنی سعی کا نتیجہ ہی حاصل کر سکے گا۔

نجی ملکیت

اسلام کی رو سے تو ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور ہر شے اس کی طرف سے عطیہ ہے انسان صرف اس کا امین ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ نجی ملکیت کا تصور خلاف اسلام ہے آخر امین اور رُسٹھی کو بھی تو تصرفات کا حق ہوتا ہے۔ اللہ کی ملکیت سے مراد ہے کہ اللہ کے احکامات سے تجاوز کر کے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جاسکتا۔ اگر اسلام میں نجی ملکیت کی ہی سرے سے نفی ہوتی تو پھر زکوٰۃ اور وراثت کے احکامات کا کیا محل تھا؟

قومیا نے کا سوال

بڑی بڑی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے کے سوال پر بھی آج کل بحث کا بازار گرم ہے۔ سوشلزم اسے اپنی خصوصیت قرار دیتا ہے۔ حالانکہ قومی ملکیت میں لینا بجائے خود مقصد نہیں بلکہ مبیئہ طور پر اس طرح سے عوام کی بہبود مطلوب ہے۔ اگر ایسا ہو کہ بعض صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے سے عوام کی خوش حالی میں اضافے کا امید ہو اور معاشرے میں خوشحالی کا کام آنے کا توقع ہو تو صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا جاسکتا ہے۔ یہ کوئی زیادہ اہم سوال نہیں ہے اسلام نے کہیں اس بات سے منع نہیں کیا صنعتوں کو قومیا نے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

نزاع کا حل

یہ نزاع جو ہمارے درمیان جاری ہے اس کا حل یہ نہیں کہ گالیوں کا جواب گالیوں سے دیا جائے اور لیں، بلکہ کرنے کا کام یہ ہے کہ علماء و متحد ہو کر اسلامی معاشی نظام کا واضح خاکہ پیش کریں مسلمانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے ہم اسلام کے نام پر ہر قسم کی دھاندلی رو دے رہے ہیں۔ ملکیت قائم ہوئی تو اسلام کے نام پر، باپ کے بعد بیٹا تخت نشین ہوا تو اسلام کے نام پر، خون بہے تو اسلام کے نام پر، غرض اسلام کو ہر جگہ اور ہر وقت پر اپنے اعمال کے ساتھ ملوث کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ یہاں سرمایہ دارانہ نظام

سوشلزم ہو یا کمیونزم یا کوئی اور انسانوں کا بنایا ہوا دین، وہ نہ تو وقت گیر ہوتا ہے اور نہ ہی عالم گیر۔

اسلام سے ثابت کرتے داتے بھی موجود رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ ایسی صورت میں علماء کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے مفادات کو ترجیح کر متحد ہوں اور اپنے اس طبقے کا مقابلہ کریں جو ہمیشہ مفادات کی نذر ہوتا رہا ہے جس نے کانگریس کی حمایت کی، اور جو آج سوشلسٹوں کے حضور میں خود کو باریاب سمجھ کر اکر رہا ہے۔

اگر ایسی کوئی کوشش کی جائے تو شیعہ علماء اس کو خوش آمدید کہیں گے اور میں اس کو کامیاب بنانے کے لئے پوری جدوجہد کروں گا۔ شیعہ، سنی اور دیگر مکاتب فکر کے علماء مثبت طور پر اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کا خاکہ پیش کریں۔ اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے، تاریخی واقعات کی بنیاد پر جنگ و جدال کرنے اور بحث و مناظرے کے بازار گرم کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ آئیے حال کی باتیں کریں جن کی خاطر محمد عربی اس دنیا میں تشریف لائے تھے اور جن پر سنی اور شیعہ سب ایمان رکھتے ہیں۔

سیاسی رہنماؤں کا اتحاد

علماء کرام کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنماؤں کو بھی نظریاتی بنیادوں پر متحد ہو جانا چاہیئے، اس سلسلے میں مسلم لیگ پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مسلم لیگ مختلف گروہوں میں بٹ چکی ہے اب ان سب کو ایک ہو کر حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ مسلم لیگ نے پاکستان قائم کیا تھا اب اس کی نظریاتی بنیادوں کے تحفظ کے لئے بھی اسے ہی آگے بڑھنا چاہیئے اس ضمن میں میں نے خان عبدالقیوم خاں، میاں ممتاز دوٹانہ اور دیگر کئی رہنماؤں سے بات چیت کی ہے۔ کنونشن لیگیوں کا تصور یہی تو ہے کہ وہ اقتدار کی مسند کو دیکھ کر للچا گئے ہوتے۔ اس کی سزا انہیں یہ دی جاسکتی ہے کہ متحدہ مسلم لیگ میں انہیں ایک مقررہ مدت کے لئے کوئی عہدہ نہ دیا جائے۔ سردار شوکت حیات کی تجویز یہی ہے اور اس پر عمل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مسلم لیگیں متحد ہو گئیں ان میں مخلص آدمی شامل ہو گئے اور اسے کوئی اچھا رہنما میسر آ گیا تو پھر میں بھی اس کی تنظیم کے لئے سرگرم ہو جاؤں گا۔ راجہ صاحب محمود آباد پاکستان تشریف لائے تو مجھ سے بھی انکی خاصی ملاقات رہی۔ میرا مشورہ اور ان کی رائے یہ تھی کہ جب تک مسلم لیگ کو مخلصین کا گروہ میسر نہ آجائے اور جب تک اس میں اتحاد کی لہر پیدا نہ ہو جائے۔ راجہ صاحب کا قیادت

سوشلزم اور اسلام میں کسی قسم کی یکسانیت نہیں ہے اول الذکر انسانوں کے ذہنوں کی تخلیق ہے اور دوسرا اللہ کا بتایا ہوا ہے۔

سینماٹا بے کار ہو گا۔ راجہ صاحب ساری عمر اصولوں پر کار بند رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا سب کچھ پاکستان پر قربان کر دیا۔ اب ایسی صورت میں سیاسیات میں حصہ لینے سے کیا فائدہ کہ ان کی شخصیت اور عظمت کو صدمہ پہنچے۔ تحریک پاکستان کے مخلصین تو اکی وقت جماعت میں آسکتے ہیں، حجب اس کے تمام کارکنان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

اگر ایسی کوئی کوشش کی جائے تو شیعہ علماء اس کو خوش آمدید کہیں گے اور میں اس کو کامیاب بنانے کے لئے پوری جدوجہد کروں گا۔ شیعہ، سنی اور دیگر مکاتب فکر کے علماء مثبت طور پر عادلانہ معاشی نظام کا خاکہ پیش کریں۔

قصہ دو وزیروں کا

جارجی صاحب نے کبھی چڑھتے سورج کی پرستش نہیں کی، وہ ہمیشہ روشنی کے پجاری رہے ہیں، اندھیرا خواہ کتنا ہی گھبرایو، ان کی یہ عادت تبدیل نہیں ہوئی۔ دورِ ایوبی میں بھی وہ کلمہ حق کہتے رہے۔

جارجی صاحب نے دورِ ایوبی کے دو وزراء کے واقعات سنائے اور فرمانے لگے اب آپ ہی فیصلہ فرمائیے کیا پاکستان اسی لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں یہ کچھ کہا اور سنا جائے گا۔ واقعات آپ بھی سنئے، جارجی صاحب فرماتے ہیں۔

ایک دن میں ایوب خاں کے چند وزراء کے پاس بیٹھا تھا۔ ان میں سے ایک الطاف حسین صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ دوسرے صاحب جو بڑے جوان اور خوش بخت تھے، ابھی تک زندہ ہیں اور سرگرم بھی۔ ان حضرات نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے ایوب صاحب کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور آخر فرمانے لگے۔

”محمد صاحب کو تو ہم نے سنا ہی تھا، ایوب صاحب کو تو آنکھوں سے دیکھ کر یہ فقرہ سن کر میرے دل پر جو گزری وہ میں ہی جانتا ہوں۔ میرے سینے میں ہوک سی اٹھی۔ میں اس مرحب کا سترن سے جدا کرنے کے لئے ذوالفقار کہاں سے لاؤں۔ یہ بات آج بھی یاد آتی ہے تو سینہ جلنے لگتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔

حضور جن محمد صاحب کو آپ نے سنا تھا ان کے نام لیواؤں کو یہ موقع تو

کہ وہ دنیا کو دکھائیں کہ فی الواقع محمد صاحب کا نظام کیا تھا؟ کیا تھا؟ اتنا کہہ کر جارچوی صاحب نے لگے: "میں تو بار بار یہ بات کہہ چکا ہوں کہ کم از کم دس سال تک تو اسلام کو بھی یہ موقع دو کہ وہ اسی ملک پر حکومت کر سکے۔ اگر یہ عہد جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے میں واقعی کام ہو گا تو ہم پھر کبھی جھوٹوں بھی اس کا نام نہیں لیں گے لیکن کیا کیا جائے کہ یہ بات کوئی سنتا ہی نہیں۔"

جارچوی صاحب نے ایک سابق مرکزی وزیر خزانہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک بار دعویٰ کیا کہ سود کے بغیر نظام چل ہی نہیں سکتا۔ دورِ جدید کے مناشی نظام کو اس کے بغیر سمجھنا ناممکن نہیں رہے گا۔ میں نے ان کی اس بات کا یہی جواب دیا کہ حضور آپ سے پہلے یہ غلط فہمی ایک بڑھیا کو بھی تھی جو گاؤں والوں سے ناراض ہوئی تو یہ کہنے بیٹے چل دی کہ دیکھو اب اس کے سحر کیسے ہوتی ہے۔ نہ میرا مرغابانگہ دیکھا نہ بیچ ہو گی۔ آپ بھی اپنا سودی سرخ اٹھا کر چلے جائیے۔ اور ہمیں ہمارے حال پر رہنے دیجئے۔ ہم خود ہی آپ کو کیا دنیا کو بتا دیں گے کہ صبح ہوتی ہے یا نہیں۔ مسلمان کوئی سادھوؤں یا راہبوں کی جماعت تو نہیں، دنیا کے بیشتر حصوں پر یہ حکومت کر چکے ہیں۔ اپنی تجارت، زراعت، صنعت سب سود کے بغیر چلا کر دکھا چکے ہیں اور آج بھی ہر ملک میں سود کی ممانعت ہے مگر ان لوگوں کے دماغ میں یہ بات اترتی ہی نہیں۔ اقبال نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

بیاں میں نکتہ توحید آتو سکتا ہے

ترے دماغ میں بت خانہ ہو کر کیا کیسے

مولانا بھاشانی کا ذکر کرتے ہوئے جارچوی صاحب نے کہا کہ وہ میرے پرانے رفیق ہیں۔ تحریکِ پاکِ نان کے ایام میں انہوں نے مسلم لیگ کے پرچم تلے ہمارے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ انہیں بنگلہ کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں آتی۔ اسی لئے پاکستان کے قیام کے بعد وہ کمیونسٹوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ وہ انہیں استعمال کر رہے ہیں۔ مولانا بھاشانی کو تو سوشلزم اور کمیونزم کا کچھ علم ہے اور نہ ہی کارل مارکس کی تعلیمات سے واقف ہیں۔ لیکن ایک بات ان کے ذہن میں بیٹھا دی گئی ہے اور وہ اس پر پکے ہو گئے ہیں۔ حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم یا کوئی اور ازم یہ سب انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

آقائے حاجی مرزا مہدی پویا نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا

مرحوم ایران میں پیدا ہوئے تھے اور پاکستان کو اپنا وطن قرار دیا تھا

کراچی، ۱۲ جولائی (اٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین اور بے باک مقرر علامہ ابن حسن جاد چہری کی موت کا صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ آج صبح ساڑھے دس بجے ایک اور بزرگ شیعہ عالم آقائے حاجی مرزا مہدی پویا اپنے ہزاروں عقیدتمندوں کو سوگوار چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انتقال کے وقت مرحوم کی عمر، برس تقویٰ وہ ساٹھ سہری میں یزد (ایران) میں پیدا ہوئے۔ مرحوم گزشتہ پانچ برس سے دمر کے مرض میں مبتلا تھے اور گھری پے ڈاکٹر شوکت علی، سید ڈاکٹر رب اور ڈاکٹر رضا شیرانی کے زیر علاج رہے۔ گزشتہ پانچ دن سے ان کی طبیعت کچھ خراب تھی مگر مرحوم آخر وقت تک یاد الہی میں مشغول رہے آج بھی انہوں نے خاتمہ ادا کی اور عین اس وقت جبکہ وہ اپنے بڑے صاحبزادے مرزا مرتضیٰ پویا سے بات چیت کر رہے تھے ان کی حرکت قلب بند ہو گئی آقائے پویا کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی اور ریڈیو پاکستان سے بھی اپنی سہجے کی خبروں میں آقائے پویا کے انتقال کی خبر سن کر علماء میں سب سے پہلے علامہ رشید ترائی، مرحوم کی قیام گاہ پر پہنچے۔ آقائے پویا کو ان کی قیام گاہ پر حاجی کلونے غسل دیا اور انجن حسینہ ایرانیان کھارادر میں آقائے محللاتی نے اسی کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ آقائے پویا کو شام تقریباً ساڑھے سات بجے باغ خراسان میوہ شاد میں دفن کیا گیا۔ آقائے پویا کی میت میں شرکت کرنے والوں میں قابل ذکر افراد میں ایرانی علماء آقائے سلطانی۔ آقائے حجتہ اللہ شیخ محمد شریف آقائے شیخ علی مدثر۔ آقائے محللاتی۔ آقائے محمد علی ہادی۔ آقائے صلحت اور آقائے نوروز گلگتی شامل ہیں جبکہ محمود اصفہانی عباس خلیلی۔ کے ایس ابرہیم۔ ضیاء الحسن موسوی۔ مولانا عباس کیلی۔ مولانا توقیر زیدی۔ یوسف رضا۔ دلیر حیدر رضوی حسن اختر ڈاکٹر بکیر ایچو کشن حبیب گردپ شامل ہیں اور ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مظفر علی شمسی لاہور سے تشریف لائے۔ ایران و عراق سے بھی ٹیلی فون سے مرحوم کے گھر تعزیتی پیغام آئے۔

دشکریہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۲ جولائی ۱۳۹۱ھ

علامہ رشید ترائی انتقال فرما گئے

کراچی ۱۸ دسمبر ۱۹۷۳ء - ممتاز شیعہ عالم علامہ رشید ترائی آج رات انتقال فرما گئے۔ اٹا للہ و اتا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۶۵ سال تھی انہوں نے پس ماندگان میں ایک بیوہ ۸ لڑکے ۵ لڑکیاں اور لاکھوں عقیدتمند بیوگوار چھوڑے ہیں۔ نشریہ پارک میں نماز جنازہ کے بعد میت کو جلوس کی شکل میں لے جانے کے بعد حسینہ سجادہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں صوبائی وزیر، اراکین اسمبلی، مذہبی و سیاسی رہنماؤں اور کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ (روزنامہ جنگ کراچی)

سوانح حیات علامہ رشید ترائی نے ابتدائی تعلیم حیدرآباد دکن میں حاصل کی۔ اس کے بعد شیعہ کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے اور وہاں زیر تعلیم تھے کہ عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہو گئی چنانچہ علامہ حیدرآباد واپس آ گئے اور یہاں ہی گریجویشن کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک صرف خاص میں ملازم رہے۔ اس کے بعد حب مجلس اور ذاکری پڑھنا شروع کیں تو ملازمت چھوڑ دی۔ بمبئی میں ان کی مجلسیں بہت مقبول ہوئیں۔ بہادر یار جنگ نے جب مسلم لیگ قائم کی تو علامہ رشید ترائی بھی اس میں شامل ہو گئے اور اس طرح وہ اس وقت بہادر یار جنگ کے بعد دوسرے بڑے لیڈر بن گئے۔ قائد اعظم نے بھی انکی خدمات کو سراہا ہے۔ علامہ ۱۹۵۵ء میں پاکستان آئے اور یہاں محفل شاہ خراسان میں انہوں نے مجالس پڑھنا شروع کیں۔ نشریہ پارک اور خالق دینا ہاں میں حب ان کی مجالس ہوتی تھیں تو شہر اٹھ اٹھاتا تھا۔ مجالس شہام عزریاں سے انکے خطاب کے ریکارڈ نہ صرف پاکستان میں بلکہ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ملکوں میں بھیجے جاتے تھے۔ وہ برصغیر کے ممتاز مقرر اور خطیب تھے۔ ان کی تصانیف میں دستور پر ایک کتاب ”دستور“ اور طب معصومین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وہ فارسی میں بھی مجالس پڑھا کرتے تھے۔ وہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔

ڈاکٹر کیری خانہ چارم یہ سلسلہ سید علی ہنزار کی اولاد سید قیام الدین رضوی

علامہ ابن حسن جارچوی

- ۱۔ قیام: مولانا علامہ سید ابن حسن صاحب رضوی ہنزاری جارچوی مرحوم ابن ہدی حسن مرحوم
- ۲۔ تاریخ و جائے پیدائش: ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء بمقام میرٹھ۔
- ۳۔ تعلیم: ایم۔ اے۔ ایم او ایل بی ٹی (علیگڑھ)
- ۴۔ آخری مستقل رھائش: ناظم آباد ۳-۲۱ ڈی۔ کراچی
- ۵۔ جائے وفات و تاریخ: ۱۶ جولائی ۱۹۷۳ء بمطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ بروز پیر بوقت ۱۰ بجے صبح معصومین ہسپتال کراچی۔
- ۶۔ ملازمت: سابق پروفیسر کراچی یونیورسٹی۔ (۷) دادا کا نام شفاعت علی۔
- (۸) دادی کا نام غفور النساء (۹) والدہ کا نام: شہر بانو۔ (۱۰) نانا کا نام حیدر حسن
- (۱۱) نانی کا نام: نصیر النساء۔ (۱۲) بیوی کا نام: مسرورہ بیگم بنت باقر حسین۔ (۱۳) بیوی کی والدہ کا نام: صغیر النساء بنت یعقوب الدین۔ (۱۴) نقدا دادا و عمر تعلیم وغیرہ
- ۱۔ محمد شہود ۳۲ سال۔ بی۔ اے۔ زوجہ شہناز خانم بنت حاجی محمد تقی افشا، منیجر حبیب بینک لمیٹڈ۔ کراچی۔ (۲) خورشید بنت عیاض احمد
- ۲۔ علی حسن، ۲۰ سال، انجینئرنگ ڈپلوما کراچی۔ زیر تعلیم امریکہ۔ غیر شادی شدہ
- ۳۔ جہاں آرا، ۲۴ سال، ایم۔ اے۔ رانگریزی، غیر شادی شدہ
- ۴۔ تابہید حسن، ۱۸ سال، بی۔ اے۔ زوجہ اقبال ہدی این ڈاکٹر منظور ہدی رائے پوری (سی۔ پی انڈیا)
- ۵۔ ہمیشہ گان (۱) کنیز بانو زوجہ علی بشیر (۲) عزیز بانو زوجہ مولوی سید شیر حسین۔ (۳) سلطان جہاں زوجہ ڈاکٹر بشیر الحسن۔
- (۱۵) پاکستان آئی کی تاریخ یکم اکتوبر ۱۹۵۷ء۔ (۱۶) ادبی و فلاحی خدمات: مصنف: فلسفہ آل محمد (چار جلد) (۱۷) تذکرہ محمد و آل محمد (دو جلد) (۱۸) حضرت علی کا طرز جہاں یاقی (اردو انگریزی)
- (۱۹) اصول دین و فروع دین۔ (۲۰) جدید ذاکری اس کے علاوہ ادبی و مذہبی مضامین۔
- (۲۱) مذہبی و سیاسی خدمات: تعزیتی پیغامات وغیرہ علیحدہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱) سید احمد ابن سبط احمد مرحوم

۱۲) جائے پیدائش: چارچہ - (۳) تعلیم: میٹرک - (۴) مستقل رہائش: ۱۹-۱۱۸
 بلاک ۵، ٹرگ روڈ کالونی، کراچی - (۵) دفتر کاپتہ: پی۔ آئی۔ اے - ایریٹیکل اور ہال
 کراچی ایریٹورٹ - (۶) داد کا نام: مقبول حسین - (۷) والدہ کا نام: بشیر النساء بنت حبیب
 (۹) نانی کا نام: قرار النساء - (۱۰) بیوی کا نام: عزیزہ بانو بنت ذاکر حسین بیوی کی والدہ کا
 نام: نبی بانو بنت شادی بیگم - (۱۱) تعداد اولاد: نام، عمر، تعلیم وغیرہ -

- ۱- محمد اقبال احمد ۱۹ سال متعلم میٹرک
- ۲- نرگس خاتون ۱۶ سال متعلم کلاس میٹرک
- ۳- نادر خاتون ۳ سال متعلم کلاس ہشتم
- ۴- عامر احمد ۱۲ سال متعلم کلاس چہارم
- ۵- عصمت ۹ سال
- ۶- سیما ۶ سال
- ۷- سلیم احمد ۵ سال

۱۲) اشفاق حسین مرحوم ابن مشتاق حسین مرحوم

۱۲) تاریخ و جائے پیدائش: ۱۹۲۲ء - چارچہ - (۳) آخری رہائش: بمبئی انڈیا اور وہیں
 انتقال کیا - (۴) آخری ملازمت: ریٹائرڈ NW R دہلی - (۵) داد کا نام: فتاح حسین -
 (۶) دادی کا نام: آمنہ بیگم بنت امانت علی - (۷) والدہ کا نام: الہی بیگم بنت شیش علی - (۸) دادی کا
 نام: استنابا النساء (۹) بیوی کا نام: نذیرہ حیدر بنت ڈاکٹر اشفاق حسین - (۱۰) بیوی کی والدہ کا
 نام: مشہدی بیگم - (۱۱) تعداد اولاد: نام، عمر، تعلیم وغیرہ -

۱- مظفر سبطین، ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ۳۷ سال، ۵/۱۳ ٹرگ روڈ کالونی - کراچی -

۲- مظفر سلیم ۲۳ سال، نان میٹرک، مقیم بمبئی انڈیا -

۳- مظفر اقبال، ۳۵ سال، نان میٹرک، مقیم باندہ بمبئی انڈیا - بیوی کا نام: اختر فاطمہ - اولاد کا نام:
 (۱) احسان الدین حیدر ۸ سال (۲) انتظار حیدر ۶ سال (۳) انتظار فاطمہ، ۴ سال -

۱۳) اسرار حسین مرحوم ابن عطفہ حسین مرحوم

۱۲) تاریخ و جائے پیدائش: ۱۹۱۳ء - چارچہ (۳) تعلیم: ڈل (۴) آخری رہائش: چارچہ اور وہیں
 انتقال کیا - (۵) آخری ملازمت: سیل این - (۶) داد کا نام: احمد علی - (۷) دادی کا نام: بکیا بیگم -
 (۸) والدہ کا نام: عباسی بیگم - (۹) نانا کا نام: احسان علی - (۱۰) نانی کا نام: شہناز بیگم - (۱۱) بیوی کا نام:

حیدری بیگم بنت راحت حسین - (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام : فیاض فاطمہ (۱۲) اولاد محمد علی - علی فاطمہ
زوجہ ہادی علی - (۱۳) ہمیشہ : ہمراری بیگم زوجہ منظور حسین -

(۵) افسر حسین ابن الماس حسین

(۲) تاریخ دجائے پیدائش : ۲۸ فروری ۱۹۲۹ء، غازی آباد یوپی انڈیا - (۳) تعلیم بی کام -
(۴) مستقل رہائش : ۸/۹۰۰ ملیر کالونی، کراچی - (۵) دفتر کاپتہ : انسپکٹر ڈائریکٹوریٹ لیروپلر
گورنمنٹ آف سندھ (۶) دادا کا نام : زمر حسین - (۷) دادی کا نام : نصیب النساء (۸) والد
کا نام : کنیز سیدہ بنت عیوض علی - (۹) نانی کا نام : مسیتی بیگم - (۱۰) بیوی کا نام : نرگس خاتون بنت
نثار حسین - (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام : سردار بیگم - (۱۲) اولاد : عدنان عمر ۲ سال - ۳ - جہوش - بی بی

۴۔ اکبر علی مرحوم ابن رعایت حسین مرحوم

(۲) تاریخ دجائے پیدائش : ۱۹۰۱ء - جارچہ - (۳) آخری رہائش : جیکب لائن کراچی
(۴) دادا کا نام : پرورش علی - (۵) دادی کا نام : سندیا بیگم - (۶) والدہ کا نام : اکبری بیگم
بنت حاجی سکندر علی - (۷) نانی کا نام : پنجا بیگم - (۸) بیوی کا نام : نصیب بانو - (۹) بیوی کے
والد کا نام : غلام حسین - (۱۰) تعداد اولاد : نام : عمر تعلیم وغیرہ -

۱۔ صفدر علی، ۴۴ سال، زوجہ ظہیر بانو بنت بنیاد علی عرف مند و مرحوم -

۲۔ مظہر علی، ۴۴ سال، زوجہ فیض بانو بنت عیوض علی -

۳۔ محمد علی عرف بنیاد علی ۲۸ سال، زوجہ نفیس بانو بنت بنیاد علی مرحوم -

۴۔ نذر علی ۲۰ سال - ۵۔ اظہر علی ۱۶ سال

۶۔ شمیم بانو ۳۵ سال زوجہ شاکر حسین - ۷۔ مہربانو ۳۲ سال زوجہ صاحب حسین سونی

۸۔ نواب بانو ۳۱ سال میٹرک - ۹۔ نذر بانو ۸ سال میٹرک

۷۔ آل احمد ابن سبط احمد مرحوم

(۲) تاریخ دجائے پیدائش : ۱۵ دسمبر ۱۹۱۵ء - جارچہ - (۳) تعلیم : میٹرک
(۴) مستقل رہائش : ۲۷ جٹ لینڈ لائن، کراچی - (۵) ملازمت : سپرنٹنڈنٹ کراچی سٹریٹ
الیکٹرک کونسل سرکل، بلاک ۶۸ سکرٹریٹ کراچی - (۶) دادا کا نام : مقبول حسین (۷) دادی
کا نام : حسینی بیگم (۸) والدہ کا نام : بشیر النساء زوجہ بنت حبیب حسین - (۹) نانی کا نام :-

قرار النصار (۱۰) بیوی کا نام : اقبال جہاں بنت علی بشیر مرحوم - (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام :-
کنیز بانو بنت ہند حسن - (۱۲) تعداد اولاد نام ، عمر - تعلیم وغیرہ

- ۱- نایاب جہاں زوجہ سلطان حیدر چوہدری عمر ۳۰ سال - میٹرک
- ۲- سکندر جہاں زوجہ علی محمد جارجوی عمر ۳۰ سال ، ایم اے - بی اے - ڈی
- ۳- عزیزہ احمد حنف جہانگیر ۲۷ سال بی اے ۴- نسرت بانو ۲۲ سال ، میٹرک
- ۵- یاسمین زہرہ زوجہ علی عباس سی پی وائے ، عمر ۲۰ سال ، میٹرک
- ۶- نگہت پروین ۱۸ سال ، میٹرک ۷- شاہد احمد ۱۶ سال میٹرک
- ۸- حبیب ، احمد ۱۴ سال ، متعلم - کلاس ہشتم
- (۱۳) ہمیشہ لگان :- ۱- رشیدہ عمر ۲۵ سال زوجہ افضل علی مرحوم سونی پتی - ۲- سنجیدہ عمر ۲۲ سال
زوجہ رونق علی ۳ عقیدہ زوجہ ظہور اکبر - (۱۴) پاکستان میں آنے کی تاریخ شہر

۸- امجد علی عرف بنیاد علی ابن اکبر علی مرحوم

- (۱) تاریخ و جائے پیدائش : ۲۸ سال - دہلی - تعلیم مڈل - (۳) مستقل رہائش : ۲۱/۶/۵۱
- جیکب لائن - کراچی - (۴) دفتر کا پتہ : جناح ہسپتال - کراچی - (۵) دادا کا نام رعایت حسین
- (۶) دادی کا نام : اکبری بیگم (۷) والدہ کا نام انصیب بانو بنت غلام حسین - (۸) نانی کا نام :
احمدی بیگم - (۹) بیوی کے والد کا نام : بنیاد علی - (۱۰) تعداد اولاد ، نام ، عمر -
۱- عذرا پروین ، ۶ سال - ۲- عباس علی ، ۴ سال - ۳- شمع پروین ۲ سال -

۹- اسد رضا ابن حیدر رضا مرحوم

- (۱) چلے پیدائش : جارجیہ - (۳) تعلیم میٹرک - (۴) مستقل رہائش : محمد غائب کالونی
- مکان ۳۵ - لیاقت آباد کراچی - (۵) دفتر : ایس بی اے - کراچی شپ پارک - (۶) دادا کا
نام : ڈاکٹر اشتیاق حسین - (۷) دادی کا نام : زینب بیگم - (۸) والدہ کا نام : آغا بیگم بنت
آغا حسین - (۹) نانی کا نام : محمدی بیگم - (۱۰) بیوی کا نام سعیدہ عصمت آرا خاتون بنت بشیر الحسن
(۱۱) تعداد اولاد ، نام ، عمر ، تعلیم -

- ۱- اصغر رضا عمر ۱۴ سال متعلم کلاس ہفتم
- ۲- اختر رضا عمر ۱۲ سال متعلم کلاس پنجم
- ۳- ضمیر رضا ۸ سال ۴- چہارم
- ۵- مظفر رضا ۴ سال
- ۶- محمد رضا ۱ سال
- ۷- بشیر رضا ۶ سال ۸- آدن

۱۰۔ اقبال حیدر ابن حیدر رضا مرحوم

(۱۲) تاریخ دجائے پیدائش: ۱۹۳۶ء، چارچہ (۳) تعلیم میٹرک۔ (۴) مستقل رہائش مکان، محمد طالب کالونی، لیاقت آباد، کراچی۔ (۵) دفتر کاپتہ، کلرک۔ اسٹور اکاؤنٹ شیکشن کے پی۔ ٹی کراچی (۱۶) دادا کا نام: ڈاکٹر اشتیاق حسین۔ (۷) دادی کا نام: زینب بیگم۔ (۸) والدہ کا نام: آغا بیگم بنت آغا حسین (۹) نانی کا نام: محمدی بیگم۔ (۱۰) بیوی کا نام: مسرت جہاں بنت ذوالفقار حسین۔ (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام: شمشادی بیگم۔ (۱۲) تعداد اولاد: نام، عمر۔

۱۔ محمد علی رضا عمر ۵ سال

۲۔ فرحت اقبال درٹکی، عمر ۴ سال

۳۔ مسرت اقبال درٹکی، عمر ۳ سال

(۱۳) ہمیشہ گان: ۱۔ ذوالفقار حیدر زوجہ عزیز الحسن جانشنوی۔ (۲) شمشیر حیدر زوجہ موسیٰ رضا نسوی۔ (۱۴) والد صاحب کا انتقال ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء کو چارچہ میں ہوا اور والدہ صاحبہ کا بھی انتقال چارچہ میں ہوا (۱۵) پاکستان میں آنے کی تاریخ اگست ۱۹۴۷ء

۱۱۔ امیر حیدر ابن محمد الیاس مرحوم

(۱۲) تاریخ دجائے پیدائش: ۱۹۰۶ء، (۳) مستقل رہائش: ۸۴ فیڈرل بی ایو یا۔ کراچی (۴) دفتر کاپتہ: گورنمنٹ پشتر، سابق ملازم وزارت امور خارجہ حکومت پاکستان، کراچی۔ (۵) دادا کا نام: حاجی مولوی قیاس حسین۔ (۶) دادی کا نام: رقیہ بیگم۔ (۷) والدہ کا نام: کاظمی بیگم بنت مولوی علی حسین نقوی شکار پوری (۸) نانی کا نام: ریاض بانو۔ (۹) بیوی کا نام: ظہیر فاطمہ، بنت لیاقت حسین۔ (۱۰) بیوی کی والدہ کا نام: اختر بیگم بنت شوکت حسین۔ (۱۱) تعداد اولاد: نام، عمر۔

۱۔ حسین فاطمہ زوجہ صغیر احمد جعفری

۲۔ غازی الدین حیدر

۳۔ معراج فاطمہ

(۱۳) والد محمد الیاس صاحب کا انتقال ۱۵ جون ۱۹۵۷ء کو چارچہ میں ہوا اور اپنے آبائی قبرستان حنیفہ میں دفن ہیں۔ مرحوم چارچہ کے ایک بڑے معروف مذہبی، سیاسی، ادبی اور سماجی سرگرم کارکن تھے۔

۱۲۔ بنیاد علی ابن عیوب علی

تاریخ دجائے پیدائش: ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء، چارچہ۔ تعلیم: ٹرل۔ مستقل رہائش: ۳۹ گولیاں

۳۔ مظاہر عمر ۸ سال متعلم کلاس چہیم
ہمیشہ شفیق یا تو زوجہ منطفہ عباس چہوسی۔ والد اور والدہ کا انتقال کراچی ۱۹۶۳ء
اور ۱۹۶۴ء ہوا اور قبرستان پاپوشن نگر کراچی میں دفن ہوئے۔
پاکستان میں آنے کا تاریخ ۱۹۵۱ء۔

۱۵۔ مولوی سید حسن مرحوم ابن حاجی مولوی ناظر حسین مرحوم

ہمائے پیدائش بمبئی انڈیا۔ تاریخ وفات ۳ جولائی ۱۹۵۷ء۔ قبرستان لالہ کھیت کراچی میں
دفن ہیں۔ آخری رہائش گاہ ۱۱۶۴ جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی۔ دادا کا نام بنیا د علی۔ دادی
جیا بیگم۔ والدہ خورشید بیگم مرحومہ بنت سکندر علی ابن حیدر علی مرحوم۔ نانی حبیب النساء
عرف جیا بیگم۔ بیوی ۱۔ کینز حیدر بیگم۔ ۲۔ تو قیر فاطمہ بنت محمد حسن جعفری
جارچوی۔ تعداد اولاد نام وغیرہ

۱۔ حاجی ڈاکٹر لائق الحسن ستر واری ۲۔ نسیم فاطمہ زوجہ اختر عباس جعفری جارچوی

۳۔ نعیم الحسن جو طفلی ہی میں فوت ہو گئے۔

۱۔ ہمیشہ سکینہ بیگم مرحومہ زوجہ نیاز احمد۔ ۲۔ ہمیشہ زینب بیگم مرحومہ زوجہ قاری شمس العلماء
مولا تا عباس حسین سابق پروفیسر عربی فارسی۔ شیعہ دینیات۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ۳۔ ہمیشہ
کلثوم بیگم زوجہ ابوالحسن چہوسی ابن داروغہ ڈاکٹر حسین۔ والدہ عالیہ بیگم بنت محمد علی بناریں لالی کربلائی معالی میں
روضہ امام حسین علیہ السلام میں مدفون ہیں۔

۱۶۔ حسن علی ابن عبید اللہ علی مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۱۱ء، جارچہ مستقل رہائش ۸/۱۵۵۵ لیرکالونی
کراچی۔ ملازمت۔ ریٹائرڈ اپنی۔ ڈبلیو۔ آر۔ کو بیٹہ۔ دادا۔ بہت علی۔ دادی۔ محمد النسا بیگم
بنت کدھر حسین۔ نانی محفوظ النساء۔ بیوی ۱۔ امید بانو بنت جیون علی۔ ۲۔ سیدہ آل زینب
بنت لائق حسین مرحوم۔ بیوی کی والدہ کا نام الہی بیگم۔ تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم وغیرہ۔

۱۔ رئیس فاطمہ زوجہ ذیشان علی ابن قسریان علی جارچوی۔ عمر ۳ سال

۲۔ مختار حسن بی۔ اے۔ عمر ۳۲ سال ۳۔ ممتازہ فاطمہ زوجہ شبیبہ الحنین زیدی عمر ۲۶ سال

۴۔ مہنازہ ذبیفور عمر ۵ سال غیر شادی شدہ ۵۔ طلعت افروز، عمر ۳ سال

۶۔ ابو نضر محمد جہانگیر، عمر ۱۱ سال۔

پاکستان میں آنے کی تاریخ ۴ نومبر ۱۹۴۷ء۔ جارچہ کے متعلق اہم یادداشت۔ جناب محمد الیاس صاحب

نے یوم حسین کے سلسلہ میں ایک جلسہ جارحہ میں کیا۔ ہر گنگ کے پل سے جارحہ تک راستہ موٹروں کے لئے صاف کر دیا گیا۔ اس جلسہ میں جناب رئیس امرہ کی صاحب تے نظم پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ سوامی کلجگانند صاحب نے امام حسینؑ کو خراج تحسین پیش کیا اور جناب خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم نے بھی تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ امام مظلوم کی پیروی باعث بخشش ہے۔ باہر سے آنے والوں کا کھڑے اور دوپہر کے کھانے کا انتظام جناب سید محمد ایاس صاحب مرحوم کے مکان پر تھا۔ یہ واقعہ ۱۳۶۱ھ کا ہے تاریخ یاد نہیں البتہ اقوار کا دن تھا۔

۱۷۔ دبیر حیدر ابن نصیر حیدر

تاریخ و جائے پیدائش۔ ۶ جنوری ۱۹۳۲ء۔ شکار پور۔ تعلیم انٹر میڈیٹ، فاضل اردو و متقل رائٹس کلیم ایپیلیس کالونی، لائل پور۔ دفتر۔ سنٹرل۔ ای۔ ایم۔ ڈویژن پاک پی۔ ڈیوڈی لاہور۔ دادا۔ محمد ایاس۔ دادا کاظمی بیگم۔ والدہ کنیز مصطفیٰ بنت مرتضیٰ حسین صفری مرحوم بیوی۔ سرور فاطمہ بنت مولانا محمد یونس۔ تعداد اولاد عمر، تعلیم۔

- ۱۔ تفسیر فاطمہ عمر ۸ سال لائل پور۔ ۲۔ تعلیم فاطمہ عمر ۶ سال متعلمہ جماعت ہفتم
- ۳۔ حفیظہ جمال عمر ۳ سال متعلمہ جماعت ہفتم
- ۴۔ منور سلطانہ ۸ سال متعلمہ جماعت سوئم
- ۵۔ محمد عزیز حیدر عمر ۶ سال متعلم جماعت دوم
- ۶۔ حسن عباس عمر ۳ سال

پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۴۷ء۔ جارحہ کے متعلق اہم یادداشت: جارحہ میں تیرہ سو سالہ یادگار امام حسینؑ نہایت تنگ اختتام کے ساتھ منائی گئی۔ بہت سے مذہب حقہ کے جید علمائے شرکت کی اور امام حسینؑ کو خراج تحسین پیش کیا۔ جناب نواب بھٹارہ صاحب ہمان خصوصی تھے ۱۳۶۱ء کے ہندو مسلم فسادات میں جارحہ محفوظ رہا۔ یہ سب کچھ معزز بزرگوں کی صلاحیت کا نتیجہ تھا۔

۱۸۔ ذیشان علی ابن قربان علی

تاریخ و جائے پیدائش۔ یکم دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جارحہ۔ تعلیم میٹرک۔ مستقل رہائش ۱۹۶۷ء۔ قیڈل فائیریا۔ کراچی۔ عائشی رہائش ۳۳ اوٹاوا ہاؤس، پریسٹن روڈ لندن ای۔ ایم۔ دادا کا نام عیوض علی۔ دادا کی کا نام کنیز فاطمہ۔ والدہ کا نام اعجاز فاطمہ بنت علی عباس مرحوم۔ نانی کا نام قربان فاطمہ بیوی کا نام رئیس فاطمہ بنت حسن علی۔ بیوی کی والدہ کا نام امید بانو۔ تعداد اولاد نام عمر، تعلیم۔

۲۔ سیما، عمر ۷ سال، زیر تعلیم لندن۔

۱۔ غزالہ، عمر ۹ سال، زیر تعلیم لندن۔

۳۔ ثلثہ عمر ۲۲ سال، زیر تعلیم لندن
۴۔ اعجاز رضا، عمر ۲۲ سال زیر تعلیم لندن
۵۔ تنویر رضا، عمر ۶ ماہ —

پاکستان میں آنے کی تاریخ — ۲۲ جولائی ۱۹۵۰ء —

۱۹۔ سلطان حیدر ابن حیدر رضا مرحوم

جائے پیدائش: خارجہ۔ تعلیم: نان میٹرک۔ مستقل رہائش: ۱۵ بی ندون۔ بیات آباد
کراچی۔ دفتر: پی۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ کراچی۔ داد کا نام: ڈاکٹر اشتیاق حسین۔ داد ہی کا نام
زینب بیگم۔ والد کا نام: آغا بیگم بنت آغا حسین۔ نانی کا نام: محمدی بیگم۔ بیوی کا نام: رفیق بانو
بنت عزت حسین۔ تعداد اولاد: نام، عمر، تعلیم۔

۱۔ ندیم حیدر عمر ۲۲ سال۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ اے۔ ای (دانشینک)

۲۔ نعیم حیدر عمر ۲۱ سال

۳۔ مقیم حیدر عمر ۱۸ سال، انٹرمیڈیٹ

۴۔ ظہیر حیدر عمر ۱۵ سال میٹرک

۵۔ شبیر حیدر عمر ۱۲ سال متعلم درجہ ہشتم

۶۔ ضیاء حیدر عمر ۱۰ سال متعلم درجہ ہشتم

۷۔ تنویر حیدر عمر ۸ سال متعلم درجہ سوئیم

۸۔ فوزیہ فاطمہ عمر ۵ سال

۹۔ صدق فاطمہ عمر ۲ سال

۲۰۔ مولوی شبیر حسین مرحوم ابن سکندر علی (علما حسین)

جائے پیدائش: خارجہ۔ تاریخ وفات: ۲ محرم الحرام ۱۴۰۲ جولائی ۱۹۵۹ء کو میرپور بھٹورہ
میں انتقال کیا۔ تعلیم: مولوی فاضل منشی فاضل۔ آخری رہائش: میرپور بھٹورہ ضلع مظفر آباد پاکستان۔ آخری
مقام: پش امام۔ شیعہ جامع مسجد، میرپور بھٹورہ۔ والدہ کا نام: ہدی بیگم بنت بہادر علی۔ نانی
کا نام: غفور النساء۔ بیوی کا نام: عزیز بانو بنت ہدی حسن اور گلزار بانو بنت بہادر علی مرحوم۔ تعداد
اولاد: نام، عمر، تعلیم وغیرہ۔

۱۔ محمد داؤد، عمر ۵ سال میٹرک

۲۔ محمد ضیاء عمر ۵ سال ایم اے ایل۔ ایل۔ بی

۳۔ ڈاکٹر محمد جواد عمر ۹ سال

۴۔ شاکر رضا بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

۵۔ محسن رضا عمر ۴ سال میٹرک

۶۔ کاظم رضا عمر ۲۹ سال بی کام

۷۔ ناظم رضا، عمر ۲۴ سال بی کام

۸۔ علی رضا عمر ۲۵ سال بی اے

۹۔ اکبر رضا عمر ۱۸ سال بی ایس سی

۱۰۔ نفیس بانو عمر ۳ سال زوجہ اختر عباس ابن علی امیر

۲۔ یلقیس بانو زوجہ اقبال حیدر ابن علی احسن مرحوم جارجی -

۳۔ شکیلہ بانو مرحومہ

مہیشہ - بنت فاطمہ زوجہ علی امیر ابن ممتاز حسین مرحوم
عزیزہ بانو کا مدفن میر پور بھٹورہ - بنت فاطمہ کا مدفن میرٹھ - شکیلہ بانو مدفن علی باغ کراچی
پاکستان کے قیام سے پہلے ۱۹۱۷ء میں سندھ میں آکر آباد ہوئے۔

۲۱۔ شمیم حیدر ابن حیدر رضا

تاریخ و جائے پیدائش: یکم جون ۱۹۲۶ء - جارجی - تعلیم بی اے - ایل - ایل بی مستقل
رہائش - ۸۷ ایف بی ایریا پھولی علی سٹی گورنمنٹ کراچی ۳۸ - دفتر - سپروائزر انکم ٹیکس
کراچی - دادا کا نام ڈاکٹر اشتیاق حسین - دادی کا نام زریب بیگم - والدہ کا نام آغا بیگم
بنت آغا حسین - نانی کا نام محمدی بیگم - بیوی کا نام انصار فاطمہ بنت منظور حسین - بیوی کی والدہ
کا نام اسرار بیگم بنت عطفوت حسین - تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم وغیرہ -

- ۱۔ حبیب حیدر عمر ۲۵ سال ایم اے بی کام
 - ۲۔ فہم حیدر عمر ۲۲ سال، انٹر میڈیٹ
 - ۳۔ ناہیدہ عمر ۱۸ سال، انٹر میڈیٹ
 - ۴۔ طلعت عمر ۱۶ سال، میٹرک
 - ۵۔ نگہت عمر ۱۳ سال متعلمہ کلاس ششم
 - ۶۔ شعیب حیدر عمر ۱۱ سال متعلم کلاس پنجم
 - ۷۔ مسرت عمر ۹ سال متعلمہ کلاس دوم
 - ۸۔ صادق رضا عمر ۷ سال متعلم کلاس اول
 - ۹۔ تہذیب حیدر عمر ۵ سال
- پاکستان میں آنے کی تاریخ اگست ۱۹۴۷ء -

۲۲۔ شوکت حسین ابن لیاقت حسین

جائے پیدائش: میرٹھ، انڈیا - تعلیم درجہ پنجم مستقل رہائش مکان مستقل کراچی ۱۲۲ ایف
جہانگیر روڈ ولسیٹ، کراچی - دفتری ایڈریس برائے پولیس کراچی - دادا کا نام عبوس علی - دادی کا نام
مسیبا بیگم - والدہ کا نام معصومہ بیگم بنت رمضان علی - نانی کا نام - احمدی بیگم بیوی بھتیجی بیگم بنت منظور حسین
تعداد اولاد، نام -

- ۱۔ اشرف جہاں زوجہ فیروز حسین
 - ۲۔ معصومہ غسلی ۲۰ سال میٹرک
- والد لیاقت حسین کا انتقال پٹوہ ضلع میرٹھ میں ہوا - پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۹۵۷ء

۲۳۔ صفدر علی ابن اکبر علی

تاریخ و جائے پیدائش - ۲۴ سال، دہلی - مستقل رہائش ۱۹۱۱/۱۲ جیکب لائن کراچی -
کاروبار پلبری - دادا کا نام رعایت حسین - دادا کا نام: کبری بیگم - والدہ کا نام نصیب بانو بنت
غلام حسین - نانی کا نام احمدی بیگم - بیوی کا نام ظہیرا زینت بنیاد علی عرف بندو - بیوی کی والدہ کا
نام صفری بیگم - تعداد اولاد: نام: عمر، تعلیم -

- ۱۔ طاہر علی، عمر ۱۶ سال، متعلم کلاس ہفتم
- ۲۔ افتخار علی، عمر ۱۲ سال، متعلم کلاس سوئم
- ۳۔ مظہر علی، عمر ۶ سال
- ۴۔ حیدر علی، عمر ۲ سال

۲۴۔ عقیق حسین ابن زمر حسین

جائے پیدائش جارچہ - تعلیم کلاس چہارم - مستقل رہائش - ۱۹۲۱ اوزنگ آباد
کراچی - ملازمت بے پی کوٹس منگھو پیر روڈ، کراچی - دادا کا نام کلب حسن - دادی کا نام زہرا بیگم
والدہ کا نام نصیب النساء بنت عیوض علی - نانی کا نام مبیا بیگم - بیوی کا نام آمنہ بیگم بنت خوشی علی
تعداد اولاد: نام: عمر، تعلیم -

- ۱۔ ناہید عمر ۱۴ سال، متعلم کلاس پنجم
- ۲۔ ریشماں عمر ۱۱ سال، متعلم کلاس سوئم
- ۳۔ محمد سعید عمر ۱۰ سال
- ۴۔ شمع عمر ۶ سال

پاکستان میں آنے کا تاریخ ۱۹۵۱ء

۲۵۔ علی احمد ابن سبط احمد

جائے پیدائش جارچہ - مستقل رہائش - نیو کراچی - دفتر - اے۔ جی۔ آفس - کراچی
دادا کا نام مقبول حسین - والدہ کا نام بشیرا النساء بنت حبیب حسین - نانی کا نام قرار النساء
بیوی کا نام مکشوم بنت تحفوا - بیوی کی والدہ کا نام عزیزا زینت محمد ذکی مرحوم - تعداد اولاد
۱۔ سلطان احمد ۲۔ صغیر احمد ۳۔ مقبول احمد ۴۔ جمال احمد ۵۔ ہمدان النساء
۶۔ سانی ۷۔ نعیمہ ۸۔ فرحانہ ۹۔ سیما -

۲۶۔ عیوض علی ابن رعایت حسین مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش ۱۸۹۲ء - جارچہ - تاریخ وفات ۲۲ دسمبر ۱۹۴۲ء، مطابق ۵ رمضان ۱۳۶۱ھ

آہستری عارضی رہائش ۱۵ مارچ ۱۹۴۷ء کو کراچی - دادا کا نام پرورش علی - دادی کا نام سندیا بیگم - والدہ کا نام اکبری بیگم بنت حاجی سکندر علی - نانی کا نام پنچن بیگم - بیوی کا نام لاء امتیازی بیگم بنت جھنڈوا - ۲ - نیاز بیگم بنت غلام حسین - تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم -

- ۱ - بنیاد علی، عمر ۲۴ سال، زوجہ کبری بیگم بنت بنیاد علی عروت بندو -
- ۲ - فیض بانو زوجہ مظہر علی
- ۳ - منظور علی مدلل - زوجہ بنت سردار علی
- ۴ - ہمایوں علی انٹر میڈیٹ
- ۵ - نواب علی، ۲۰ سال متعلم کلاس ہفتم
- ۶ - آفتاب علی ۱۶ سال متعلم کلاس نہم

پاکستان آنے کا تاریخ ۱۹۴۷ء -

۲۷ - فیروز حسین ابن زمر حسین مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء جہاد چیمبر - تعلیم میٹرک - مستقل رہائش ۱۹۴۷ء - محمدی ڈیرہ، بلیر، کراچی - عارضی رہائش ۱۹۴۷ء - ۱۹۴۹ء - اسلام آباد - دفتر منسٹری آف ورکس گورنمنٹ آف پاکستان اسلام آباد - دادا کا نام گل حسن - دادی کا نام زہرہ بیگم - والدہ کا نام انیسب النانہ بنت عیوض علی - نانی کا نام مہیا بیگم - بیوی کا نام راسیمہ بنت یاقوت حسین مرحوم - ۱۹۲۵ء شریک بہانہ شوکت حسین - تعداد اولاد - نام عمر - تعلیم -

- ۱ - سرفراز حسین ۲۲ سال، انٹر میڈیٹ
- ۲ - محمد عسکری ۱۶ سال متعلم میٹرک
- ۳ - عشرت حسین ۱۱ سال
- ۴ - تمہید زہرہ ۸ سال
- ۵ - تجہید زہرہ ۵ سال
- ۶ - تنویر شوکت ۱ سال

پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۵۰ء -

۲۸ - فیض علی ابن عیوض علی

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۴۷ء دہلی - تعلیم میٹرک - مستقل رہائش ۱۹۴۷ء - ٹیکس لائن کراچی - ملازمت ڈیروپنٹر - بی ڈبلیو ڈی کراچی - دادا کا نام رعایت حسین - دادی کا نام اکبری بیگم - والدہ کا نام نیاز بانو بنت غلام حسین - نانی کا نام احمدی بیگم - بیوی کا نام معصومہ بنت فرمان علی - تعداد اولاد نام، عمر -

۱ - علی رضا عمر ۹ سال

۲ - محمد رضا عمر ۵ سال

۳ - فرزانہ ۴ سال

۴ - ہما فیض، ۱۰ سال

پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۴۷ء

۲۹۔ قربان علی ابن عیوش علی مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق ۱۰ غیدہ الشریعہ بروز منگل، چارچہ -
تعلیم انٹر میڈیٹ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ مستقل رہائش بلیر کالونی ۸/۱۵۵ - ۱۱ کراچی ۳
ملازمت ریٹائرڈ گورنمنٹ پشاور سنٹرل، اورنگ کشتہ و نوٹری پبلک، سٹی کورٹ، کراچی۔ دادا
کا نام محبت علی مرحوم۔ دادا کا نام مجید الدین۔ والدہ کا نام کنیز فاطمہ بیٹ کوثر حسین۔ نانی
کا نام محفوظ الدین۔ بیوی کا نام اعجازہ فاطمہ بیٹ علی عباس۔ تعداد اولاد، نام، عمر۔

- ۱۔ تنویر فاطمہ زوجہ ممتاز حسین فیض آبادی ۲۴ سال۔ ۲۔ خورشید فاطمہ زوجہ اکبر علی چارچہ
- ۳۔ انوار فاطمہ زوجہ سبط احمد چارچہ ۸ سال۔ ۴۔ دلشان علی میٹرک، ۱۴ سال
- ۵۔ تنویر فاطمہ زوجہ سلامت حسین نجی زیدی۔

پاکستان آنے کی تاریخ، ۴ ارجولائی ۱۹۴۷ء۔ ضروریات اطلاعات جو محفوظ کرنا چاہیں۔ ہندوستان
کی ملازمت پاکستان کی سنٹرل سروس بطور اکاؤنٹنٹ اسسٹنٹ مقرر ہوا۔ اور پھر ریٹائرڈ ہو چکے بعد
اورنگ کشتہ نوٹری پبلک مقرر ہوا۔ اکثر طلباء کو وظیفہ دیا اور ان کو تعلیم دی۔

۳۰۔ کاظم رضا ابن مولوی شبیر حسین

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۲۷ء میرپور بھٹورہ۔ تعلیم بی کام مستقل رہائش ۱۳ بلیر ایکسٹینشن
کالونی کراچی ۳۔ ملازمت اسٹیٹ بینک آف پاکستان، کراچی۔ دادا کا نام سکندر علی۔ دادی کا
نام مہدی بیگم۔ والدہ کا نام گلزار بانو بیٹ بنیا علی عین حسین اصغر۔ نانی کا نام نسیم الشدیکہ۔ بیوی کا نام
اظہر فاطمہ بیٹ ابوالقاسم۔ بیوی کی والدہ کا نام ریاضی بانو۔ تعداد اولاد، نام، عمر۔

- ۱۔ صادق رضا، عمر ۵ سال
- ۲۔ عارف رضا، عمر ۴ سال
- ۳۔ برجیس فاطمہ، عمر ۳ سال
- ۴۔ ارجمند زہرہ، عمر ۱ سال

۳۱۔ کوثر حسین ابن الماس حسین

تاریخ و جائے پیدائش یکم جنوری، غازی آباد۔ تعلیم میٹرک۔ مستقل رہائش ۸/۹۰ بلیر کالونی
ملازمت سپروائزر پی۔ ٹی۔ بیوٹی سسٹم کراچی۔ دادا کا نام زمر حسین۔ دادی کا نام نصیب الدین۔ والدہ
کا نام کنیز سیدہ بیٹ عیوش علی۔ نانی کا نام مسیتی بیگم۔

۳۲۔ گوہر حسین ابن الماس حسین

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۱۲ء مارچ - تعلیم میٹرک - ڈیپو مالیکٹرکلی مکینیکل انجینئرنگ کالج ایل۔ ای۔ ڈی، کراچی - مستقل رہائش ۸۰۰ ملیرکالونی - کراچی - معاشی رہائش ۱۳/۴ فیڈرل فی ایریا ٹریڈنگ کراچی - ملازمت سب انجینیئر - ڈبلیو۔ ڈی۔ پروڈکشن اسول ہسپتال - کراچی - دادا کا نام زمر و حسین ابن کاتب حسن - دادی کا نام - نصیب النساء بنت عیون علی - والدہ کا نام کنیز سیدہ بنت عیون علی - ثانی کا نام مسیت بیگم - بیوی کا نام اقبال زہرہ بنت اظہر حیدر - بیوی کا والدہ کا نام حسن باذنیت حسن رضا تعداد اولاد نام - محمد -

۱۔ عیسوی عمر ۵ سال ۲۔ ادیب الحسن عمر ۲ سال

۳۔ تہذیب الحسن - ۴۔ رداہ

پاکستان آنے کی تاریخ - ۱۳ مارچ ۱۹۵۱ء -

۳۳۔ الحاج ایچ ڈاکٹر نسق الحسن رضوی بنزوار می ابن سید حسن

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۱۳ء مارچ - تعلیم میٹرک کیولٹی بلڈیونیورسٹی ایم۔ بی۔ ایچ ایس پاکستان سنٹرل ہو میو پیچیکل کالج کراچی - مستقل رہائش ۸/۱ - اکبر سٹریٹ شہر روڈ - اسلام پورہ - (کوشننگ) لاہور - ملازمت دربارہ سہیل سہیل مارکس رجسٹری، گورنمنٹ آف پاکستان - ۱۴ مسلم آباد دادا بھائی نوروجی روڈ کراچی - اور فل ٹائم ہو میو پیچیکل پریکٹس - گورنمنٹ مردس جوائن کرنے سے قبل آل انڈیا مسلم لیگ کے مشہور اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۴۷ء بمقام لاہور میں قرار داد پاکستان پاس ہوئی اپنے بحیثیت مسلم لیگ نیشنل کارڈ ہولڈر بلڈیونیورسٹی کی - پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۹۴۷ء اگست ۱۴ آتے ہی ٹریڈ مارکس رجسٹری گورنمنٹ آف انڈیا سے فائنل آپٹ کی اور سٹری آف کامرس گورنمنٹ آف پاکستان کراچی جوائن کیا۔ چوتھی کلاس تک جاریہ کے سرکاری مدرسہ اور چوتھی کلاس تک مسلم یونیورسٹی اسکول علی گڑھ اور بعد کو اجن اسلام آباد سکول بلڈیونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور بلڈیونیورسٹی سے میٹرک کیا - ۱۹۴۷ء میں اجن اسلام اولڈ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن قائم کی جس کے کئی سال تک سیکرٹری رہے اور پاکستان میں بھی اس انجمن کو قائم کیا اور کئی سال تک اس کے سیکرٹری رہے - بینک میں مشن جاریہ کے ممبر رہے جس کے اس وقت سرگرم سیکرٹری نقیلا حمید جعفری تھے - پاکستان میں اجن اتحاد المومنین جاریہ کے فاؤنڈر ممبر ہونے کے بعد پہلی ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور کئی سال تک نائب صدر رہے - ۱۹۶۰ء میں پاکستان ایڈمنسٹریٹو ریفارمز کالج لاہور میں پبلیش پر جانے کے بعد جعفریہ ہاؤس بلڈنگ سوسائٹی قائم کرائی جس کے ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہوئے

علاوہ کئی سال تک نائب صدر ہے۔ اور وہیں اپنا رہائشی مکان تعمیر کرایا اور بعد کو اسلام پورہ
رکشننگ ٹرسٹ اور ڈاکٹر سٹریٹ مکان نمبر ۸-۱- لاہور مستقر رہائش اختیار کر لی۔ اسلام پورہ حیدر روڈ
شیعہ جامع مسجد کی منتظمہ کمیٹی کے ممبر ہوئے۔ علاوہ کئی سال تک اس کے جوائنٹ سیکرٹری رہے اور
ایک فری اسلامی ہومیوپیتھک زیر اہتمام جماعت اسلامی علقہ اسلام پورہ رکشننگ ٹرسٹ قائم کرائی۔
اور اس کے آنریری ڈاکٹر ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں زیارت مقامات مقدسہ ایمان عراق اور شام اردن جات کے
بعد ۱۹۷۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور ہندوستان قصیدہ جارج میں پرلے پرائمری
اسکول کی اولڈ بوائے یونین قائم کر لی اور فری ہومیوپیتھک بھی قائم کرائی۔

دادا کا نام مولوی حاجی ناصر حسین ابن بنیاد علی۔ دادی کا نام خورشیدی بیگم بنت حاجی سکندر علی
والدہ کا نام کنیز حیدر بنت ریاض الحسن چوہدری۔ ثانی کا نام آمنہ بیگم۔ تعداد اولاد، عمر، تعلیم۔
تشکیل رہتا، ۲۸ سال، میٹرک، ملازمت آڈیٹر ڈپٹی کمپروٹری۔ اینڈ۔ ٹی۔ لاہور۔ بیانیہ
پتہ رضا شاہ عظیم سال فوت شد جس کا مختصر حال تحریر ہے۔ دوسرا تو باغی حسن عمر ۳ سال ہے۔ ہمیشہ۔
نسیم فاطمہ زوجہ اختر عباس حبضری جارجی۔ والد سید حسن کا انتقال ۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو کراچی میں ہوا۔
اور لاہور کعبیت قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

بیمار پوتے رضا شاہ عظیم سال مرحوم کا حال تحریر کیا جاتا ہے۔ بچہ انکلی سر ہسپتال کراچی میں دتوں
کی بیماری کا ڈیپ اینڈریشن میں مبتلا ہو کر گردوں کے فضل نہ کرتے سے بتاریخ ۶ اپریل ۱۹۷۵ء مطابق ۲۳
ربیع الاول ۱۳۹۵ھ بروز اتوار صبح ۱ بجے اللہ کو پیار ہوا گیا۔ پہلے بچہ ایک ہفتہ بے ہوش جارج ہسپتال
چلڈرن وارڈ میں داخل رہا۔ بعد کو دادا نے انکلی سر ہسپتال کراچی میں داخل کرایا اور وہاں تازہ خون
چھڑھنے پر بالکل ہوش میں آگیا اور ڈاکٹر کو سلام کر کے شکریہ ادا کیا اور کمرے میں ہر ایک آنے والے کو
برا بے سلام کرتا رہا۔ بچہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ گلاب کے پھول کی طرح سفید سرخ رنگ، پیدائشی لمبی قلیں،
ہلالی بھدیں، سرخ گلابی لب جیسے کسی نے میٹک لگا دی ہو۔ بلا کا ذہن، سمجھدار، ہونہار، صنیع، سنجیدہ،
پھولوں کا شوقین خاص کر گلاب کے پھولوں کا شیدائی پاکیزہ، پختہ بلند خیالات بڑوں کی طرح باتیں کرتا مرنے
سے ایک دن پہلے اپنی ماں سے کہا کہ آپ کیسی ماں ہیں جو مجھے گود میں نہیں لیتی ہیں۔ دوران بیماری ہسپتال
میں دادا سے نے بچہ سے پوچھا کہ بڑے ہو کر کیا بنو گے تو جواب دیا ڈاکٹر۔ اگر زندہ رہتا تو صرور خاندان، قوم
اور ملک کا نام بلند کرتا لیکن سنا ہے ایسے ہونہار صنیع بچے شاذ و نادر ہی پیدا ہوتے ہیں اور زندہ نہیں
رہتے ہیں۔ بقول کسی شاعر۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے توری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے پیدا ہوتا ہے جن میں دیدہ و دیدار

قطعہ

تاریخ وفات رضا شاہ ابن شکیل رحمتا

اجل سے توڑیا آہ وہ لگی نوخیز کہ جس پہ بارغ کے بانی کی تھی حیات و امید
 رقتا شکیل کے گلشن میں تھا اکیلا پھول لیلیٰ دل میں لئے تھے عروسِ یومِ سعید
 لمحہ میں دیکھ کے اس چاند کو ظفر نے کہا
 خدا دکھائے نہ دشمن کو بھی یہ داغ مزید

از مظہر حسین مظہر جارجی

ہائے گل چینِ اجل سے کیسی نادانی ہوئی پھول وہ توڑا کہ جس سے گھر کی دیر لنی ہوئی
 زندگیاں کے دن تھے اک دم آگیا پیغام مرگ موت پر مجھ کو رضا کی گنتی حسیبہ انی ہوئی
 چار سالہ زندگیاں جب یاد آئی اسے رخصتِ اشک غم بہنے لگے اور مرثیہ خوانی ہوئی
 موت پر مجھ کو رضا کی صبر لازم ہے لیلیٰ شوقِ زندگی کا کیا لطف ہے زندگی پانی ہوئی

مصرعہ تاریخ لکھو مظہر مقامِ غمت ہے

موت تو ہے زندگی کی جانی پہچانی ہوئی

۳۴۔ مختار حسن ابن حسن علی

تاریخ دیانے پیدائش - ۹ مارچ ۱۹۴۱ء جارجی - تعلیم - بی۔ اے۔ مستقل رہائش - درخشاں سوسائٹی
 بلبر، کالا بورڈ مکان ۲۵/۳۳۴ - کراچی - ملازمت - مینیجنگ ڈائریکٹر، سلمان لمیٹڈ، چوتھی منزل، محبوب
 چیمبرس صدر، کراچی - دادا کا نام عبید بن علی - دادی کا نام کنیر طاہرہ مرحومہ - والدہ کا نام امید بانہ بنت
 جیون علی - نانی کا نام الہی بیگم بنت موسیٰ علی مرحوم - بیوی کا نام فرنازا انجم بنت عاشق علی - بیوی کی والدہ
 کا نام فرحہ - تعداد اولاد تام، عمر -

۲۔ سلمان عمر ۳ سال

۱۔ عدنان عمر ۴ سال

۴۔ سحر ۱ سال

۳۔ احسان ۲ سال

پاکستان آنے کی تاریخ - ۴ دسمبر ۱۹۴۵ء

۳۵۔ مظہر علی ابن اکبر علی

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۳۲ء جارچہ۔ تعلیم کلاس ہشتم پاس۔ مستقل رہائش ۲/۴ ایچ جیکب لائینس، کراچی۔ ملازمت میسن پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (سنٹرل) کراچی۔ دادا کا نام رعایت حسین۔ دادی کا نام اکبری بیگم۔ والدہ کا نام نصیب بانو بنت غلام حسین۔ نانی کا نام احمدی بیگم۔ پوری کا نام فیض بانو بنت عیون علی۔ تعداد اولاد تام، عمر، تعلیم۔

- ۱۔ شہناز بانو، عمر ۲۰ سال متعلمہ کلاس نہم
- ۲۔ اظہر علی عمر ۱۵ سال متعلم کلاس ہفتم
- ۳۔ مظہر عمر ۱۵ سال متعلم کلاس ہفتم
- ۴۔ شاہین عمر ۹ سال متعلمہ کلاس سوم
- ۵۔ شگفتہ عمر ۶ سال متعلمہ کلاس دوم
- ۶۔ شبانہ علیم عمر ۴ سال
- ۷۔ جاوید علی

۳۶۔ محمد الیاس مرحوم ابن مولوی حاجی فیاض حسین

تاریخ و جائے پیدائش۔ ۲۰ نومبر ۱۸۹۴ء۔ تاریخ وفات ۱۵ جون ۱۹۵۹ء شعبان ۱۳۶۹ھ اور اپنے آبائی قبرستان حظیرہ جارچہ میں دفن ہوئے۔ آخری رہائش گاہ جارچہ۔ دادا کا نام منور علی دادی کا نام کاظمی بیگم والدہ کا نام رقیہ بیگم بنت امداد علی۔ نانی کا نام شاہ بیگم بنت مردان علی۔ بیوی کا نام رابعہ کاظمی بیگم بنت مولوی علی حسین نقوی شکار پوری (۱۲) مروت بانو بنت علی حسین جعفری جارچوی۔ بیٹوں کے نام۔ (۱) امیر خیدر (۲) نصیر خیدر۔

ادبی و فلاحی خدمات۔

مرحوم ایک بڑے معروف مذہبی و سماجی

ادبی اور سماجی سرگرم کارکن تھے اور آپ نے دہلی کے تعمیرِ مہتمم خانہ پنجرہ شریف میں بڑی گرجہ نشی سے حصہ لیا جو تاریخ میں یادگار رہے گا۔

۳۷۔ محمد داؤد ابن مولوی شہیر حسین مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش ۲ مارچ ۱۹۲۲ء جارچہ۔ تعلیم میٹرک سندھ مدرسہ۔ مستقل رہائش ۸/۸ بلاک ۱۱ مارہٹہ ناظم آباد کراچی۔ ملازمت اکاؤنٹنٹ۔ ٹریڈری آفس، کراچی۔ دادا کا نام سکندر علی۔ دادی کا نام مہدی بیگم۔ والدہ کا نام عزیزہ بانو بنت محمدی حسن۔ نانی کا نام۔

شہر بانو - بیوی کا نام نور جہاں بیٹ علی شیر مرحوم - بیوی کی والدہ کا نام کنیز بانو بیٹ مہدی حسن
نقداد اولاد نام عمر، تعلیم -

- ۱۔ نجمہ سلطانہ زوجہ حسن عباس زیدی
- ۲۔ قمر سلطانہ زوجہ سید محمد ضیا زیدی
- ۳۔ نسیم احمد ۲ سال، میٹرک ڈپلوما الیکٹرک ٹیکنالوجی -
- ۴۔ نسیم احمد ۱ سال، میٹرک سول ڈپلوما
- ۵۔ نرجس خاتون زوجہ نفیس الحسن رضوی
- ۶۔ رخسانہ عمر ۱ سال متعلقہ کلاس دہم -

پاکستان آنے کا تاریخ - تقسیم ہند سے پہلے ہی آباد تھے۔ چارچہ کے متعلق اہم یادداشت
چارچہ میں چار کنڈیں مشہور تھیں۔ جن کی وجہ سے پہلے نام چہار چاہ تھا اور بعد میں کو چارچہ ہو گیا۔ چارچہ
میں ایک باون ڈورھی بھی تھی۔ (بجوالہ علامہ میرا بن حسن چارچہ کی پٹنہ کوئی قوم چارچہ آباد تھی اسلئے بعد کراکسانام چارچہ
ہو گیا۔)

۳۸۔ ڈاکٹر محمد جواد ابن مولوی شبیر حسین

تاریخ و جائے پیدائش میر پور بھٹورہ - تعلیم ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (کراچی) مستقل رہائش چاگلا بلڈنگ
مولچی سٹریٹ کھارادر، کراچی - عارضی رہائش ۵/۷۷ ناظم آباد - کراچی - دادا کا نام سکندر علی - دادی
کا نام مہدی بیگم - والدہ کا نام عزیز بانو بیٹ محمد نقداد اولاد نام عمر، تعلیم -
۱۔ ماہ رنج عمر ۹ سال - کلاس چہارم

۲۔ نسیم عمر ۶ سال، کلاس اول

۳۔ سجاد حسین عمر ۳ سال

پاکستان آنے کا تاریخ - قیام پاکستان سے پہلے آباد ہیں۔

۳۹۔ محمد ضیا ابن شبیر حسین

تاریخ و جائے پیدائش - ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء میر پور بھٹورہ - تعلیم - ایم۔ اے۔ ایل - ایل - بی
مستقل رہائش چاگلا بلڈنگ مولچی سٹریٹ کھارادر، کراچی - عارضی رہائش ۳۵۰ شرف آباد، کراچی ۵
ملازمت - ایس۔ او۔ بیوم ڈیپارٹمنٹ، سندھ گورنمنٹ - تعلق ہاؤس کراچی - دادا کا نام سکندر علی
دادی کا نام مہدی بیگم - والدہ کا نام عزیز بانو بیٹ مہدی حسن - نانی کا نام شہر بانو - بیوی کا نام حسن جہاں
بیٹ علی شیر مرحوم (۲) نسیم فاطمہ بیٹ نسیم حیدر چارچہ - بیوی کی والدہ کا نام (۱) کنیز بانو (۲) ذکیہ بیگم
نقداد اولاد، نام عمر، تعلیم -

۱۔ طاہر رضا عمر ۱۶ سال، میٹرک ڈپلوما الیکٹرک

۲۔ نسیم اختر عمر ۱۹ سال، بی۔ اے۔ زوجہ سرور عباس

۳۔ نسیم اختر ۱۸ سال، بی۔ اے۔

۴۔ انجم افروز عمر ۱۶ سال، متعلقہ کلاس دہم

- ۵۔ نسرتی فاطمہ عمر ۱۵ سال متعلمہ کلاس دہم
 ۶۔ محمد رضا عمر ۱۲ سال متعلمہ کلاس ششم
 ۷۔ یاسمین فاطمہ، عمر ۱۴ سال، متعلمہ کلاس دہم
 ۸۔ ناصر رضا عمر ۶ سال
 فلاحی خدمات۔ رورل ڈیولپمنٹ سروس۔

۴۔ محمد حسین ابن عیوض علی

جائے پیدائش جارچہ۔ آخری رہائش مکان متصل گورڈ ٹر ۲۲ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی
 دادا کا نام خیر علی۔ دادی کا نام فخر بیگم۔ والدہ کا نام منیا بیگم بنت سکندر علی۔ نانی کا نام ہدیہ بیگم
 بیوی کا نام (۱) الہی بیگم بنت یوسف حسین۔ (۲) زائرہ بیگم بنت یاقربا۔ بیوی کی والدہ کا نام (۳)
 ہادی بیگم (۴) ولایتی بیگم۔ تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم۔

۱۔ ظہیر حسین عمر ۳۵ سال بی اے پیدائش جارچہ۔ ملازمت ڈپٹی کمشنر آفس کراچی فون ۵۱۱۱۵۸۷ زوجہ
 منیر بنت ولی محمد۔ لڑکے کا نام سہیل حسین، عمر ۱ سال۔

۲۔ محمد سیدین عمر ۳۰ سال، پیدائش غازی آباد بی اے۔ ڈپٹی مینیکل ٹیکنالوجی۔ ملازمت

پلاٹ ڈاک کے اے ایم سی۔ منگھو پیر روڈ کراچی فون نمبر ۲۹۱۹۴۹

۳۔ ضیاء الحسنین عمر ۲۵ سال، میٹرک، پیدائش میرٹھ۔

پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۵۱ء۔

۵۔ محمد عقیل ابن لیاقت حسین

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۲۷ء، میرٹھ۔ تعلیم۔ میٹرک۔ پنجاب یونیورسٹی، غازی رہائش

فلیٹ بریگیڈ پولیس ہیڈ آفس، میکوڈ روڈ۔ کراچی۔ فون نمبر ۵۱۱۴۴۱۔ ملازمت سب انسپکٹر اسپیشل برانچ

رجسٹریشن برانچ (فارمز) ایمپلائمنٹ پولیس ہیڈ آفس میکوڈ روڈ، کراچی۔ فون نمبر ۸۳-۲۳۹-۲۳۹۰۹۵ یا ۲۳۹۰۹۵

دادا کا نام عیوض علی۔ دادی کا نام منیا بیگم۔ والدہ کا نام صفی بیگم بنت رمضان علی۔ نانی کا نام احمدی بیگم

بیوی کا نام رشیدہ بیگم بنت حسین۔ تعداد اولاد نام عمر تعلیم۔

۱۔ انجم، بی اے۔ زوجہ ظہور عباس جارچہ ۲۔ نسیم اختر، متعلمہ کلاس دہم

۳۔ مسعود اختر، متعلمہ کلاس ششم ۴۔ رضوان اختر، متعلمہ کلاس دوم

۵۔ ریاض اختر، متعلمہ کلاس دوم

پاکستان آنے کی تاریخ : سہ ماہی ۱۹۵۱ء۔

۴۲۔ محمد حسین ابن احمد حسین

مستقل رہائش - جارچہ ضلع بلند شہر (یو پی) انڈیا -

دادا کا نام - اکیس علی - دادی کا نام - والدہ کا نام - احمدی بیگم - نانا کا نام -

نانی کا نام - بیوی کا نام - حسن بانو بنت سید حسین - تعداد اولاد نام عمر، تعلیم

۱۔ محمد سبطین بی۔ اسے عمر ۳ سال آئیڈیٹر اسے جی پی آر، کراچی - زوجہ ربیعہ بنت حسن رضا

۲۔ شبیر حسین، عمر ۲۸ سال، دوکان موٹر پارٹس، دہلی - زوجہ کنیز سیدہ بنت منا -

۳۔ سلطان بانو زوجہ خورشید حسین، عمر ۳۵ سال -

۴۔ شبیر بانو زوجہ مردان علی جارچوی، عمر ۳۱ سال -

۵۔ جمیل حسین، عمر ۱۵ سال - ۶۔ تغیر بانو، عمر ۱۶ سال اردو ادب

۴۳۔ محمد مشہود ابن مولوی ابن حسن رضوی جارچوی

تاریخ و جائے پیدائش - ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء، میرٹھ انڈیا - تعلیم بی۔ اے (کراچی یونیورسٹی)

مستقل رہائش - ۳ - ۱ - D - II - ناظم آباد، کراچی - فون نمبر ۶۱۰۷۴۱ - ملازمت حبیب بینک

لیٹریٹ، سمسٹ سٹریٹ برائچ، صدر کراچی - فون نمبر ۵۱۷۴۱۲ - دادا کا نام مہدی حسن - والدہ کا نام

مسرورہ بیگم بنت باقر حسین - نانی کا نام بیغرات بنت یعقوب الدین مرحوم - بیوی کا نام شہناز خانم

بنت حاجی محمد تقی انشاری (ایرانی) - بیوی کا والدہ کا نام حاجی مریم بانو مرحومہ - تعداد اولاد نام -

جہا مشہود، عمر ۳۳ سال - پاکستان آنے کی تاریخ یکم اکتوبر ۱۹۵۱ء

۴۴۔ محمد یونس ابن یوسف حسین

تاریخ و جائے پیدائش - ۲۱ مارچ ۱۹۱۵ء، جارچہ - تعلیم منشی فاضل - ادیب فاضل -

مولوی فاضل - وکیل شرع و نائب حضرت آیتہ اللہ آقائے

مستقل رہائش - ۱۱۲ مدینہ روڈ پیلیٹہ کالونی لائل پور - عارضی رہائش ۲۰/۸۲ کاظمین - فیڈرل

بی ایریا - کراچی - کاروباری پتہ - زمیندار چک ۱۱۱۱ ویرہ صدرت تحصیل و ضلع ساٹھکھڑ سندھ - دادا

کا نام - حاجی سکندر علی - دادی کا نام حبیبہ بیگم - والدہ کا نام حسین بانو جعفری بنت علی حسین جعفری

نانی کا نام الہی بیگم - بیوی کا نام - (۱) فریادناظم مرحومہ بنت حیدر عباس (۲) مجتبیٰ بانو بنت مختار بنی وکیل

ٹنگینہ - (۳) اختر بنت امان علی شاہ جالندھری (۴) سائرہ بانو بنت آغا عابد لاہوری (۵) رضیہ بیگم بنت

سجاد حسین کاظمی - تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم -

۱۔ سرور فاطمہ زوجہ دبیر حیدر

۲۔ حیدر علی شاہ متعلم تھروڈ ایر

۳۔ طلعت زہرا میٹرک زوجہ محمد شاہ علی حقیری

۴۔ نجف علی شاہ -

والد یوسف حسین نے سسٹم میں انتقال کیا اور آبائی قبرستان حطیرہ جارچہ میں دفن ہوئے والدہ حسین بانو نے سسٹم میں انتقال کیا اور قبرستان پیلیٹہ کابونی لائل پور میں دفن ہوئیں۔ پاکستان آنے کی تاریخ قبل تقسیم ہند ۱۹۴۷ء سے لاہور میں قیام رہا۔

متفرق ضروری اطلاعات ۱۔ ۱۵ مرتبہ مشرف بہ زیارات عقیات عالیات ہوا۔ کتب خانہ خصوصی

مشہد میں عربی - نجوم رمل جعفر جامع میں تحقیق کی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں مدرسہ ثانوی میں درس دیا۔ غیر منقسم چند میں ورلڈ وار دوم میں (انڈین آرما کی انٹیلی جنس کور میں نائب سوبیڈار رہا۔ متعدد انعام اسپیشل انٹیلی جنس خدمت کے حلقے میں حاصل کیا اور ۴ ایکڑ زمین چک عا ادیبہ صدر تحصیل و ضلع سانگھڑ سندھ میں گورنمنٹ پاکستان نے دی۔

ادبی و فلاحی خدمت - نائب مدیر رسالہ ادبی دنیا لاہور - رسالہ ماہنامہ ہمایوں، لاہور مترجم

(نائب ایڈیٹر) - روزنامہ زمیندار لاہور - مدیر ہفت روزہ معجزہ کراچی مولف، تعلیم عربی، (عربی ترجمہ و گرامر) - مشہور زمانہ استاد آقائے حسن ادیب خاوری مشہدی سے علوم نجوم و طب رمل و اسرار و معانی مشلول والہیات کی باقاعدہ تعلیم حاصل کر کے تکمیل کی۔ اور نائب مقرر ہوا۔

جارچہ کے متعلق اہم یادداشت - شہر سبزووار میں قیام کر کے تاریخ بیہق کا مطالعہ کیا اور جارچہ کے مورث اعلیٰ سید علی سبزواری رستوی خاندان کے بزرگوں کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

۴۵۔ منظور علی ابن عیوض علی

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۴۷ء، دہلی - تعلیم کلاس ہشتم پاس مستقل رہائش H ۱/۱ جیکب لائنز - کراچی - ملازمت جنرل ایڈمنسٹریٹ، ٹانک ایئر جی کمیشن، کراچی - دادا کا نام رعایت حسین بڑاوی کا نام اکبری بیگم - والدہ کا نام نیاز بانو بنت غلام حسین - نانی کا نام احمدی بیگم - بیوی کا نام رضیہ بیگم بنت سرور علی سرسوی - تعداد اولاد نام عمر -

۱۔ ممتاز علی، عمر ۶ سال - راشد علی، عمر ۳ سال - اقبال علی، عمر ۳ سال - ام - عامر علی، عمر ۱ سال -

۴۶۔ ثناء حسین ابن عطوفت حسین

جائے پیدائش - جارچہ - آخری رہائش ۱۳۶۹/۵ ڈرگ روڈ، کراچی - دادا کا نام احمد علی

دادی کا نام - کیا بیگم - والدہ کا نام عباسی بیگم بنت احسان علی - نانی کا نام شہناز بیگم - بیوی کا نام
 سردار بیگم بنت محمد حسین - بیوی کی والدہ کا نام الہی بیگم - تعداد اولاد عمر، نسیم -
 ۱ - اقبال حسین، بی کام، ۲۹ سال لے ڈی بی پی کراچی ۲ - طاہر بیگم زوجہ ذوالفقار حسین
 ۳ - نسیم بیگم زوجہ کرار حسین
 ۴ - نرگس بیگم زوجہ اشرف حسین
 ۵ - ملکہ ہرنگار - میرک -

۴۷ - نسیم حیدر ابن حیدر رضا

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۲۱ء - تعلیم بڈل - مستقل رہائش ۱۹۴۷ء فیڈرل بی ایریا
 کراچی - عارضی رہائش ۱۴۰ - ایف جیکب لائسنز کراچی - ملازمت سنٹرل ای - ایم - ڈیویشن پاک - پی
 ڈبلیو - ڈی - کراچی - دادا کا نام ڈاکٹر اشتیاق حسین - دادی کا نام زینب بیگم - والدہ کا نام آغا بیگم
 بنت آغا حسین - نانی کا نام - محمدی بیگم - بیوی کا نام - ۱۱ آمنہ بیگم بنت بشیر حسین زیدی - (۲) کشتہ جہاں
 بنت منحل حسین رضوی - تعداد اولاد، نام، عمر
 ۱ - شہناز فاطمہ زوجہ سبط حسن رضوی جو پوری - ۲ - گلزار فاطمہ زوجہ مطہر حسین جاروی
 ۳ - نسیم فاطمہ زوجہ عزیز الحسن - ۴ - پروین فاطمہ - ۵ - حسین علی - ۶ - محمد علی - ۷ - ذوالفقار علی
 زوجہ آمنہ بیگم کا انتقال ۱۹۶۳ء میں کراچی میں ہوا - اور قبرستان پاپیش بکر میں دفن ہیں -
 پاکستان آنے کی تاریخ اگست ۱۹۴۷ء -

۴۸ - نصیر حیدر ابن محمد الیاس مرحوم

جائے پیدائش، شکار پور - مستقل رہائش ۱۹۵۲ء - ایف جیکب لائسنز کراچی - ملازمت گورنمنٹ پشاور
 دادا کا نام مولوی حاجی فیاض حسین - دادی کا نام رقیہ بیگم - والدہ کا نام سیدہ کاظمی بیگم بنت
 مولوی علی حسین نقوی شکار پوری - نانی کا نام - ریاض بانو عرف بھیا - بیوی کا نام بنت مصطفیٰ
 مرحومہ بنت مرتضیٰ حسین جعفری (۲) شبیہ زہرا بنت ابرار حسین نقوی -

۴۹ - ہاشم علی ابن آغا علی

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۰۶ء - بھوپال - مستقل رہائش ۱۹۴۷ء - پی سی - ایچ ایس
 کراچی - ملازمت اسٹور کیپر الیکٹرک لمپ مینو فیکچرز (پاک) لمیٹڈ - کراچی - دادا کا نام -
 احسان علی - دادی کا نام تجت بیگم - والدہ کا نام محمدی بیگم بنت محمود - بیوی کا نام شریعت زہرا

کہ جب پیامِ غدر ۱۸۵۷ء میں بکرم بناوت ساداتِ جارجیل خانہ بھیج دیئے گئے۔ تو ان میں آپ بھی تھے تو آپ اپنے ہاتھ پاؤں سے ہتھکڑیاں اور بڑی ناز کے وقت جدا کر دیتے تھے اور جب ناز پھر پہن لیتے تھے۔ اور جب ساداتِ جیل خانہ سے چھوٹے تو آپ نہایت عسرت میں بسر کرتے تھے۔ اور مومنین نے کچھ آپس میں چندہ جمع کر کے منیلا پیکر معلوم ہو گیا کہ میرے واسطے چندہ جمع کیا جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بارہ چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں گا اور رہ لیتا تھا نہ لیا۔ آپ احکامِ شرعیہ کی پابندی بڑی مستعدی سے کرتے تھے اور مسئلہ شرعیہ کی مقابلہ میں کسی برادری وغیرہ کا دباؤ نہ مانتے تھے۔ جناب نواب فضل علی خان صاحب بہادر لکھنؤ والدِ ولہ رئیس دلی کے مدرسہ میں شاخِ مشعر کے مدرسِ اول تھے اندر مدرسہ منہیر میرٹھ میں بھی آپ مدرسِ اول ہی رہے تھے لیکن بہت جلد ہی مومنین میرٹھ کی عثمانیوں سے تنگ آ کر چلے گئے اور پھر آپ گوشت نشین ہو گئے۔ علی گڑھ کالج میں بھی باقی کا بیچنے آپ کو مدرس عربی چاہا مگر آپ نے انکار فرمادیا۔ آپ حیدر آباد دکن بھی تشریف لے گئے اس زمانے میں جناب نواب ممتاز الملک بہادر وزیر دکن تھے مگر بہت جلد ہی وہاں سے بھی تشریف لے گئے بسنا ہے کہ قرأت کے خوب خوب طلبہ ہوئے۔ تحفِ اپنے زمانے لڑکپن میں سنا تھا کہ کوئی کہیں کا سوداگر مالدار غلام زیاراتِ عالیات عزتجات ہوا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ امام حسینؑ کہ قاری جعفر علی صاحب کو ہمراہ لانا اور کسی کا نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے جس سے وعدہ کرتے اس کے ایفا میں کسی ہمت ہوئی مگر اس کو پورا کرتے اور بڑے محتاط و قانع تھے مالتی بد مزہ کر کے کھاتے تھے اور شورے میں پانی ملا لیتے اور زمانہ قدیم دلی میں آپ سے اور مولوی آغا محمد باقر صاحب سے ایسا ملال بڑھا کہ دو فرسے باقریہ اور جعفریہ ہو گئے سنا ہے کہ اگر کوئی قرأت میں آپ کا شاگرد ہونا چاہتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ پہلے سوزِ خوافی کرو۔ اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ غناؤ گنگری سیکھو یا۔ ان سین اور احمد علی دہریتی کو بھی بالائے طاق رکھو بلکہ سوزِ خوافی جائز کے فدیہ سے آواز کے اتار چڑھاؤ سے واقف ہو جائے۔ کتابِ رمحِ العقول میں ہے کہ علامہ ادرہا تہ ملک میرت

خوش صورت اسد معارف علم و کمال استاد لیکانہ عظیم المآثر

(مولوی آغا محمد باقر کا اپنی کسی فارسی کی کتاب میں قاری جعفر علی صاحب کو کیود خطا پر کہتا دو دنوں کے درمیان ملال اور غناؤ پر مبنی ہے)

عالم ترمیل و تجوید حافظ قرآن مجید آیۃ اللہ فی العلین نائبِ آئمہ معصومین جناب حافظ قاری مولوی سید جعفر علی صاحب لازالت شمس افاضتہ علی روستا باز غنہ وید و روافاتہ طالعہ اور تفصیل مرتضوی میں ہے کہ جناب مستطاب حشمت جناب ہدایت مآب عالم علامہ فاضل ہمامہ مجمع علوم عقلی و نقلی معدن فیوض ظنی و یقینی فرید الدہر و حیدر العصر السید الجلیل و البحر النین الذی لا لعلی حافظ کلام

ربانی قاری بمثل ولایتانی فرزندہ پوری ولایت جیدری ہادی طریق قوم جعفری مولوی حافظ قاری سید
جعفر علی صاحب لازالت شمس ہادیہ ساطعہ و افکار افانہ لامعہ ادستہ ہے کہ کہیں سے تا
آیا اور یہ آپ نے بھی سنا کہ تار آیا ہے اپنے فرزند جناب مولوی عباس حسین صاحب سے
فرمایا کہ میان عباس حسین ذرا ہم بھی دیکھیں کہ کیسا تار آیا ہے۔ تو آپ نے وہ لفافہ آپکی خدمت
میں پیش کر دیا کہ انگریزی میں ہے تو آپ نے کہا کہ یہ تو لفافہ ہے وہ تار کہاں ہے تو آپ نے
عرض کیا کہ تار پر خبر آئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ کوئی تار آتا ہو گا۔ اُس کو تار
کہتے ہیں۔ آپ کے شاگرد تو بہت ہوئے مگر چند املا کے اسمائے گرامی لکھے جاتے ہیں مولوی
خواجہ الطاف حسین حاجی و سنی، مولوی خدا بخش صاحب بڑا نوی، مولوی حسین بخش،
مولوی الفت حسین اور مولوی عباس حسین صاحب آپکے فرزند اور مولوی سید تقی حسین صاحب
سنبھلی، مولوی خواجہ ابراہیم صاحب پانی پتی اور مولوی غلام علی سوئی پتی۔ مولوی علی صغیر صاحب
میمنی ضلع بجنور۔ آپ نے تخمیناً ۸۴ سال کی عمر میں ۱۳۱۲ھ میں انتقال فرمایا اور نواب صاحب
نے یہ تاریخ نظم فرمائی۔

شیعہ سید مولوی جعفر علی حافظ وقاری معین مومنین
خدا میں پہنچے تو رضوان نے کہا داخل جنت ہوا سلطانِ دین
۱۳۱۲ھ

جناب مولوی حافظ قاری عباس حسین صاحب ابن قاری حافظ جعفر علی صاحب جارجی

چونکہ جناب قاری جعفر علی صاحب دلی کے اسکول میں مدرس دینیات تھے اس وجہ سے
آپ دلی میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد سے کتب درسیہ معقولات و منقولات کی تحصیل و تبحر
کی اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۸۷۶ء سے کالج علی گڑھ میں پروفیسر تھے اور فن قرأت میں
آپ اپنے والد کے شاگرد تھے اور وحید عصر اور فرید دہر تھے آپ حیدر آباد تشریف لے گئے
تھے اور وہ نواب سرالار جنگ اعظم کا وقت اور عمدہ ملازمت ملتی تھی مگر آپ نے انکار فرمایا
تھا کہ وہاں کی ڈگریاں دینی پڑیں گی۔ ورنہ جج ہائیکورٹ ہوتے جناب مرحوم بحر العلوم بھی آپکے موخط
اور مضامین علیہ کی تعریف فرماتے تھے اور زمانہ کے موافق آپ کا بیان خوب ہوتا تھا جب
آپ انجمن جعفریہ مظفرنگر کے جلسہ اولی و بمبر ۱۹۰۶ء میں تشریف لائے تھے تو مجھے آپ سے نیا
حاصل ہوا تھا۔ اور جناب مرحوم بحر العلوم نے آپ کی بڑی عزت و احترام کیا اور ایسے تپاک سے
ملے کہ جیسے کوئی دوست برے لگاڑے دوست سے ملتا ہے۔ آپکے تقدس کی یہ کیفیت تھی کہ

عمر انگریزی دوانہ خشک نہ تر کا استعمال کیا۔ سنا ہے کہ کوئی انگریز سیاح کالج میں آیا اور پرنسپل صاحب سے پوچھا کہ کوئی کالج میں قاری بھی ہے تو پرنسپل صاحب نے کہا کہ قاری تو ایسا ہے کہ ہندوستان میں لا جواب ہے۔ وہ سیاح آپ سے ملا اور ذاتِ مشہد و ساکن کا مخرج پوچھا تو آپ نے فرمایا اس نے کہا یہ تو سب ہی بتلاتے ہیں ادا کر کے بتلائیے آپ نے ادا کیا تو اس سیاح نے کہا کہ پرنسپل صاحب آپ نے بہت کم تعریف کی میں نے ایسا قاری مصر وغیرہ میں بھی نہیں دیکھا کہ جن کی زبان میں قرآن ہے۔ پیر چہ شیعہ کچھوہ بابت ماہ اگست ۱۹۱۱ء نواب وقار الملک مادر کا قول لکھا ہے کہ مولوی عباس حسین صاحب قبلہ بہ عنایت الہی طریز استدلال نہ ایسا رہا کہ جس سے غریبی مطمئن نہ ہوں۔

اور نہ صرف سنی بلکہ سنی بھی اور مولوی صاحب قبلہ پیش امامی کا بھی کام کرتے ہیں۔ (رہے) اور پیر و قیسری کا بھی اور اپنے طلباء و شیعہ کی مذہبی تعلیم کا بھی بہت خیال فرماتے ہیں (رہے) اور انتظامِ اوقات بھی آپ سے متعلق تھا۔ اور امیر افغانستان ہندوستان آئے اور کالج علیگر طرہ میں تشریف لائے تو ۱۹۰۶ء مطابق ۱۹۰۶ء میں بعض طلباء کا امتحان لیا تو آپ نے طلباء مذہب شیعہ بھی پیش کئے اور تقریر فرمائی کہ امیر صاحب بھی بہت خوش ہوئے اور یہ عذر کیا کہ میں مذہب شیعہ کے مسائل سے ناواقف ہوں لیکن میری رعایا بہت شیعہ ہے اور زمرہ معقول ہیں ہے کہ آپ کی لیاقت علمیہ میں اہل علوم مسلم و مشہور فضل کا شہرہ نزدیک و دور ہے معقول میں اگر کمال ہے تو منقول میں دخل نام ہے آپ کا فیض ہر مخالف و موافق پر عام ہے۔ علم میں فرد فضل میں کامل عارف مشرع و عالم و عامل مدرس بے عدیل فقیہہ ثقیل ذکا میں یکتا تقدس میں بے ہمتا سراپا اتقانِ قلم فیصحِ لسان تاثر خوش بیاں تو سرع مآب تقویٰ یاب و اعظ خوش تقریر یگانہ و بے نظیر نور حدیقہ سادات نور حدیقہ شرافت گل گلشن جعفری نور ہال و وجہ حیدری اعنی استادی المولوی حسین سید عباس حسین صاحب دہلوی مولد اوجار چوی موطن اوجہ زمین کے لئے خدا کی جانب سے ایک نعمت عظمیٰ اور محبت کی ہیں۔ آپ حافظِ قرآن بھی تھے آپکو ۱۹۱۲ء مطابق ۱۹۱۲ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے شمس العلماء کا خطاب بھی ملا چنانچہ جناب نواب صاحب نے اس کی تاریخ یوں نظم فرمائی۔

دیندار خدا شناس جانِ جعفر اہل تقویٰ
عالم قاری فقیہہ بے ثور و شریا صدق و صفا
در حینِ گدہ سال کنون یا انت خطیب از قہر مند
عباس حسین نسل حیدر شمس العلماء

۱۳۳۲ھ

آپ کی تصانیف یہ ہیں ہدایہ السکاة اور ہدایت ناقریہ اور لکچر نکاح بیوگان مشہور ہے
الفرانڈ البہیہ عربی در منطق یحییٰ ۸۵ سال کی عمر میں ۲۸ جولائی ۱۹۲۶ء میں مرحوم ہوئے اور نورِ نظر

شہید الحسن علیہ السلام حضرت ابو محمد سید طالب علم و درجہ مولوی عالم مدرسہ سید المدارس امروہ نے
تاریخ وفات تقسیم کی۔

آہ قاری بے مثال ویسے عدیل
ایسا کامل تو فن تجرید میں
مولوی معنوی عباس حسین
جن کے مرتے کا ہے صدر چارو
یوں میم قلب سے بولا شمیم
گر امام فن کہیں تو ہے یکا
ہند کی ملک عرب میں بھی نہ تھا
عابد و زہد جو ادویے بریا
آسمان سے لے کے تا تخت لشری
آہ حضور ہنسائے آہ وا
۱۹۶۶ء

الطاف حسین نے اپنے ایک قصیدہ میں کہا ہے۔
اگر یہ جعفر طوسی کو زندہ دیکھنا چاہو تو عباس ابن جعفر سے علم و فن دیکھو

مولوی آغا محمد باقر صاحب دہلوی

آپ اگرچہ کچھ بڑے صاحبِ تونہ تھے مگر کتبِ عربیہ کا مطلب خوب سمجھ لیتے
تھے اور نہ معلوم آپ کس کے شاگرد تھے۔ کتبِ مبنی کا بہت شوق تھا اور پھر ذہانت
خدا داد نے علم کو دوبالا کر دیا تھا اور اشاعتِ دینِ خلو میں سے کرتے تھے تو فضلِ خدا بھی شامل
حال ہوا۔ ولی کی سلطنت ضعیف کا عہد تھا اس زمانے میں آپ نے ایک مطبع بھی جاری فرمایا اور ایک
اخبار سہ ماہی اردو اخبار جاری کیا اور کتب چھپوائی نئی نئی بات تھی گلیہ نیز خوب نفع ہوا تو نتیجہ شریف
کے روپر و کھجور والی مسجد بنوائی اور ایک امام باڑہ بڑا وسیع بنوایا۔ ایامِ عزاء میں آپ بڑی دھوم
دھام سے مجالس کرتے تھے دہلی سے شہر میں مجمع کثیر ہوتا تھا سوا سیر بختہ بریانی کا حصہ تقسیم
تھا اور خود ہی پانچ چھ گھنٹے تک وعظ فرماتے تھے آپ کا بیان جادو جبر ہوتا تھا حد ہا
مسلمان مومن اور ہزار ہا جو چہرے ہو گئے فضائلِ اہلبیت اطہار حصار کو اس خوبی سے سناتے
تھے کہ کسی کے دل پر چیر کا بھی نہ آتا اور پھر سوا سیر بریانی کا حصہ کیسے ہی کاری زخم کو بھر دیتے
تھا۔ ایامِ غدر میں ایک معزز انگریز نے آپ کے بیان پناہ لی اور اس کو عزت سے رکھا لیکن
جب آپ کو باغیوں اور مجاہدین اہل اسلام کی شرارت کا اندیشہ ہوا تو صاحبِ بہادر سے کہہ
ایں میں مخپور ہوں کہیں اور چلے جائیے اس انگریز نے ایک چٹھی مولانا کو لکھ کر دی کہ مولوی صاحب
نے ہم کو نہایت عزت سے رکھا لیکن آخر میں اپنے مکان سے نکال دیا اور کوئی تو میں نہیں کا جی
امن کا زمانہ آیا اور حکامِ برطانیہ نے مجاہدین کو سزا اور جوا خواہوں کو جزا دینا شروع کیا تو مولانا

بھی ملائے گئے جب افسر انگریز کو معلوم ہوا کہ یہ شیعہ ہیں تو کہا کہ شیعوں میں جہاد نہیں۔ ان سے کچھ فقرہ نہ کیا جائے آپ تے وہ چھٹی پیش کر دی۔ اس کی بیٹی تے کہا کہ اس صاحب کو لاؤ ہم تم سے لیں گے۔ تب آپ نے وہ قصہ سنایا کہ میرے مکان سے دو سو قدم گئے ہوں گے کہ باغیوں نے قتل کر دیا۔ پھر تو آپ بھی پچالتی پر چڑھا دیئے گئے چنانچہ آپ کی تاریخ وفات میر میر صاحب نے فرمائی ہے۔ جس سے آپ کا پتہ خاندانی بھی چلتا ہے۔

جناب فاضل کامل محمد باقر	سپر علم و فضیلت کے تاباں
شہر عالم ایکاد دہلوی مولوی	بزرگ اسل میں اتنے تھے ساکن ہمدان
حدیث و فقہ و کلام مناظرہ میں وحید	مصفیات سے انکے ہئے شمس عیاں
خلیق و ناصر آل رسول و تعزیم دار	قدائے نام نئی عاشق شہہ مرداں
حکیم و قابل و محتاط و مجمع حسنات	نہاں دانش و فضل و مسرت و احساں
خدا کی راہ میں مقتول ہو کے آخر کار	گئے جہاں سے وہ سوئے روزِ فرخندہ
لکھی میر تے یہ ان کے مرگ کی شان	شہید و متقی و عالم

اکابرینِ جاوید زندگی کے مختلف شعبوں میں

حافظ

مولوی حافظ سید محمد علی۔ مولوی حافظ قاری جعفر علی۔ شمس العلماء حافظ قاری مولانا عباس حسین۔

مولوی

مولوی حکیم ظہور علی، مولوی غلام نقی، مولوی حسین علی۔ مولانا حافظ قاری جعفر علی، مولانا حافظ قاری شمس العلماء عباس حسین سابق پروفیسر عربی، فارسی و نبیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولوی امدی حسین، مولوی شبیر حسین، مولوی محمد احسن، مولوی عباس حیدر، مولوی مختار حیدر، مولوی بدرالسلام، مولوی محمد الیاس، مولانا علامہ ابن حسن جالپوئی، پروفیسر عربی، فارسی یونیورسٹی کراچی، مولانا ظہیر العباس، مولوی قائم علی قانی، مولانا مصداق الحسن، مولانا محمد یونس

شجرہ

سید محمد مرتضیٰ بیابانیزدانی، عیوض علی جوہر، ضیاء الاسلام عیاض، فخر الاسلام فخر
حکیم یوسف حسین، محمد الیاس، شمیمہ رضا اختر، اکبر علی فرحت، اختر عباس، نغشب
مظہر حسین مظہر، شاعرہ مرحومہ امینہ بنت ابن حسن، رابعہ صفی نانا، البصار فاطمہ، عزیز بانو عرف
جیحہ۔ قائم علی قانی، حسن سلمان، طالب علی چارچوی، ظہور حیدر ظہور۔ صغیر احمد، ولی محمد
شمیم اختر شمیم، انعام اختر، منظر سبطین، سہر، ظفر عباس ظفر، رفیق حسین رفیق، عتیق،
محمد سبطین، راجہ حسین راجہ، قمر عباس قمر۔ محمود الحسن عرف مر۔ میر علی۔ محمد ذکی۔
ظفر یاب نصیب

حکیم

حکیم سید حسین، حکیم رحم علی، مولوی حکیم ظہور علی، حکیم محمد طاہر، مولوی حکیم قاری عباس
حکیم عبدالحسین، حکیم تفضل حسین، یوسف حسین، زاہد حسین، عابد حسین، ہادی حسین
شمس الدین، محمد نقی، سلیمان علی، سید عباس، مصداق الحسن، امیر حیدر، افتخار احمد

ڈاکٹر

ڈاکٹر محمد حسین جعفری، اشتیاق حسین رضوی، سید حسین والد نسیم صاحب، مہدی حسن
حامد حسین، ڈاکٹر متہد السلام، محمد جواد، جعفر رضا، ایچ ڈاکٹر بشیر الحسن۔ ایچ ڈاکٹر
لبیق الحسن بھڑاری، ایچ ڈاکٹر منتظر فاطمہ۔ نجم الحسن۔ علی محمد۔ جعفر حسین۔

وکیل

وکیل ظہور حسین جعفری، اطاف حسین، اعجاز حسین، علی اوسط، ضیاء الاسلام
عیوض علی، یاد حسین، سید محمد قانون گو، محمود الحسن، ضیاء الاسلام، محسن رضا،
سید عباس۔ ابن حسن، منظر سبطین، جج علی محمد۔ شمیم حیدر،
سلطان علی جعفری۔

مقال قوال

دریاد حسین، گلاب حسین، شیر حسین، اگر جی، رحیب، عزیز عرف ابوہ

پاکستان ٹی وی ریڈیو آرٹسٹ

ٹھیکیدار / کنڈیکٹر

عید من علی مرحوم، سید علی رضوی، گورنمنٹ کنڈیکٹر اسلام آباد، محمد احسن،
نصیب الحسن، عینور عباس، ظہیر حسین، مہدی رضا۔

دوکاندار

راہ سید رونق حسین جو چارچہ کے پرائمری اسکول کے چوتھی جماعت تک تعلیم یافتہ
جس کا کتاب میں بیٹیوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپ کتاب شائع ہونے تک ۸ سال کی
عمر میں باوجود کمر چمیدہ ہوئی کے چاق و چوبند نظر آتے ہیں برابر اپنی دوکان پر حاضری دیتے
ہیں جس کا سبب آپ کا سادہ زندگی ہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کی
اولاد میں شائق حسین، حفاظت حسین، ہاشم حسین اور محمد حسین اور انکی اولاد سب
دوکاندار ہیں۔ (۲) علی محمد مقیم کراچی (۳) خواہر حسین کراچی۔

ڈرگسٹ / کمسٹ کراچی

منظہر حسین۔ لیاقت آباد، انتظار حیدر، میر سٹی، اقبال حیدر،

منجسم

مولوی نیاں حسین مرحوم، منشی شفقت حسین مرحوم، حسین احمد جعفری
عزت پیار سے صاحب مقیم بلی (انڈیا) مظہر حسین۔

نچ / مجسٹریٹ

علی محمد۔ آنریری مجسٹریٹ: قریب علی عینور عباس۔

پولیس ملازمین

داروغہ اعجاز حسین رضوی مرحوم، داروغہ یوسف حسین مرحوم، سرکل انسپکٹر
منظہر نقی رضوی مرحوم، ظفر باب حسن رضوی مرحوم، مکھیہ مرتضیٰ حسین رضوی مرحوم، بزرگ

بیات حسین رضوی مرحوم، محمد عقیل، الین آئی، الیف آئی اسے۔ جو بیدار رہی محمد

ملٹری ملازمین

کرنل مظہر حسین، کیپٹن محمد شاہ علی جعفری، کرنل نذر عباس۔

انجینئرز

محمد سیدین، مظفر عباس، گوہر حسین، قتل عباس، مقصود حسین، ظفر عباس،
عیون علی مرحوم، ضیاء الحسن، طاہر ریتا، اطہر ریتا، مطاہر ریتا، نسیم احمد علی حسن،
سردار حسین۔ ندیم حیدر۔ شمیم احمد۔ ضیاء الحسن ابن ریاض الحسن۔ محسن علی۔ نور عباس

ریلوے ملازم

گارڈ شمیم حسین مرحوم، گارڈ محمد صفی مرحوم، اشتیاق حسین مرحوم، ترین ایگزیکٹو امیر،
احسن علی مرحوم شفقنگ ڈرائیور، ظہور حیدر، مسعود الحسن کنٹرولر P.W.R سکٹر
رہا سرفراز حیدر، فرزند حیدر

لائبریری میں

سجاد حسین مرحوم، کاظم ضیاء حیدر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لائبریری کے ایلم بی
متاد الاسلام۔

فلمی دنیا

نخشب جارجی، اختر عباس نخشب مرحوم فلم پروڈیوسر اشتیاق احمد جعفری ایکٹر
جلدیب

کرکٹ

آل احمد رضوی، اوت سنچری بیٹس میں جو اپنا کھیل جاری نہ رکھنے کی وجہ سے پاکستان
ٹیسٹ کرکٹ فیلڈ میں نہ آ سکے محمد سیدین رضوی، آل راؤنڈر جو پاکستان کے مایہ ناز
کرکٹر ظہیر عباس شاہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ آپ بھی اپنا کھیل جاری نہ رکھنے کی وجہ
سے ٹیسٹ کرکٹ فیلڈ سے محروم ہیں۔ اسی طرح محمد مہدی جعفری بھی محروم رہے۔

اقتباس تذکرہ حفاظ شیعہ علی نقی النقوی

پہلی صدی ہجری

(۱) ابی بن کعب انصاری (۲) مقداد بن اسود (۳) عبادۃ بن صامت انصاری (۴)
حذیفہ بن الیمان (۵) محمد بن ابی حذیفہ (۶) علمقہ بن قیس (۷) ابوالیوب انصاری (۸)
میثم تمار (۹) بریرہ ہمدانی (۱۰) حنظلہ بن اسعدی شیبانی (۱۱) عبدالرحمن بن عبد رب -
(۱۲) کنانہ بن عقیق (۱۳) تافع بن ہلال (۱۴) واضح ترکی (۱۵) ام المؤمنین ام سلمہ
(۱۶) عبداللہ بن عباس (۱۷) ابوالاسود دؤلی (۱۸) ابو عبدالرحمن سلمی (۱۹) ابوزید
ثابت بن زید انصاری (۲۰) عبدالرحمن بن انیری خزاعی (۲۱) عبید بن نفلہ خزاعی
(۲۲) زاذان (۲۳) زر بن حبیش (۲۴) عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری (۲۵) سعید بن جبیر
قریشی (۲۶) سعید بن جبیر اسدی -

دوسری صدی ہجری

(۱) محمد بن حسن بن ابی سارہ رؤاسی کوفی (۲) طاؤس یمانی (۳) فرزدق شاعر (۴) اعین بن
سنان (۵) محمد بن عبداللہ الطیار (۶) یحییٰ بن واث (۷) شہید راہ حق زید بن علی بن الحسین
(۸) مادیح اہلبیت کیت بن زید اسدی شاعر (۹) عاصم بن ابی النجود ہمدانی کوفی (۱۰) ابوالفتح
عمرو بن عبید اللہ سبعی ہمدانی (۱۱) یحییٰ بن یعمر تابعی (۱۲) حسین ذوالدعۃ ابن زید الشہید
(۱۳) ابان تغلب (۱۴) اعش کوفی (۱۵) سلیمان بن خالد بن دہقان (۱۶) عبداللہ بن ابی یعقوب
(۱۷) زرارہ بن اعین شیبانی (۱۸) عمران بن اعین (۱۹) ابو عمرو بن العلاء (۲۰) حمزہ بن
حبیب الزبایات الکوفی (۲۱) یعقوب الاحمر (۲۲) اسحق بن عمار (۲۳) ثعلبہ بن میمون
(۲۴) حصین بن حمارق البجنادہ سلوی (۲۵) ابراہیم بن ابی البلاء (۲۶) ابن داہد (۲۷)
یحییٰ بن ابراہیم بن ابوالبلاء (۲۸) معاذ بن مسلم بن ابی سارہ کوفی -

تیسری صدی ہجری

(۱) ہشام بن محمد بن الشائب الکلبی (۲) یحییٰ بن حسین ذوالدعۃ (۳) حسن زاہد بن یحییٰ ابن

حسین ذوالدمعہ (۴) ابو جعفر محمد بن سعدان بن مبارک الکوفی (۵) محمد بن حسن الزاہد۔
 (۶) محمد بن حسن قریشی بزائہ (۷) حسین بن محمد بن الحسن الزاہد (۸) علی بن محمد بن زید الحسینی
 (۹) محمد بن حسین بن محمد بن الحسن الزاہد (۱۰) ابو طالب حمزہ ابن محمد بن حسین بن محمد بن الحسن
 الزاہد (۱۱) یحییٰ بن ابی طالب حمزہ (۱۲) ابو المکارم محمد بن یحییٰ الزیدی الحسینی۔

پہلی صدی ہجری

(۱) ابوسہیل احمد بن عبد اللہ بن زیاد القطان البغدادی (۲) ابن خالویہ بھدانی

پانچویں صدی ہجری

(۱) شیخ عبدالسلام بصری (۲) سید رضی موسوی (جامع تہج البلاغہ) (۳) ابوالسجاد
 ایرامیم فن سعد بن طیب رفاعی (۴) شیخ نجیب الدین ابوطالب یحییٰ بن محمد استرآبادی (۵)
 ابن بخار کوفی (۶) محمد بن سلمہ بن اربیل ابو جعفر بیکری (۷) ابوطاہر محمد بن علی بن جاک
 تیمی (۸) شیخ عبد الجبار بن عبد اللہ رازی (۹) ابو علی حسن بن حسین بن حاجب کلی۔

چھٹی صدی ہجری

(۱) بارع بن عباس نخوی (۲) خلیفہ آمر با حکام اللہ (۳) امیر زید ابن امیر عبد اللہ زرخش
 (۴) حکیم ناصر خسرو علوی (۵) ابو الحسن احمد منیر عالمی طرابلسی شامی (۶) شرف الدین ابوالقاسم فاضل
 بن یحییٰ بن ابی علی بن عبد اللہ نصیب حلب ابن جعفر بن ابی تراب زید بن جعفر بن ابی اسیم محمد الحارثی
 بن احمد الحجازی ابن محمد بن محمد بن اسحاق المؤمن ابن امام جعفر صادق (۷) صدر الحفاظ ابو العلاء
 بن احمد بن حسن بن محمد بن سہیل بن سلمۃ العطار البھدانی (۸) محمد بن احمد بن حمدان الحب
 البیدی (۹) ابن شہر آشوب۔

ساتویں صدی ہجری

(۱) شرف الاشراف بنت سید علی بن طاووس (۲) فاطمہ بنت سید ابن طاووس (۳) سید عبد الکریم ابن احمد بن طاووس

آٹھویں صدی ہجری

(۱) عبد اللہ بن محمد بن ہرادی طائی اندلسی توسی (۲) علامہ الدین کندی علی بن مظفر وداعی (۳)

سید یوسف بن ناصر بن حماد الحسینی (۴) شیخ جمال الدین احمد بن محمد بن جواد حلی دہلوی شہید
محمد بن مکی جمعی عالمی (۶) خواجہ حافظ شیرازی۔

دسویں صدی ہجری

(۱) حافظ طاہر صفہانی (۲) شیخ محمد بن مسعود بن عیاش عالمی جزینی (۳) شیخ عبدالسلام
بن محمد الحر عالمی (۴) حاج محمد رضا ابن حاج محب علی سبزواری (۵) حسن بن علی بن حسن
بنجی حسینی (۶) حافظ سید محمد۔

گیارہویں صدی ہجری

(۱) شیخ عبداللہ حافظ (۲) شیخ جعفر حافظ (۳) شیخ عبدالسلام بن محمد الحر عالمی (۴)
حاج محمد رضا ابن حاج محب علی سبزواری (۵) حسن بن علی بن حسن بنجی حسینی (۶) حافظ سید محمد۔

بارہویں صدی ہجری

(۱) اسحاق بن یوسف صفہانی (۲) مولوی سید ہمالیوں بخت ابن غلام احمد خاں ابن تاج محمد خاں
امرہوی (۳) سید عنایت اللہ (۴) علامہ شیخ سلیمان بن عبداللہ بحرینی (۵) حافظ سید محمد رضا
(۶) حافظ سید عبدالفتاح۔

تیرہویں صدی ہجری

(۱) حافظ سید جہدی (۲) حافظ محمد تبریزی (۳) مرزا محمود حافظ تبریزی (۴) نواب مرزا علی خاں
(۵) حاجی حافظ امداد علی (۶) حافظ شیخ محمد علی بنارسی (۷) حاج ملا علی بن مرزا قلیل طہرانی (۸)
حافظ مفتی انور علی (۹) میرزا محمد تقی خاں فیض آبادی (۱۰) حافظ محمد سبحان اللہ (۱۱) مرزا حمید بیگ
(۱۲) ولی محمد (۱۳) غاید علی (۱۴) محمد حسن (۱۵) پسر حکیم مظفر حسین (۱۶) خیرات علی (۱۷) غلام رضا
(۱۸) فیض اللہ (۱۹) مولوی حافظ محمد علی جارحوی۔

چودہویں صدی ہجری

(۱) ملا نظیر علی طالقانی (۲) شاہزادہ محمد حسن علیخان ابن میر محمد نصیر خاں بہار۔

تالیر والی حمید آباد سندھ۔ (۳) قاری حافظ جعفر علی صاحب جارچی مشہور قاری و حافظ عالم دین تھے۔ تاریخ العلماء میں ان کا تذکرہ بہت تفصیل کے ساتھ ہے آپ جارچیہ قطع بلتہ شہر میں متولد ہوئے۔ ابتدائی کتابیں دہلی میں پڑھیں پھر لکھنؤ آکر تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ انتہائی کتابیں جناب سید العلماء علیہن مکان سے پڑھ کر فارغ التحصیل اور درجہ فضل و کمال پر فائز ہوئے علم قرأت میں آپ قاری مرزا محمد علی اصفہانی تبریزی کے شاگرد تھے جو ایران سے آکر لکھنؤ میں مقیم ہوئے تھے۔ ان کا تذکرہ نواب مرزا میر علی خاں کے خود نوشت حالات میں اس کے قبل درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سوغن میں اتنی ترقی کی کہ یکاثر روزگار سمجھ لئے گئے۔ علامہ کنوری صاحب نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ جب میں لکھنؤ تھا تو جناب قاری حافظ مولوی جعفر علی صاحب لکھنؤ تشریف لائے اور میرے خاندان سے انکو خصوصیت زیادہ تھی اور جب قرأت جناب ممتاز العلماء کے مکان پر فرمایا اور اس میں علامہ مجتہدین لکھنؤ و طلاب اکثر رونق افروز تھے۔ تو آپ نے سورہ الدھر اور سورہ الرحمن کو تقریرت حسنہ پڑھا اور اب تک جو خاص ان کا کام تھا ادا فرمایا۔ جناب سلطان العلماء کے رسالہ حفاظ قرآن میں ان کا تذکرہ بایں الفاظ ہے: ”مولوی سید جعفر علی صاحب قاری و حافظ کلام اللہ جارچیہ ہیں“ مولوی علی حسن صاحب نے لکھا ہے ”مولوی جعفر علی صاحب حافظ و مدرس مدرسہ دہلی ساکن جارچیہ“ ۱۳۱۲ھ میں بعمر ۸ سال تقریباً انتقال فرمایا آپ کے صاحبزادے جناب مولانا سید عباس حسین صاحب معلم و ینیات اسلامیہ یونیورسٹی علیگر تھے۔ دہلی شمس العلماء مولانا حافظ سید عباس حسین صاحب مسلم یونیورسٹی علیگر کے مشہور معروف ناظر و ینیات شیعہ تھے۔ آپ کے والد ماجد قاری حافظ جعفر علی صاحب تھے۔ تاریخ العلماء میں ہے کہ آپ فن قرأت میں بھی اپنے والد کے شاگرد تھے اور وہ عصر و فرید دہر تھے۔ ۲۸ جولائی ۱۹۲۶ء کو تقریباً پچاس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (۵) حاج مرزا محمد حسین شہرستانی (۶) شیخ صالح نجفی (۷) شیخ محمد حسین مروتہ عالمی (۸) شیخ حسین بصیر حلی (۹) مولانا حکیم فرمان علی (۱۰) مہدی حسن (۱۱) سید غلام حسین (۱۲) صادق حسین (۱۳) قیام حسین صدر مدرس مدرسہ منصبیہ میرٹھ (۱۴) آقا سید مہدی شیرازی (۱۵) آقا میرزا عبدالمطلب شیرازی (۱۶) مولانا حافظ کفایت حسین، واعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ (۱۷) حافظ خواجہ محبوب حسین پانی پتی۔

فہرست اسمائے انبیاء و اوصیاء علیہم السلام

بہ سلسلہ خلافت و وصایت

(ترتیب آغا تختہ نگلور)

نہی	وصی	کیفیت	بہ حوالہ
۱۔ حضرت آدمؑ	جناب شیتؑ (فرزند آدمؑ)	والف (حضرت آدمؑ) کی وفات کا وقت پہنچا تو آپؑ نے اپنے فرزند جناب شیتؑ کو پاس بلایا اور حکم خدا ان کو اپنا ولی عہد بنایا۔ (ب) حضرت آدمؑ اپنی موت سے قبل گیارہ روز تک علیل رہے اور اپنے فرزند حضرت شیتؑ کو اپنا وصی مقرر کیا اور وصیت نامہ لکھ کر جناب شیتؑ کے حوالے کر دیا۔	مورخ خلیس علامہ طبری تاریخ طبری طیو عن مصر جلد ۱ ص ۵۷
۲۔ حضرت شیتؑ	جناب الفرشؑ	حضرت شیتؑ نے بھی بغیر اپنا خلیفہ خود مقرر کئے دنیا سے کوچ نہیں کیا۔ علامہ طبری نے لکھا ہے۔ ۱۔ حضرت شیتؑ جب بیمار ہوئے تو اپنے فرزند جناب الفرشؑ کو اپنا وصی خود مقرر کیا اور انتقال فرما گئے۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۵۸
۳۔ حضرت الفرشؑ	جناب قنیانؑ	جناب الفرشؑ نے اپنے فرزند قنیانؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۵۸
۴۔ حضرت قنیانؑ	جناب ہلائیلؑ	حضرت قنیانؑ نے اپنے فرزند جناب ہلائیلؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۵۸
۵۔ حضرت ہلائیلؑ	جناب یروؑ یا یاروؑ	حضرت ہلائیلؑ نے یروؑ یا یاروؑ اور دوسرے لڑکے پیدا ہوئے تو ہلائیلؑ نے جناب یروؑ یا یاروؑ	

وصی	کیفیت	بحوالہ
۶۔ حضرت یزدیازو جناب خنوخ عرف حضرت ادریسؑ	کو اپنا وصی مقرر کیا۔ حضرت یزدیازو کے بارے میں ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند جناب خنوخ عرف حضرت ادریسؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۵
۷۔ حضرت خنوخ عرف جناب متوشلخؑ حضرت ادریسؑ	حضرت ادریسؑ کے ہاں جناب متوشلخؑ پیدا ہوئے اور وہی آپ کے وصی ہوئے۔	تاریخ کامل جلد ۱
۸۔ حضرت متوشلخؑ جناب ملک	جب حضرت متوشلخؑ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے دین پر ملک کو اپنا خلیفہ بنایا اور انہیں کو اپنا وصی مقرر کیا جس طرح آپ کے آباؤ اجداد بھی خود ہی اپنا وصی مقرر کرتے تھے۔ واضح ہو کہ یہ حضرت ملک حضرت نوحؑ کے پدربزرگوار تھے اور ان کو لا ملک بالامح بھی کہا جاتا تھا۔	تاریخ طبری جلد ۵ تاریخ کامل جلد ۲
۹۔ حضرت ملک جناب نوح	حضرت نوحؑ حضرت ملک کے جانشین ہیں۔	
۱۰۔ حضرت نوحؑ جناب سام	جب حضرت نوحؑ کی وفات کا وقت آپہنچا تو لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے دنیا کو پایا۔ مثل اس گھر کے جس کے دروازے ہوں کہ ایک سے تو داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا، اور اپنے فرزند جناب سام کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ کامل جلد ۱
	مورخ جلیل محمد خاوند شاہ نے اپنی فارسی کتاب میں اس کی وجہ بھی لکھ دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کے	

نبیؐ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
۱۱۔ حضرت ابراہیمؑ	حضرت اسمعیلؑ	<p>فرزند جناب سامؑ بڑے انبیاء و مرسلؑ تھے اور حبیب حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ آپ کے فرزندوں میں سامؑ ہی عقل و فہم و علم حکمت و حسن رائے تدبیر و صلاحیت نفس اور شرافت ذات و محاسن اخلاق و غیرہ اوصاف و عبادات میں سب سے بہتر و افضل اور مقتنی و ممتاز ہیں تو آپ کو اپنی ولی عہدی کا مرتبہ عنایت کر دیا اور خلافت آپ کے سپرد کر دی اور رسالت و نبوت کے کل اسرار و راز میں آپ کو بتا دیئے اور اپنی کلی ادلاء کو وصیت کیا کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے رہنا۔</p> <p>حضرت ابراہیمؑ نے بھی اپنا خلیفہ خود مقرر کیا۔ ملک الموت بمقتلنا فرمان الہی یعنی حکم خدا کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی مجلس میں آئے کہ قبض روح کریں تو جناب ابراہیمؑ نے کچھ جہالت طلب کی اور ایک زمانہ معین کر دیا کہ اس وقت قبض روح کیا جائے اور پھر بعض دنیوی و دنیاوی جہالت و امور کے انجام دینے میں مشغول ہو گئے کیونکہ آپ کی نظر میں ان امور کا انتظام نہایت اہم اور ضروری تھا۔</p> <p>اور حضرت اسمعیلؑ کو ملک شام میں اپنا ولی و خلیفہ مقرر کیا۔</p>	<p>تاریخ ردقنۃ الصفا جلد ۳ مطبوعہ ممبئی</p> <p>تاریخ ردقنۃ الصفا جلد ۳</p> <p>تاریخ خبری جلد ۲ صفحہ ۵۸</p>
۱۲۔ حضرت اسمعیلؑ	حضرت اسحاقؑ	<p>جب حضرت اسمعیلؑ کی وفات قریب آئی تو آپ نے اپنے بھائی حضرت اسحاقؑ کو اپنا ولی</p>	

نئی	وصی	کیفیت	بجراہ
		مقرر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب اسمعیلؑ نے کسی خاص حصہ ملک کا وصی جناب اسحاقؑ کو مقرر کیا اس لئے کہ دوسری کتابوں میں ہے کہ آپ نے اپنے فرزند جناب قیدارؑ کو اپنا خلیفہ و وصی و لیعہد مقرر کیا تھا یعنی جب حضرت اسمعیلؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بڑھاپے اور صحت کے آثار مشاہدہ فرمائے تو جناب قیدارؑ کو اپنا وصی اور ولیعہد مقرر کیا۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۶۱
۱۳ حضرت اسحاقؑ	حضرت یعقوبؑ	حضرت اسحاقؑ کے متعلق بھی یہی ہے کہ آپ نے اپنے فرزند حضرت یعقوبؑ کو خود اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۶۲، ۶۳
۱۴ حضرت یعقوبؑ	حضرت یوسفؑ	(الف) حضرت یعقوبؑ کے متعلق بھی یہی ہوا کہ آپ نے اپنے فرزند حضرت یوسفؑ کو خود ہی بحکم خدا اپنا خلیفہ اور وصی مقرر کیا۔ جب اسرائیل (یعنی حضرت یعقوبؑ) کو یقین ہو گیا کہ ملک الموت کے پیچھے سے رہائی نہیں ہو سکتی اور اب دنیا میں زندہ رہنے کی امید نہیں ہے تو اپنے فرزند کو بلا کر شرائط وصیت بجالائے اور حضرت یوسفؑ کو اپنا وصی و ولیعہد مقرر کر دیا۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۹۳
		(ب) حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۱۵
۱۵ حضرت یوسفؑ	جناب یوذاؑ	(الف) حضرت یوسفؑ نے بھی اپنا وصی خود مقرر کیا۔	

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
۱۶۔ حضرت ایوبؑ	حضرت حوئلؑ	<p>(پ) حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی یہودا کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کیا۔</p> <p>والف حضرت ایوبؑ نے بھی اپنا وصی و خلیفہ خود مقرر کیا، اپنی وفات کے قریب جناب حوئلؑ کو جو آپ کی اولاد میں سے زیادہ صاحب الرشاد و صلاح تھے اپنا وصی و ولی عہد مقرر کیا۔</p> <p>(ب) حضرت ایوبؑ کی عمر جب تیراٹھ سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے فرزند جناب حوئلؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔</p> <p>خدا نے جناب ایوبؑ کے بعد آپ کے فرزند جناب بشرؑ کو نبیؑ بنایا اور انہوں نے اپنے فرزند جناب عیدان کو اپنا وصی مقرر کیا۔</p>	<p>روضۃ الصغار جلد ۱ صفحہ ۱۶۴</p> <p>تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۴</p> <p>تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۴</p>
۱۷۔ حضرت موسیٰؑ	حضرت ہارونؑ	<p>والف حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنا وصی و خلیفہ خود ہی مقرر کیا جب ماہ لسیان کی آکٹویں تاریخ ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے جناب ہارونؑ کو اپنی امامت و خلافت کا عہدہ سپرد کیا اور اس سلسلہ کو اپنی وصیت کے مطابق ان کے خاندان میں نسل بعد نسل قرار دیا۔</p> <p>(ب) حضرت موسیٰؑ چلے گئے اور جناب ہارونؑ کو نبیؑ اسرائیل پر اپنا خلیفہ خود مقرر کرنے گئے۔</p> <p>(ج) مگر چونکہ جناب ہارونؑ کا انتقال حضرت موسیٰؑ کے سامنے ہی ہوا تھا۔ اس سبب سے</p>	<p>روضۃ الصغار جلد ۱ صفحہ ۱۶۳</p> <p>تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۳</p> <p>تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۳</p>

نبیؐ	دعویٰ	کیفیت	بحوالہ
		<p>پھر حضرت موسیٰ نے جناب یوشع ابن کوایتہ انتقال سے پہلے اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ماہ آزار کی ساتویں تاریخ کو حضرت موسیٰ نے قوم کو جمع کر کے ایک بڑی مجلس منعقد کی اور جناب یوشع کو اپنا خلیفہ دعویٰ مقرر کر دیا اور بنی اسرائیل کو فقط الہی کی ضمانت میں دینے کے بعد جناب یوشع کے سپرد کر دیا۔ اور ان کے امور کی تدبیر اور ان کے ہمت کا خیال رکھنے کی وصیت کر دی اور انبساط پر جناب یوشع کی اطاعت و فرمانبرداری کی حجت قائم کر کے ان سے فرمایا کہ میں بندگان خدا سے ایک بندہ کو جو خلوص نیت میں تم لوگوں سے ممتاز ہے تم پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہوں اور خدا نیز اس کے فرشتوں کو اس پر گواہ کر دیا ہوں چاہیئے کہ تم لوگ میری وصیت کے بارے میں کوئی تقصیر و لاپرواہی نہ کرو۔ جناب یوشع خلیفہ موسیٰ کو خدا نے آپ کے بعد نبوت دی۔</p> <p>خدا نے حضرت موسیٰ کے بعد جناب یوشع بن نون کو نبی مقرر کیا۔</p> <p>(الف) پھر خدا نے جناب یوشع کو دنیا سے اٹھایا بنی اسرائیل پر جناب کالب (کالوب) بن یوقنا کو اپنا خلیفہ مقرر کر گئے (ب) جناب یوشع نے کالب بن یوقنا کو بلا کر ان کو خلافت دی اور ان کو وصی و لیہد کر کے دنیا سے انتقال کر گئے۔</p>	<p>روضۃ الصفاہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۸</p> <p>تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱</p> <p>تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۲۲۴</p> <p>روضۃ الصفاہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲</p>
۱۸۔ جناب یوشعؑ	جناب کالب بن یوقنا (کالوب)		

نئی	وصفی	کیفیت	بحوالہ
۱۹۔ جناب کالیٹ	جناب یوساقوس	جناب کالیٹ نے بھی اپنا خلیفہ خود مقرر کیا جب جناب کالیٹ نے اپنے انتقال کی علامتیں پائیں تو اپنے فرزند جناب یوساقوس کو اپنی خلافت سپرد کر دی۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۳۵
۲۰۔ حضرت الیاس	جناب الیسع	حضرت الیاس نے بھی اپنا خلیفہ خود مقرر کیا۔ حضرت الیاس نے رکاب میں پاؤں رکھتے وقت جناب الیسع کو اپنا خلیفہ بتایا اور اس کی وصیت بھی کی ایک روز حضرت الیاس پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ تم اپنی خلافت الیسع کو سپرد کر دو۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء و مرسلین خدا کی وحی نازل ہوتے پر اپنا خلیفہ خود ہی مقرر کرتے تھے۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۳۸
۲۱۔ جناب الیسع	جناب ذی الکفل	جب جناب الیسع کو یقین ہو گیا کہ اب موت سے جانبر نہیں ہو سکتا تو جناب ذی الکفل کو طلب کر کے خلافت ان کو دی اور اپنی روح خدا کے سپرد کر دی۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۴۰
۲۲۔ جناب شیعا	جناب یاشیع	جناب شیعا کے خلیفہ کو بھی ان کی امت نے نہیں بلکہ خدا ہی نے مقرر کیا۔ خدا نے جناب شیعا کے بعد نبی اسرائیل پر جناب یاشیع کو خلیفہ مقرر کیا۔	۲۸۵ تاریخ طبری جلد ۱
۲۳۔ حضرت داؤد	حضرت سلیمان	حضرت داؤد نے اپنے فرزند حضرت سلیمان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ (ب) حضرت داؤد نے اپنی عمارت تمام کرتے سے پہلے انتقال کیا	

نہی	وصی	کیفیت	بحوالہ
		اور حضرت سلیمانؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ (ج) جب حضرت داؤد نے انتقال کیا تو آپ کے فرزند حضرت سلیمانؑ جناب داؤد کی سلطنت و علم و نبوت کے وارث ہوئے جناب داؤد کے کل انیس فرزند تھے۔ مگر حضرت داؤد کے وارث صرف حضرت سلیمانؑ ہوئے اور تاریخ کامل اور باقی فرزند وارث نہیں ہوئے۔ جلد ۱، ص ۵۸	
۶۴۔ حضرت عیسیٰؑ	جناب شمعونؑ	حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنا خلیفہ خود ہی مقرر کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ جناب شمعونؑ کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کرو اور حواریوں سے ان کی خلافت قبول کی۔ روستہ الصفاء جلد ۱، ص ۱۴۱	
۶۵۔ خاتم الانبیاءؐ	حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ	(۱) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ چار ہزار بہمن آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدمؑ کی پشت میں سلا دیا اور وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب میں جدا ہو گیا۔ پس مجھ میں اخبرہ و یما بحوالہ نبوت ہے۔ اور علیؑ میں خلافت ہے۔ الترج المطالب ص ۳۶	

نمبر	وصف	کیفیت	بحوالہ
		<p>(۲) حدیث الدار۔ (واقعہ انداز) حضرت نے عشر تک کے موقع پر بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور اپنی بیعت طلب کی لیکن سوائے حضرت علیؑ کے کوئی راضی نہ ہوا تیسری بار بھی جب صرف حضرت علیؑ نے رسول خدا کی نصرت و تائید کا اعلان کیا تب رسول خدا نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست ہے۔</p> <p>رس حدیث منزلت: اسماء بنت عمیس اور ام سلمیٰ اور حبیب بن جراحہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن ثمرہ اور زید بن ارقم اور مالک بن حویرث اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ یہ تحقیق جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علیؑ سے ارشاد کیا کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے الیسا ہو جیسے کہ جناب ہارون کا جناب موسیٰؑ سے تھا۔</p> <p>(۴) حدیث غدیہ۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔</p> <p>(راہنہ عقہہ)</p>	<p>منہ احمد قسائل نسائی بحوالہ اسراج المطالب ۳</p> <p>بخاری و مسلم، ترمذی مقازی، نسائی، طبرانی اور سند احمد بن حنبل بحوالہ اسراج المطالب ۴۹۶</p> <p>نسائی طبرانی</p>

مختصر سوانح حیات

چہار دہ معصومین و شہداء کے کربلا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نام: محمد - کنیت: ابو القاسم - خاص القاب: احمد سے زیادہ خدا کی حمد کرنے والا، مصطفیٰ صادق، امین، ختم الانبیاء اور عبد اللہ یہ القاب قیامت تک اُن کے فضائل و اوصاف کی گواہی دیتے رہیں گے۔ جائے ولادت: مکہ معظمہ، تاریخ ولادت: ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۹ اگست ۶۰۰ بروز شنبہ، تاریخ وفات: ۲۸ سفر الحجہ مطابق ۱۰ جون ۶۳۲ بروز شنبہ، روضہ اقدس: مدینہ منورہ - والد کا نام: حضرت عبد اللہ، والدہ کا نام: حضرت آمنہ بنت وہب وایہ: جناب حلیمہ سعدیہ نے آپ کی چار سال تک پرورش کی، دادا کا نام: حضرت عبد المطلب تھا، شادی: حبيب حضرت کی شادی ہوئی تو اُن کی عمر پچیس سال تھی اور جناب خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی، ازواج: حضرت خدیجہ بنت خویلد (۱) حضرت عائشہ بنت ابوبکر (۲) سلمہ بنت ابوسفیان (۳) حفصہ بنت عمر بن الخطاب (۴) ام المصائب حضرت زینب (۵) حضرت ہندہ ام سلمہ (۶) حضرت زینب (۷) حضرت سودہ (۸) حضرت جوہرہ (۹) حضرت صفیہ بنت ہارون (۱۰) ماریہ قبطیہ (۱۱) حضرت سودہ بنت زمعہ (۱۲) اولاد: جناب خدیجہ سے: حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ، حضرت فاطمہ الزہراء خاتون جنت۔

حضرت محمد مصطفیٰ، اخلاق، شرافت، صداقت، عزائم پروری، امانتداری، رحم دلی، ایسا ندری کی وہ نقویں تھیں کہ جس کا عکس اہل اسلام کے دلوں کو ہمیشہ متوجہ کرتا رہے گا۔

ارشادات

تین قسم کے انسان جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

- ۱۔ جو ہمیشہ شراب پیتے ہیں۔
 ۲۔ جو ہمیشہ جادو کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔
 ۳۔ جو اپنے رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے کے عادی ہوں۔

فرمان حضور اکرمؐ

- ۱۔ جب معلم بچے کو بسم اللہ پڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بچے اور اس کے والدین کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔
 ۲۔ اے ابو ذر! کیا تم جنت میں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: اے رسول خدا! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ رسولؐ نے فرمایا تو اپنی خواہشات میں کمی کر اور موت کو مقصدِ زندگی بنا اور خدا کے سامنے نہایت خضوع و خشوع کا اظہار کر۔

امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام

تام: آپ کی والدہ تے آپ کا نام حیدر اور اسد رکھا، جناب ابو طالب نے زید رکھا۔ خدائے علیؑ عظیم نے آپ کا نام علیؑ رکھا۔ کنیت ابو الحسن، ابواسطین، ابوریحان، القاب: صدیق اکبر، فاروق اعظم، حیدر کرار، امیر المومنین، المرتضیٰ، صفدر وغیرہ۔ شہادت: حضرت علیؑ کا رنگ گورا، آنکھیں بڑی اور کشادہ تھیں۔ میانہ قد کے نہایت حسین و خوبصورت تھے۔ (اسد الغابہ) ولادت: ۱۳ رجب، خانہ کعبہ میں بروز جمعہ پیدا ہوئے، اس وقت حضرت رسول خدا کی عمر ۳۰ سال تھی۔ والد کا نام: حضرت ابو طالب والدہ کا نام: حضرت فاطمہ بنت اسد تھا۔

شہادت: ۱۹ رمضان سنہ ۴۰ھ صبح کی نماز میں عبدالرحمن ابن ملجم نے حضرت علیؑ کے سر اقدس پر زہر آلود تلوار سے سجدہ کوفہ میں اس وقت وار کیا جب آپ سجدہ میں تھے۔ ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ کو آپ دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

روضہ مبارک: کوفہ سے قریب نجف اشرف میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔

شادی: آپ کی شادی ۲۷ھ میں جناب فاطمہ الزہراء بنت حضرت محمد مصطفیٰ

سے ہوئی ۔

اولاد : حضرت فاطمہؑ سے دو فرزند ۔ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ علیہم السلام اور دو صاحبزادیاں جناب زینب اور جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہما پیدا ہوئیں ۔

ازواج : جناب فاطمہؑ زہرا کے علاوہ دیگر ازواج سے حضرت عباسؑ، جعفرؑ، عثمانؑ، عبید اللہؑ، عبد اللہؑ، یحییٰؑ، محمد اصغرؑ، عمرؑ، محمد اوسطؑ، عونؑ اور محمد حنفیہؑ پیدا ہوئے۔ اولادِ اثاث میں رضیہؑ، ام الحسنؑ، رملہ کبریٰؑ، پیدا ہوئیں۔ ان کے علاوہ مختلف کنیزوں سے بھی آپ کے متعدد دلڑے اور لڑکیاں تھیں۔

حضرت علیؑ : شرافت، اخلاق، ایماندار، سخاوت، شجاعت، انصاف اور اصول کا پکیہ تھے۔ آپ مشکلات میں ہم مصیبت میں جیب بھی ان کو یاد کرتے ہیں، آپ ہماری مدد کو آجاتے ہیں۔ آپ کے فضائل و اوصاف بیان کرنا ناممکن ہے۔ آپ رسول خدا کے چچا زاد بھائی بھی تھے اور داماد بھی۔ حضرت علیؑ نے بدر، احد، حندق، حنین، خیبر، طائف، تبوک، جمل، صفین اور نہروان کی وہ جنگیں لڑیں جو تاریخ اسلام میں رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ رہیں گی۔ آپ کا نام آج بھی فتح کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

لَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْقَفَارِ
نہ علیؑ جیسا کوئی بہادر نہ ذوالقفار جیسی کوئی تلوار

اقوال حضرت علیؑ

- ۱۔ اپنے نفس کے خلاف جہاد جنت ہے۔ • سب سے بڑا انسان کا دشمن وہ خود ہے۔
- ۲۔ رات کو نماز کیلئے طہا صحت کی نشانی ہے۔ • شیخی مومن کی شان کے خلاف ہے۔
- ۳۔ حسد بھی علم حاصل کرنے کے علاوہ شان کے خلاف ہے۔
- ۴۔ تین چیزوں کی تمنا نہ کر جب تک بقیہ نہیں حاصل نہ کرے۔
- ۵۔ رات کو نماز کے لئے جاگنے کے باوجود یکہ رات کو خوش خوراک کے۔
- ۶۔ پوری رات سونے کے بعد چہرہ کے بغیر نور ہونے کے۔
- ۷۔ میرے لوگوں سے تعلق کے بعد دنیا میں امن و صلح سے رہنے کے۔
- ۸۔ وہ تنہا جنت میں جائے گا جس کو ہماری معرفت ہے اور جس کی معرفت ہم رکھتے ہیں۔
- ۹۔ وہ دوزخ میں جائے گا جس کو ہم نے اور جس نے ہم کو چھٹلایا۔

حضرت فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا

نام : فاطمہ ، لقب : سیدہ ، زہرا ، ثول : کتبت : اُمّ الحسن ، اُمّ الائمہ ، والد کا نام : حضرت محمد مصطفیٰ ، والدہ کا نام : حضرت خدیجہ الکبریٰ ، ولادت : ۲۰ رجمادی الآخر ، بروز جمعہ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں ۔

شادی : جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب ۹ سال کی ہوئیں تو رسول خدا نے ۴۸۰ درہم مہر کے عوض ان کی شادی حضرت علی شیر خدا سے کر دی ۔

جہیز : رسول خدا نے اپنی اکلوتی اور چہیتی بیٹی کو جہیز میں ایک چمڑے کا تکیہ ، کھال کا ایک بچھونا ، مٹی کے چند برتن ، ایک مشکیزہ اور ایک چرخہ دیا ۔

اولاد : آپ کے دو صاحبزادے امام حسن اور امام حسین علیہم السلام تھے ۔ اور دو بیٹیاں جناب زینب اور جناب کلثوم سلام اللہ علیہا تھیں ۔ جناب محسن بطن مبارک میں ہی شہید ہو چکے تھے ۔

وفات : شادی کے بعد نو سال تک آپ زندہ رہیں ۔ ۱۰ رجمادی الثانی ۱۱ھ کو آپ اٹھارہ سال کی عمر میں وفات پا گئیں ۔

روضہ مبارک : جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپ کا روضہ ہے ۔

جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کی تمام زندگی مصائب و آلام میں گزری ۔ آپ کے پر بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بڑی محبت کرتے تھے رسول خدا کے قبضے میں کائنات کی ہر شے تھی ، اگر چاہتے تو اپنی بیٹی کو ایسا جہیز دیتے کہ آج اس کا تصور بھی ممکن نہ ہوتا ۔ لیکن سلطانِ دو عالم نے سادگی کا وہ عملی نمونہ پیش کیا جس کی مثال نہیں ملتی مگر افسوس کہ نبی کے کلمہ پڑھتے والے ، ان کی محبت کا دم بھرتے والے جہیز کی بنیاد پر رشتے طے کرتے ہیں ۔ یتیم و غریب لڑکیاں سماج کی بے جا رسوم اور جہیز کی لعنت کے سبب گھروں میں بیٹھی ہیں ۔ اعلیٰ حسب و نسب ہونے کے باوجود قوم کا یہ بیٹیاں تمام خوشیوں اور درختانِ مستقبل کے فطری حق سے محروم ہیں ۔

کاش ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح سادگی پسند اور کفایت شعار ہو جائیں اور ہماری بیٹیاں جناب فاطمہ زہرا کی پاکیزہ اور سادہ زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنائیں ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام

نام : حسن (علیہ السلام) : کتبت : ابو محمد : لقب : محبتی : والد : کا نام : حضرت علی مرتضیٰ (علیہ السلام) والدہ کا نام : جناب فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا)۔

ولادت : ۱۵ رمضان ۳۰ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال رسول خدا کی آغوش میں پرورش پائی۔

شہادت : معاویہ ابن ابی سفیان نے آپ کی زویہ جعدہ بنت اشعث سے سازش کر کے آپ کو زہر دوا دیا۔ جس سے آپ کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ۲۸ صفر ۵۰ کو آپ نے شہادت پائی۔

روضہ اقدس جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

ازواج و اولاد : (۱) ام فردا۔ جن سے عبد اللہ، عمر، اور قاسم پیدا ہوئے عبد اللہ اور قاسم نے کربلا میں شہادت پائی۔ (۲) خولہ۔ جن سے حسین الاثرم پیدا ہوئے جنہوں نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ دوسرے حسن مثنیٰ کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۳) ام البشیر بنت ابی مسعود۔ ان سے عقیل اور حسن پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ (۴) ثقیفہ۔ ان سے زید اور عمر پیدا ہوئے اور وہ دونوں بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ (۵) ام ولد۔ ان سے عبد الرحمن پیدا ہوئے وہ بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ (۶) ام اسحاق بنت طلحہ تمیمی سے طلحہ اور ابو بکر پیدا ہوئے۔ ابو بکر نے کربلا میں شہادت پائی۔ (۷) ام الحسن، ان سے احمد۔ اسماعیل اور حسن اصغر پیدا ہوئے اور سب نے کم سنی ہی میں انتقال کیا۔ (۸) ام اسحاق جن سے ایک دختر جناب فاطمہ پیدا ہوئی جن کی شادی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ہوئی۔ (۹) جعدہ بنت اشعث، جو اپنے شوہر کی قاتلہ تھی، خدا نے اسے اولاد جیسی عظیم نعمت سے محروم رکھا۔ اس طرح آپ کی ۹ ازواج تھیں۔ آٹھ ازواج سے پندرہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔

حضرت امام حسنؑ، اخلاق، شرافت، شجاعت و سخاوت میں اپنے بزرگوں کی تصویر تھے اور آپ نے ہمیشہ صلح پسندی کو اپنا شعار رکھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

نام: حسین (علیہ السلام) : کنیت: ابو عبد اللہ : القاب: سید ذکی
اور سید الشہداء : والد کا نام: حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام : والدہ کا نام: حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا :

ولادت: ۱۰ شعبان المعظم ۴؎ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت
چھ مہینے میں ہوئی اور یہ شرف آپ کو حضرت زکریا اور حضرت عیسیٰ بن مریم سے حاصل ہوا۔
آپ کے نانا حضرت رسول خدا ﷺ آپ کو بہت چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”حسین! میرا
مجھ سے ہے۔ اور میں حسین سے ہوں، اس کا دوست میرا دوست، اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔
شہادت: ۱۰ محرم کو امام حسینؑ اور ان کے بچوں پر زید کے حکم سے پانی بند کیا گیا، اور
۱۰ محرم ۶۱؎ کو کربلا میں شہید ہوئے آپ کو پیاسا شہید کر دیا۔

روح منہ مبارک: آپ کا روضہ اقدس کربلائے معلیٰ عراق میں ہے۔

ازواج و اولاد: امام حسین علیہ السلام کی پانچ بیویاں تھیں۔ (۱) جناب شاہ زنان
شہربانو سے امام زین العابدین علیہ السلام (۲) جناب اُمّ یسٰ سے حضرت علی اکبر علیہ السلام
(۳) تبیسری بیوی جو قبیلہ بنی قضاہ سے تھیں ان سے جناب جعفر (۴) جناب رباب سے
جناب سکیتہ اور جناب علی اصغر (۵) اُمّ اسحاق سے جناب فاطمہ صغرا پیدا ہوئیں۔
اس طرح امام حسین علیہ السلام کی پانچ بیویاں اور چھ اولادیں تھیں۔ حضرت علی اکبر اور حضرت
علی اصغر کربلا میں شہید ہوئے۔ اور جناب جعفر کا مدینہ میں واقعہ کربلا سے بہت پہلے
انتقال ہو چکا تھا۔

امام حسین علیہ السلام کی ذات گرامی، ان کا کردار، صبر و شجاعت، حق پرستی اور
بے مثال قرباتیاں عالم اسلام اور دنیا نے انسانیت پر احسان عظیم ہیں، اس حق کے پرستار
نے ظلم کے منہ پر مظلومیت کا وہ طمانچہ مارا کہ حشر تک باطل کے رخسار پر شکست کے
نشان باقی رہیں گے۔ آپ نے فرمایا:۔

”ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے“

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

نام: علی - کنیت: ابو محمد - لقب: زین العابدین اور سید سجاد تھا۔
والد کا نام: امام حسینؑ - والدہ کا نام: شاہ زنان تھا جو شہر باقرہ کے نام سے اور ایران کے تاجدار یزدجرد کی بیٹی تھیں۔

پرورش: حضرت امام زین العابدینؑ نے ۳ سال تک اپنے دادا حضرت علیؑ ۲۴ سال تک اپنے چچا امام حسنؑ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔

ولادت: ۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ، ۶۵۸ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

شہادت: ۲۵ محرم ۹۵ھ کو مدینہ میں حاکم وقت ولید بن عبدالملک نے آپ کو نہ ہر دے کر شہید کیا۔ آپ کے فرزند امام محمد باقرؑ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔
روضہ مبارک: جنت البقیع میں آپ کا روضہ ہے۔

ازواج اولاد: آپ کی پہلی بیوی فاطمہ بنت امام حسنؑ تھیں جن سے امام محمد باقرؑ علیہ السلام کے بعد آپ کے بیٹوں میں جناب زیدؑ بڑی قدر و منزلت والے تھے تاہم خیمہ آپ زیدؑ شہید کے نام سے مشہور ہیں۔

واقعہ کربلا: واقعہ کربلا ۶۰ھ میں امام زین العابدینؑ کی عمر ۲۲ سال تھی۔ یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ آپ راستہ ہی میں بیمار ہوئے یا کربلا پہنچنے کے بعد۔ آپ اس قدر بیمار اور کمزور ہو گئے تھے کہ جب امام حسینؑ شہید ہو رہے تھے تو آپ پر بے ہوشی طاری تھی۔

اقوال

• جو بھی کچھ کھانے کو لے اس پر قناعت کرو۔

• امن سے رہو۔

• مصیبت میں صبر کرو۔

• اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

نام : محمد - کنیت : ابو جعفر - لقب : باقر - والد کا نام :
 امام زین العابدین - والدہ کا نام : فاطمہ تھا جو امام حسن کی صاحبزادی تھیں -
 ولادت : یکم رجب ۵۷ھ، ۶۷۰ء بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔
 شہادت : آپ کے زمانے میں سلاطین بنو امیہ میں حسب ذیل پانچ بادشاہ
 گزرے - (۱) ولید بن عبد الملک - (۲) سلیمان بن عبد الملک - (۳) عمر بن
 عبد العزیز - (۴) ہشام بن عبد الملک، اسی ہشام نے ولید بن مغیرہ کے ذریعے، ذی الحجہ
 ۳۲ھ، ۶۴۲ء میں زہر دے کر شہید کیا۔ ۵۷ سال کی عمر میں آپ نے شہادت پائی۔
 روضہ مبارک : جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپ کا روضہ ہے۔
 ازواج و اولاد : (۱) اُمّ فروا سے امام جعفر صادقؑ اور عبد اللہ (۲) اُمّ حکیم
 سے ابراہیم اور عبد اللہ (۳) یعلیٰ سے ایک صاحبزادے علی اور ایک صاحبزادی
 زینب (۴) اور چوتھی بیوی سے اُمّ سلمیٰ پیدا ہوئیں۔ اس طرح آپ کی چار بیویاں اور
 سات اولادیں تھیں۔

اقوال امام محمد باقرؑ

رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ سچائی بہترین نیکی ہے کیونکہ اس کا اثر خلیہ پذیر ہے
 اور بغاوت بدترین برائی ہے کیونکہ اس کی سزا جلد ہوتی ہے وہ اس بصیرت کے
 باوجود اندھا ہے جو دوسروں کے عیوب کو تلاش کرتا ہے۔ لیکن اپنے عیوب دیکھ
 نہیں پاتا اور ان اعمال بد سے دوسروں کو جھڑکتا ہے جن کا وہ خود عادی ہے اور اپنی
 شیخیوں کی وجہ اپنے دوستوں پر بوجھ بن جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نام : جعفر — کنیت : ابو عبد اللہ — لقب : صادق — والد کا نام : امام محمد باقر — والدہ کا نام : اُمّ فروا —

ولادت : ۷۰۰ھ ربیع الاول ۸۳ھ بمکہ منورہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔
شہادت : حاکم مدینہ نے ۱۵۰ھ شوال ۸۸ھ کو نہ ہر آلودانگور کھلا کر آپ کو شہید کیا۔

روضۃ مبارک : جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپ کا روضہ ہے۔
ازواج و اولاد : آپ کی مختلف ازواج سے ۷ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔
پہلی بیوی جناب فاطمہ سے دو بیٹے اسماعیل اور عبد اللہ، ایک صاحبزادی اُمّ فروا۔
دوسری بیوی جناب حمیدہ سے امام موسیٰ کاظمؑ، اسحاق اور محمد۔ اور مختلف بیویوں سے عباس اور علی اور دو صاحبزادیاں اسماء اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

عہد امامت : آپ کے عہد امامت میں سلاطین بنو امیہ میں سے عبد الملک و لیث، سلیمان، عمر ابن عبد العزیز، یزید بن عبد الملک، ہشام، ولید بن یزید، یزید بن ولید، ابراہیم، مروان حمار اور بنی عباس میں ابو العباس سفاح اور منصور و الفقی گزرے، امام نے ۱۲۰ جابر و ظالم حکمرانوں کا صبر و استقلال سے مقابلہ کیا۔ بالآخر ظالموں کا نام و نشان تک مٹ گیا امام جعفر صادقؑ کا نام تا قیامت روح و ایمان کو تازگی بخشتا رہے گا۔

اقوال

- بیوقوف، کنجوس، بزدل اور جھوٹے سے دوستی نہ رکھو۔
- وہ لعنتی ہے جو مسجد کا احترام نہیں کرتا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

نام : موسیٰ - کنیت : ابوالحسن - لقب : کاظم تھا - کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا ایک لقب عبد صالح بھی تھا - آپ کے آستانہ شریعت سے کوئی سانک کبھی مایوس نہیں ہوا - اس لئے آپ کا تیسرا لقب باب قضا والمحال تھا یعنی حاجتوں کے پورا کرنے کا دروازہ بھی ہے -

والد کا نام : امام جعفر صادقؑ - والدہ کا نام : حمیدہ تھا جو ملک بزرگ کے ایک بزرگ صاعد کی بیٹی تھیں -

ولادت :- ۲ صفر ۱۲۸ھ کو ابواء میں پیدا ہوئے - ابواء ایک مقام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے -

شہادت :- جب امام روضہ رسول پر عبادت میں مشغول تھے - بغداد کے بادشاہ مارون الرشید نے آپ کو گرفتار کر لیا اور قید میں رکھ کر سخت اذیتیں پہنچائیں - آخر حضرت کو زہر دے کر ۲۵ رجب ۱۸۲ھ میں شہید کیا - اس وقت آپ کی عمر ۵۵ سال تھی -

ازواج و اولاد :- حضرت کی زوجہ ام النبیین سے امام علی رضاؑ پیدا ہوئے اور دیگر ازواج سے ۱۸ صاحبزادے اور ۱۸ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں - روضہ اقدس :- آپ کا روضہ بغداد میں ہے -

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

نام : علی - کنیت : ابوالحسن - لقب : رضا تھا - والد کا نام : حضرت امام موسیٰ کاظمؑ - والدہ کا نام : اُم النبیین تھا -

ولادت :- ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے -

شہادت :- مامون رشید حاکم وقت نے آپ کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور زہر آلود انگور کھلا کر ۱۱ صفر ۲۰۳ھ میں آپ کو شہید کیا -

ازواج و اولاد :- ایک زوجہ کا نام ام حبیبہ تھا جو مامون کی بہن تھیں۔ ایک بیوی کا نام خیرزاں تھا۔ ان کے علاوہ چند بیویاں اور تھیں۔ جن سے ایک صاحبزادی بی بی عائشہ اور پانچ صاحبزادے۔ امام محمد تقیؑ، حسن، جعفر، ابراہیم اور حسین پیدا ہوئے۔

رہلا خطہ ہو دریا یاب۔ مولفہ سیدہ ظہیر الحسنین رضوی بھرپوری اسی ۳۲ رضویہ سورانی نظم آباد کرچی روضہ مبارک، شہر طوس (مشہد مقدس) ایران میں آپ کا روضہ ہے۔ جو تعمیر و تزئین کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ جہاں ہزاروں مونیوں کی ملاوٹ پوری ہوتی ہیں۔ آپ اپنے بزرگوں کی طرح ایمان و اخلاق، تہذیب و شرافت علم و بردباری، سخاوت و شجاعت کا علمی نمونہ تھے۔ آپ نے اپنے عہد میں عزاداری امام مظلوم کو بہت فروغ دیا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

نام : محمد تقی۔ کنیت : ابو جعفر۔ القاب : تقی اور جواد تھے کیوں کہ امام محمد باقر کی کنیت بھی ابو جعفر تھی اس لئے مورخین نے آپ کو ابو جعفر ثانی لکھا ہے۔ والد کا نام : امام علی رضا۔ والدہ کا نام : سبیکہ یا خیرزاں تھا۔

ولادت : آپ ۱۰ رجب ۱۹۵ھ (۸۱۱ھ) کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد امام علی رضا کو زہر دیکھ ۱۴ صفر ۲۰۳ھ کو شہید کیا گیا اسی دن سے آپ منصب امت پر فائز ہوئے۔

شہادت : مامون کے مرنے کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ حکمراں ہوا تو اس کو بھی دیرینہ جذبہ عداوت کے اظہار کا موقع ملا۔ اس نے امام کو مدینہ سے بغداد بلایا آپ ۹ محرم ۲۲۰ھ کو بغداد پہنچے۔ معتصم نے اسی سال ۲۹ رذی الحج ۲۲۰ھ کو آپ کو زہر دیکھ شہید کیا۔

ازواج و اولاد : آپ کا ازواج میں ایک ام الفضل دختر مامون اور چند دوسری بیویاں تھیں۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت امام علی نقیؑ اور جناب موسیٰؑ اور دو صاحبزادیاں فاطمہؑ اور امامہ سقینہؑ۔

روضہ اقدس : آپ اپنے جد بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے قریب دفن ہوئے آپ کا روضہ پیرانوار کاظمین بغداد میں ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

نام: عسکری۔ کنیت: ابو الحسن ثالث۔ لقب نقی تھا۔ والد کا نام:۔
حضرت امام محمد تقیؑ تھا۔ والدہ کا نام:۔ سمانہ خاتون تھا۔

ولادت:۔ یکم رجب ۲۱۲ھ یا ۱۵ ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت اسلامی ممالک پر مامون رشید عباسی کی حکومت تھی۔ مامون کے بعد معتصم۔ واثق باللہ۔ متوکل۔ مستنصر باللہ مستعین اور اس کے بعد معتز بادشاہ ہوا۔ معتز نے جیب لوگوں کا رجحان زیادہ تر امام کی طرف دیکھا تو ان کے قتل پر آمادہ ہوا۔

شہادت: ایک سفیر سے سازش کر کے آپ کو زہر دلوادیا۔ ۳۰ رجب ۲۵۴ھ یا ۲۶ رجمادی الآخر ۲۵۴ھ کو آپ کی شہادت ہوئی۔

ازواج و اولاد: آپ کی زوجہ کا نام سوسن تھا۔ آپ کے صاحبزادے امام حسن عسکری تھے۔

روضہ مبارک: آپ کے صاحبزادے امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کی تمہیز و تکفین کی۔ جس مکان میں آپ رہتے تھے اسی میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا روضہ مبارک سامرہ (عراق) میں ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

نام: حسن۔ کنیت: ابو محمد۔ القاب: ذکی، عسکری، ہادی، سراج اور نقی تھا۔ والد کا نام: امام علی نقی۔ والدہ کا نام: سوسن تھا۔

ولادت:۔ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۱ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۲۲ سال اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے سایہ عاطفت میں گزاریے۔ شہادت: امام کی طرف لوگوں کو مائل دیکھ کر حاکم وقت معتز عباسی کی آتش حد بھڑک اٹھی اور اس نے آپ کو کچھ دنوں قید میں رکھ کر زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۲۶۴ھ کو رحلت فرمائی۔

روضہ مبارک :- آپ اپنے پدر بزرگوار کے پاس دفن ہوئے۔ سامرا عراق میں آپ کا روضہ ہے۔

ازواج و اولاد :- آپ کی ازواج میں صرف نرجس خاتون کا نام ملتا ہے۔ اور اولاد میں بارہویں امام حضرت مہدی آخر الزماں کا نام ملتا ہے۔ حضرت امام حسن عسکری کی زندگی کا زیادہ تر حصہ سلاطین وقت کی سختیوں کی وجہ سے قید خانے میں گزرا۔ آپ بڑے خلیق رحمدل ہمان نواز تھے۔ انہوں نے دین خدا کی تبلیغ کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ان کے اخلاق کا یہ اثر تھا کہ لوگ ان کی طرف زیادہ مائل ہوتے تھے۔

حضرت امام مہدی صاحب العصر علیہ السلام فرجہ

نام : مخمّد — کنیت : ابو القاسم اور مشہور القاب : القائم — الحجة المنتہی المہدی، اور صاحب الزماں ہیں۔ والد کا نام : امام حسن عسکری۔ والدہ کا نام : جناب نرجس خاتون تھا جو قیصر روم کی پوتی تھیں اور جن کا سلسلہ نسب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ کے وہی حضرت شمعون تک پہنچتا ہے۔

ولادت : آپ ۱۵ شعبان ۵۴۵ھ نماز صبح کے وقت شہر سامرا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے وقت وہی آثار پائے جاتے تھے جو حضرت موسیٰ کی ولادت کے وقت رونما ہوئے تھے۔ امام عصر نے تقریباً ساڑھے چار سال تک اپنے پدر بزرگوار کے سامنے میں پرورش پائی۔ امام حسن عسکری نے ۸ ربیع الاول ۳۲۹ھ کو وفات پائی اسی دن سے آپ کے فرزند امام مہدی خدا کی طرف سے ہادی و امام مقرر ہوئے۔

غیبت صغریٰ : غیبت کے لغوی معنی ہیں دور ہونا یا پوشیدہ ہو جانا۔ لیکن اصطلاح شرع میں حضرت امام مہدی کے عام نظروں سے پوشیدہ ہو جانے کو غیبت کہتے ہیں غیبت و قیام ہیں ایک غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ۔ غیبت صغریٰ کا زمانہ اس وقت شروع ہوتا ہے جس وقت امام مرداب مقدس میں تشریف لے گئے اور آپ کے نائبین آپ کی زیارت سے مشغول ہوتے رہے۔ یہ زمانہ ۳۲۹ھ سے شروع ہوتا ہے اور ۳۲۹ھ میں ختم ہوتا ہے۔ اس طرح غیبت صغریٰ کی مدت اہتر سال ہوتی ہے۔ اس دور میں چونکہ عام لوگ آپ کی زیارت سے مشغول نہیں ہو سکتے تھے اس لئے تبلیغ و اشاعت دین کے لئے بڑے بڑے شہروں میں

کئی سفر اور وکلاء متعین کئے گئے۔ امام عصر کے چار محفوض نائبین دنواب اربعہ اور چند سفر اور وکلاء اور عاجزین اور ان کے مقام ماموریت حسب ذیل ہیں۔

امام کے چار محفوض نائبین تھے جن کا مقام ماموریت بعد اوتھا۔

۱۔ عثمان بن سعید: آپ امام علی نقی اور امام حسن عسکری کے بھی وکیل تھے۔ آپ ۲۶۰ھ سے ۲۹۵ھ تک امام کے نائب رہے آپ کا انتقال ۲۹۵ھ میں ہوا۔

۲۔ محمد عثمان بن: آپ ۲۹۵ھ سے ۳۰۵ھ تک امام کے نائب رہے۔ آپ کا انتقال ۳۰۵ھ میں ہوا۔

۳۔ حسین بن روح: آپ ۳۰۵ھ سے ۳۲۲ھ تک امام کے نائب رہے۔ آپ کی وفات ۳۲۲ھ میں ہوئی۔

۴۔ ابو الحسن علی بن محمد سمري: آپ ۳۲۲ھ سے ۳۳۹ھ تک امام کے نائب رہے۔ آپ کا انتقال ۳۳۹ھ میں ہوا۔

آپ کے بعد پھر امام کا کوئی نائب نہ ہوا۔ یہیں سے غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔ اور علماء و مجتہدین کا دور شروع ہوا۔

امام کے سفر اور وکلاء اور عاجزین

اسمائے گرامی	مقام ماموریت	اسمائے گرامی	مقام ماموریت
عطار دہلائی	بغداد	احمد بن اسحاق	مقام ماموریت
محمد عبداللہ	کوفہ	یتامی واسدی	قسم
محمد بن ابراہیم	اہواز	قثم بن علاء	زے
محمد بن صالح	مہدان	محمد بن شاذان	آذربائیجان
		نیشاپور	

غیبت کبریٰ ۳۲۹ھ میں امام عصر کے آخری نائب علی بن محمد سمري کے نام ایک توثیق تقدس برآمد ہوئی جس میں ان کی موت غیبت صغریٰ کے اختتام اور غیبت کبریٰ کے آغاز کی اطلاع دی گئی۔ اس مقدس توثیق کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے علی بن محمد! خدا تمہارے برادران ایمانی کو تمہارے مصائب میں اجر عظیم عطا فرمائے کیوں کہ چھ دن کے اندر تمہاری وفات ہوگی۔ لہذا تم اپنے کاموں کو درست کرلو۔ آئندہ میرا کوئی نائب نہ ہوگا۔ کیونکہ غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہو گیا ہے اور اب میرا ظہور حکم خداوندی پر موقوف ہو گیا۔

جو ایک طولانی غیبت کے بعد ہوگا۔ اس وقت دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی اور بے شک قوت والا توبہ خدایہ۔ علی بن محمد سمری نے اس توفیق مبارک کو مومنین کے درمیان پڑھ کر سنایا اور اس کے چھٹے دن ۱۵ شعبان ۳۲۵ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ اور اسی وقت سے غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔ غیبت کبریٰ کے زمانے میں امام بظاہر ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں لیکن وہ ہریرے وقت ہماری مدد و رہنمائی فرماتے ہیں۔ جب خدا کا حکم ہوگا۔ تب آپ ظاہر ہوں گے۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا

نام: زینب۔ کنیت: ام الحسن، ام المصائب اور مشہور القاب شریکۃ الحدیث صدیقہ، صغریٰ، اور عقیدہ بنی ہاشم تھے۔ والد کا نام: حضرت علیؑ۔ والدہ کا نام: جناب فاطمۃ الزہراءؑ۔

ولادت: یکم شعبان ۳۲۵ھ یا جمادی الاول ۳۲۵ھ میں آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ تقریباً ۵ سال تک آپ نے آغوش رسالت میں پرورش پائی۔ جناب زینبؑ ایثار و قربانی، فراست و دانشمندی، استقلال و استقامت، صداقت و جرات، تواضع و ہمان نوازی زید و تقویٰ عبادت و ریاضت، خلق و کرم، صبر و تحمل میں حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ، اور حضرت فاطمہؑ کی تصویر تھیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ کو پورا قرآن مجید حفظ ہو گیا تھا۔

شادی: ۱۲ سالہ میں جب آپ کی عمر ۱۱ سال کی ہوئی تو حضرت علیؑ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن طیار سے ان کا عقد کر دیا۔

اولاد: جناب زینبؑ کی اولاد کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء و محدثین لکھتے ہیں کہ آپ کے تین صاحبزادے۔ محمد، عون اور جعفر تھے اور ایک صاحبزادی ام کلثوم تھیں۔ عون اور محمد و زہراؑ شہرہ کر بلا میں شہید ہو گئے۔

وفات: آپ کی تاریخ وفات اور سال وفات میں سخت اختلاف ہے غالباً ۱۲ ذی الحجہ یا ۱۴ صفر کو دمشق کے قریب ایک قریہ میں جو اب تک زینبیہ کے نام سے مشہور ہے وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

روضہ مبارک: آپ کا روضہ مبارک زینبیہ دمشق میں ہے۔

تاریخ اسلام میں آپ کی شخصیت اتنی روشن دنیا میں ہے کہ اسے قلمی، ادبی، فکری یا کسی بھی انداز سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کو بلا کے معرکے میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ ساتھ رہیں اور شہادتِ حسین کے بعد اپنے نانا کے مقصد کی تکمیل میں انہوں نے اس دلیری و ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے کہ وہ اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت عباس علیہ السلام

نام: عباسؓ - کنیت: ابو الفضل - قریہ عربی میں مشک کو کہتے ہیں چونکہ آپ کو مشک سکینڈ سے خاص نسبت تھی اس لئے آپ کی ایک اور کنیت ابو القریہ بھی تھی۔ القاب: تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عباسؓ حسن و جمال میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ (ابن عباس بن علیؓ کان رجلاً و ساجداً بقال لہ قمر بنی ہاشم آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو قمر بنی ہاشم یعنی ہاشم کا چاند کہا جاتا ہے خاندانِ جناب ہاشم میں آپ کی وہ تیسری ممتاز شخصیت تھی جس کو قمری لقب مخصوص کیا گیا تھا ہاشم کے پدر بزرگوار جناب عبد مناف کا لقب قمر البطحا آنحضرت کے پدر بزرگوار جناب عبد اللہ کا لقب قمر الحرم تھا اور جناب عباسؓ کا لقب قمر بنی ہاشم تھا۔ آپ کو ایک مخصوص شرف یہ حاصل تھا کہ آپ تین معصومیوں کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ چودہ سال حضرت علیؓ کی آغوشِ امامت آپ کا گوارہ بنی۔ دس سال امام حسنؓ کے زیر سایہ بیہ اور دس سال امام حسینؓ کی شفقت و محبت میں آپ نے بسر کئے۔ والد کا نام: حضرت علیؓ و والدہ کا نام: فاطمہؓ تھا کنیت ام البنین تھی۔ آپ عرب کے مشہور اور بہادر قبیلہ کلاب کے معززہ و معروف شخص حزام بن خالد کی صاحبزادی تھیں۔

ولادت: جناب عباسؓ ۴ شعبان ۱۲ھ یا ۷ رجب ۱۳ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ شہادت: ۱۰ محرم الحرام ۳۲ھ کو میدانِ کربلا میں نہر فرات کے کنارے آپ شہید ہوئے۔ ازواج و اولاد: آپ کی زوجہ کا نام بابہ تھا جو عبید اللہ بن عباسؓ عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں۔ انہیں سے تین صاحبزادے تھے۔ فضل - قائم اور عبید اللہ۔ فضل اور قائم کربلا میں شہید ہو گئے اور عبید اللہ سے حضرت عباسؓ کی نسل بڑی۔

روضہ مبارک: کربلائے معلیٰ عراق میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔

حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام

نام: مسلم - والد کا نام: عقیل - والدہ کا نام: علیہ تھا - حضرت ابو طالب آپ کے دادا اور امیر المومنین حضرت علیؑ آپ کے حقیقی چچا تھے - آپ بنی ہاشم کے ایک ممتاز فرد تھے - آپ کی شجاعت کا پہلا مظاہرہ فتوحات مصر میں ہوا - ۳۰ھ میں میدان صفین آپ کی شجاعت و بہادری کے کارناموں کا دوسرا مرکز بنا - آپ لشکر معاویہ کی جس صفت پر حملہ آور ہوتے فوج کا سقراط ہو جاتا - تیسرا معرکہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں کوفہ میں ہوا - آپ کی تیغ آبدار نے ابن زیاد کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے اور آپ کو دھوکہ سے گرفتار کیا گیا -

شہادت: - ۹ ذی الحجہ ۳۵ھ کو بکران حمران نے ابن زیاد کے حکم سے جناب مسلم کو بالائے قبصرے جا کر شہید کر دیا -

ازواج و اولاد: جناب مسلم کی زوجہ جناب رقیہ بنت حضرت علیؑ سے ایک صاحبزادی حمیدہ اور ایک صاحبزادے عبداللہ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے آپ کی دوسری زوجہ سے جو کثیرہ تھیں محمد پیدا ہوئے جو کربلا میں اپنے بھائی عبید اللہ کے بعد شہید ہوئے - آپ کی تیسری زوجہ جو جناب جعفر طیار کی صاحبزادی تھیں محمد ابراہیم پیدا ہوئے جو شہادت جناب مسلم کے بعد کوفہ میں دریائے فرات کے کنارے حادث معلون کے دستم سے شہید ہوئے آپ کی صاحبزادی حمیدہ مع اپنی مادرِ گرامی کے امام حسینؑ کی محذرات عصمت و طہارت کے ساتھ واقعہ کربلا میں موجود تھیں -

روضہ مبارک: آپ کا روضہ کوفہ میں ہے -

حضرت مختار علیہ الرحمہ

نام: مختار - کنیت: ابواسحاق - لقب: کیسان تھا - کربلا کے معنی عقلمندی ہوش مندی کے ہیں - والد کا نام: ابو عبیدہ ثقفی - والدہ کا نام: دومنہ الحنا - ولادت: حضرت مختار کی تاریخ ولادت کا پتہ نہیں چلتا لیکن یہ بالکل درست ہے کہ آپ ۳۵ھ میں پیدا ہوئے - حضرت مختار بنی ہوازن کے قبیلہ ثقیف کے حشم و چہراغ

تھے۔ یہ قبیلہ جرأت و بہمت شجاعت و بہادری میں مشہور زمانہ اور اپنی نظیر آپ تھا۔ آپ کے اجداد ثقیف نامی ایک عظیم شخصیت گذری ہے۔ جس کی طرف قبیلہ ثقیف منسوب ہے جس کا تعلق بنی ہوازن سے ہے۔ حضرت مختار کے دادا مسعود ثقفی تھے۔ ان کے والد عمر ثقفی تھے۔ حضرت مختار کے چچا جناب مسعود کے بیٹے سعد تھے۔ یہ سب کے سب بڑے جانا باز و دلیر تھے۔ انہوں نے میدان جنگ میں بڑے بڑے کارنامے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ حضرت مختار بہت ذہین، بلند بہمت، کریم الطبع تھے۔

شادی ۳۱ھ میں جناب ابو عبیدہ ثقفی کی وفات کے بعد سے حضرت مختار سعد بن مسعود ثقفی کے ہمراہ رہنے لگے۔ جب آپ کی عمر ۲۵ سال ہوئی تو جناب سعد نے آپ کی شادی امّ ثابت بنتِ سمرۃ ابنِ جندب الضراری سے کر دی۔ دوسری شادی عمرۃ بنتِ نعمان بن بشر الانصاری سے ہوئی۔ یہ بیویاں حضرت مختار کی زندگی بھر موجود رہیں۔ حضرت مختار کی شہادت کے بعد پہلی بیوی امّ ثابت تو محفوظ رہیں اور دوسری بیوی عمرۃ بنتِ نعمان ۳۴ھ میں معصب ابنِ زبیر کے لشکر کے ہاتھوں قتل کر دی گئیں۔

شہادت : مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت مختار کی شہادت نصف رمضان ۳۴ھ میں ہوئی۔

روضة مبارک : آپ کا روضہ مبارک کوفہ میں ہے۔

دورانِ واقعہ کہ بلا آپ قید میں تھے۔ واقعہ کہ بلا کے بعد آپ رہا ہوئے تو آپ نے قاتلانِ امام حسینؑ کو چن چن کر قتل کیا۔ آپ کی ہیبت سے دشمنانِ حسینؑ چپے پھرتے تھے۔ حضرت مختار نے خونِ ناحق کا ایسا بدلہ لیا کہ ان کے کارناموں کو سن کر ذل کو قدرے سکون ملا ہے۔ حضرت مختار کی وجہ خلقت ہی یہ تھی کہ وہ خونِ امام مظلوم کا انتقام لیں گے۔

جناب حبیبؑ ابنِ مظاہرؑ سیدی علیہ السلام

نام : حبیبؑ جس کے معنی دوست، معشوق، یار کے ہیں۔ القاب : سابق ولی۔ صفی، ناصر، مجاہد، صابر، بطل، شہید، مظلوم، مقتول، مخدول، صدیق، عالم، معراج، شفیع، سیدی طاہر، والد کا نام : مظاہر محمد۔ نسب : حبیب کے اجداد کا تعلق ازہر سے تھا۔

ولادت: ۱۳ ربیع الآخر ۵۰ھ روز چہار شنبہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے
 ضعیفی میں داڑھی خضاب آلود رہا کرتی تھی اور آپ پیری میں بھی بہت حسین نظر آتے تھے۔
 شہادت: ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ آپ حضرت امام حسینؑ کے بچپن کے دوست
 تھے اور امام حسینؑ سے کمال درجہ محبت کرتے تھے۔

شجاعت: روز عاشورہ آپ نے بھی اپنے دوست کی نصرت فرمائی۔ آپ
 بالکل ضعیف ہو چکے تھے۔ لیکن شجاعت و دلیری کا یہ عالم تھا کہ جس طرف حملہ کرتے تھے دشمن
 کی صفیں تاراج ہو جاتیں۔ سپاہِ شام کے قدم اکٹھا جاتے آپ نے روز عاشورہ جنگ کر بلا
 میں پے در پے چار حملے کئے اور سینکڑوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آپ کی دلیری پر کفار
 دم بخود تھے۔ آپ مصروف جنگ تھے کہ نیزہ بازوں نے آپ کو گھیر لیا اور بنی تمیم کے ایک
 شخص نے آپ پر نیزے سے وار کیا۔ آپ گھوڑے سے گرے آپ اٹھنا چاہتے تھے کہ
 کہ حصین بن تمیم نے سر مبارک پر تلوار سے وار کیا اور آپ درجہ شہادت پر پہنچا دیے۔
 مدفون: آپ کا قبر مبارک حضرت امام حسینؑ کے سرہانے ہے۔

زوجہ و اولاد: آپ کی ایک بیوی تھیں اور ایک فرزند قائم تھے جنہوں نے
 اپنے باپ کے قاتل کو معصوب بن زبیر کے لشکر میں شامل ہو کر قتل کیا۔

بی بی پاکدامن

(مزار) امپریس روڈ۔ لاہور

بی بی رقیہ بنت حضرت علیؑ المشہور بی بی حاجہ، ہمیشہ حضرت عباسؑ کے ہمراہ
 پانچ ہمشیرگان حضرت سلم بن عقیل برادر حضرت علیؑ جن کے نام تاج، سحر، نوا، گوہر
 اور شہنازہ تھے بحکم حضرت امام حسینؑ بمقام لاہور تشریف لائیں جن کی آمد
 پر قریب و جوانہ کے راجوں کے بت کدے سے سرد ہو گئے اور بتوں میں قنور
 و خلل پڑ گیا۔ جس پر ان بیبیوں کو واجد کے دربار میں طلب کیا گیا۔ ان کے جانے
 سے انکار پر راجوں کے سردار نے اپنے ولی عہد کنور کو ان کو زبردستی لانے کے
 لئے بھیجا جو انکی کرامات سے مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا اور جس کا بعد میں نام عبداللہ بابا
 خاکی ہوا اور مزار کا مجاور ہوا۔ بی بی رقیہ کے اللہ تعالیٰ سے دعا کہ تھے یہ چھ بیبیاں
 زمین میں سما گئیں جن کا مزار امپریس روڈ لاہور میں ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب "اولیائے لاہور"

جنت البقیع کی اہمیت

اِنَّ الْوَرَعَ كَانَ فِيْ هٰذَا الْمَوْضِعِ

مدینہ منورہ میں ایک پاک مقام ہے جس کا نام جنت البقیع ہے۔ اس مقدس زمین میں اصحاب رسولؐ، ازواج رسولؐ، اولاد رسولؐ، اقرباء رسولؐ، ائمہ دین و عظیم علماء مدفون ہیں اور مکہ معظمہ میں ایسا ہی مقام جنت المعلیٰ ہے۔

اس قبرستان کی تاریخ سلمہ سے شروع ہوتی ہے۔ اس مقدس جگہ پر سب سے پہلے دفن ہونے والے حضرت عثمان بن مظعون تھے۔ حضرت عثمان کا وہ مقدس ہستی پتھی جو آنحضرتؐ کے رضائی بھائی تھے۔ خاص صحابی تھے مہاجر تھے اور مدنیوں میں سے ایک تھے۔ آپ دفن ہو چکے تو حضورؐ نے صحابہ سے کہا کہ وہ ایک بھاری پتھر لے کر آئیں پتھر اتنا بھاری نکلا کہ تمام صحابہ بھی مل کر اسے نہ اٹھا سکے۔ پھر حضورؐ نے خود آستینیں چڑھا کر اسے اٹھایا اور لاکر حضرت عثمان کی قبر پر نصب کیا اور فرمایا: یہ پتھر میں اس لئے رکھا ہوں تاکہ نشانی رہے اور جب میرے اہلیت سے کسی کی وفات ہو تو میں اسے اس جگہ کے نزدیک دفن کروں داسد الغابہ از علامہ شمس الدین ابن جزری

مذکورہ پتھر کی اونچائی کے بارے میں صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ خارجیہ ابن زید نے کہا کہ ایام نوجوانی میں ہم دوست لوگ کھیلنے رہتے اور سب سے اونچی چھلانگ لگانے والا وہ ہوتا جو اس پتھر کے اوپر سے چھلانگ لگا جاتا۔

پتھر نصب کرنے کا وجہ اُن حضرات نے یہ بتائی تھی کہ نشانی باقی رہے اور یہی سبب مزار کی بنیاد ہے کیونکہ مزار قبر کی نشانی قائم رکھنے کے لئے ہی بنتا ہے۔ حضورؐ اس قبر کی زیارت کے لئے بھی جایا کرتے تھے جس حقیقت کو اسد الغابہ نے نقل کیا ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ام المومنین جناب عائشہ سے روایت ہے کہ اُن حضرات نے حضرت عثمان بن مظعون کی لاش کو چوم لیا اور آپ کے دونوں رخا روں پر آئسو بہا رہے تھے۔ اُن حضرات کا لاش کو چوم لینا اظہار محبت تھا یا اظہار تعظیم تھا جو کچھ بھی ہو مگر اس واقعہ سے قبر کو چومنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قبر سے اظہار محبت صاحب قبر سے اظہار

محبت ہے۔

موجودہ مضمون میں پیش کردہ حوالے اہل سنت والجماعت کی کتابوں سے اخذ کردہ ہیں جنہیں پڑھ کر قارئین کرام جان لیں گے کہ قبر پر عمارت بنانا جائز و مباح امر ہے جس کی تائید آنحضرتؐ، اہل بیتؑ، اہل بیت رسولؐ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ و علماء اسلام کے قول و عمل سے اور قرآنی آیات سے ہوتی ہے۔ جنت البقیع کے پاس زمین میں جو ہستیاں مدفون ہیں ان میں ایک جناب صدیقہ طاہرہ بھی ہیں۔ جن کا تقدس مقبرہ توڑنے والے نے احکام شرعیہ جو اہل سنت والجماعت میں مقبول ہیں ان کی توہین و تمسخر کیا ہے۔

کتاب "انوار غیبیہ" میں مولانا عبد الرزاق صاحب نے لکھا ہے کہ قبر حرم کے مانند "یعنی روح کا تعلق قبل از وفات جیسا جسم کے ساتھ ہوتا ہے بعد الموت وہی تعلق قبر کے ساتھ ہوتا ہے۔ دوران جہات جسم کو ایذا پہنچتی ہے تو روح کو تکلیف ہوتی ہے اور اسی طرح مردہ کے بعد جیسا برتاؤ قبر سے کیا جائے گا، مدفون کو ویسی ہی غم و خوشی میسر ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ فرد کی تعظیم جیسی اس کے دوران حیات ہوتی تھی بعد وفات بھی کی جائے۔ جیسی تعظیم شریعت کی رو سے ناجائز ہو وہ نہر حال میں ناجائز رہے گی۔ نشانی باقی رکھنے کے لئے قبر کی تعمیر کی کہ واثا درست ہے۔

مندرجہ بالا تقریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ جن باتوں سے ایک زندہ آدمی تکلیف ہوتی ہے انہیں باتوں سے میت کو بھی تکلیف ہوتی ہے کسی آدمی کا گھر گھر سے اسے جیسی تکلیف پہنچتی ہے ویسی ہی تکلیف میت کو اس کی قبر ڈھلنے سے پہنچتی ہے۔ مستدام احمد بن حنبل میں حضور کا قول ہے کہ جس نے قریش کی توہین کی ان کی

کتابوں کو تاراج کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جنت البقیع کے مقبروں کو توڑنے والے نجدی امام احمد بن حنبل کے پیرو ہیں۔ اگر یہ قول سچ ہے تو قریش کے بزرگوں کے مقبرے توڑ کر ان لوگوں کے اپنے امام کے قول کی توہین کا ہے۔

جن بزرگ ہستیوں کی قبریں نجدیوں کے قہر و غضب کا شکار ہوئیں۔ ان میں ایک حضرت عبدالمطلبؑ ہیں۔ آپ حضورؐ کے دادا تھے۔ آپ کے کامل ایمان اور یقین کی تشریح سورہ فیہ ہے۔ میرے ہی دیگر مضمون میں اس کا مختصر ذکر ہے۔ میرے مضمون میں ہے کہ آنحضرتؐ بڑے فخر کے ساتھ خود کو حضرت عبدالمطلبؑ کا بیٹا کہتے تھے۔

دوسرے بزرگ حضرت ابوطالبؑ اُن حضرت کے چچا ہیں۔ ان کا تعریف میں خداوند عالم نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کو ارشاد کیا۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ يُتِمُّ قُلُوبَنَا** کیا تم کو یتیم نہیں پایا اور پناہ دی۔ سب جانتے ہیں کہ حضورؐ کو دوران یتیمی پناہ دینے والے حضرت ابوطالبؑ تھے ان کے کالی الایمان ہونے کا ثبوت ان کے کثیر التعداد اشراف ہیں۔ ذیل میں دیا ہوا شعر سیرت ابن ہشام سے لیا گیا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ اَنَا وَجَدْتُمَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا

کہو میں خطبی فی اول النکتب

ترجمہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا نبی پایا جیسے مولیٰؐ تھے اور جن کا ذکر کتب اولین میں ہے۔

قریش کے ان دو بزرگ ترین ہستیوں کے مقبرے جو مکہ میں واقع ہیں نجدیوں نے گرا دیئے۔

اب ہم ایک نظر حنت البقیع کی طرف کریں اور دیکھیں کہ کن کن بزرگ ہستیوں کے مقبرے نجدیوں نے توڑ دیئے ہیں۔ اس کے پاس قبرستان میں دفن ہوئے والے دوسرے جناب ابراہیمؑ ہیں۔ یہ حضورؐ کے فرزند تھے۔ ان کے بارے میں ابن عساکر امام احمد و ابن ماجہ کا قول ہے کہ وہ اگر زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے۔ کتاب اسد الغابہ میں ہے کہ فضل ابن عباسؓ نے حضرت ابراہیمؑ کو غسل دیا، اور فضل اور اسامہ بن زید نے ان کو قبر میں اتارا۔ جب وہ دفن ہو گئے تو حضورؐ آپ کی قبر کے پاس بیٹھے اور بقول حضرت وبریہؓ اس پر پانی چھڑکا۔ یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

حنت البقیع کی اہمیت حضورؐ کے قول و فعل سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کتاب روئے الاحباب میں جناب عائشہؓ سے منقول ہے کہ ایک دن اچانک رات کو میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ باہر جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ”آپ کہاں جا رہے ہیں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا یہ حکم ہے اور میں جنت البقیع میں جو مدفون ہیں ان کے لئے دعا کرنے جا رہا ہوں۔

جناب عائشہؓ سے ایک اور واقعہ بھی منقول ہے کہ ایک دن وہ اُن حضرت کی تلاش میں نکلیں اور انہیں جنت البقیع میں پایا۔ حضورؐ قبروں سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے۔ ”اے سلامؑ“ منین تم پر میرا سلام ہو۔ محمدؐ میں سونے والو تم اس وقت ہم سے جدا ہو مگر بہت جلد ہم تم سے اکٹریں گے۔ پھر وہ اُن کے ثواب سے توہین محروم نہ رکھیں۔ پالنے والے رقیع

میں دفن ہونے والوں پر تو اپنی رحمت بھیج۔

اہل بیت بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اور جناب عائشہ نے بھی وصیت کر رکھی تھی کہ مجھے میری بہنوں (ازواج رسول) کے پاس دفن کرنا۔ جناب عائشہ کا یہ قول جنت البقیع کی قضیت کی دلیل ہے۔ آنحضرتؐ سے چچا زاد بھائی عقیس ابن ابوطالب کی قبر بھی بقیع میں واقع ہے۔ اس قبر کے بارے میں شیخ عبدالحق درکوی نے کتاب جذب القلوب میں لکھا ہے کہ ان کی قبر کے نزدیک دعا کے قبول ہونے کا اثر پایا گیا۔ عباس ابن عبدالمطلب بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں۔ اس قبر کی عظمت کے بارے میں اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ قحط کے دوران وہاں کے باشندے اس قبر کا واسطہ دیکر دعا کرتے اور باران رحمت برستا۔ ان کے علاوہ جناب فاطمہ بنت اسد اور خاندان رسول کے بہت سے افراد، صحابہ کرام امام مالکؒ، اور خاتون جنت جناب فاطمہؓ کے مقبرے تھے۔ جناب فاطمہؓ زہراؓ کے روضے میں امام حسنؑ، امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کی قبریں تھیں۔ مدینہ کے ان مقبروں کو ڈھایا گیا تب میرے خلیفہ حضرت عثمان کے مقبرہ کو بھی ڈھا دیا گیا۔

ان مقدس ہستیوں کا تعارف جن کے مقبروں کے ساتھ نجدیوں نے بے حرمتی کی حسب ذیل ہے کتاب صبح مسلم میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہؓ میرا جبر ہے جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو تکلیف دی اور اللہ کو تکلیف دینے والا کافر ہے۔

جناب عائشہؓ فرماتی ہیں ”میں نے کسی کو بھی جناب فاطمہؓ زہراؓ سے بڑھ کر صورت اور سیرت میں آنحضرتؐ سے زیادہ مشابہ نہیں پایا۔“

ترہذی میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں فضل الخطاب میں زہری کا قول ہے کہ میں نے قریش میں امام زین العابدینؑ سے بڑھ کر کسی کو افضل نہیں پایا۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے امام محمد باقرؑ کو بذریعہ جابر بن عبد اللہ انصاری سلام کہلاوائے۔ زوائد المصطفیٰ میں عمر ابن مقلد کا قول ہے کہ جب میں نے جعفر ابن محمد کو دیکھا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اولاد نبیؐ ہیں۔ اس مبارک روضہ کی قضیت کے بارے میں صواعق محرقہ ابن حجر عسقلانی فضل الخطاب از خواجہ۔ پارسا اور المصطفیٰ از صدر الدین میں اقوال موجود ہیں۔

کچھ افسوس کی بات ہے کہ قرآن مجید میں ایک آیت سورہ کہف میں موجود ہے قال الذین غلبوا... مسجد اہل اور غالب آنے والوں نے کہا کہ ہم ان پر ایک مسجد بنائیں گے یغیر ان القرآن کے مطابق غالب آنے والے مسلمان تھے اور اللہ نے قبروں پر مسجد بنانے کا تعریف کیا ہے۔ مگر نجدیوں نے تو مقبروں کو تاراج کر دیا۔

شجرہ حضرت آدمؑ

حضرت آدمؑ ۹۳۰

ہابیل نیک صالح مقتول | قابیل فاسق ناجور قاتل

شیث ۹۱۲

انوش ۹۵۰

تینان ۹۱۰

مہلائیل ۸۹۵

یہود ۹۶۳

حضرت ادریش ۵۹۵

متوشلخ ۹۲۹

ارمخ لاک ۷۷۰

حضرت نوحؑ ۹۵۰

ہام | یاقث حام

عرف کنعان | سام ۶۰۰

نافرمان بیٹا | ارفخشذ ۴۳۸

سالم صالح ۴۳۳

حضرت ہود ۴۳۲

تافع ۲۳۹

ارغو ۲۲۷

ساروغ ثاروخ یا شروخ ۲۳۰

ناحور یا تاخو ۱۳۸

تارخ ۲۰۵

حضرت ابراہیمؑ ۲۷۵

حضرت اسماعیلؑ ۲۳۷

قیدار ۴۹۵

گل ۴۳۰

یزت ثابت ۳۷۵

سلامان ۳۵۰

سمیع ۶۵۰

الیمع ۲۰۵

ادو اذر

آد عود ۳۰۵

عود نغان → عدنان → امدن مک

آباد → معد → نغان

ربیع → تزار → آباد → امار

غیلان → مصر ۶۵ →

عامر → ابیاس ۱۵۰ → عمیرہ

مدرکہ - ۱۲۵ → حزقیل بت حارث

ہون → خدمیہ ۱۳۵ → اسد

نہر نقر → کتا نہر → خیلہ ۲۱۰

نضر ۱۲۰

اسد → مالک ۱۳۰ → عمارت حارث ۴۱۰

میر ۱۲۰ → قبیلہ قریش

غالب ۱۱۵

قیم → لوی ۱۰۵ → عامرہ

عافتہ → کعب ۱۱۰ → حصین

عوت عدی → مرۃ ۳۰ → قبیلہ عمر بن خطاب

کلاب ۱۱۹ → قیم عبد مناف → لکھیم

قضی ۴۲۰ → عبد الدار عبد العزی → اسد

عبد مناف ۱۱۵ → خلیلہ

عبد مناف ۱۱۵ → خلیلہ

خلیلہ

حضرت عبدالملک بن مغزلہ



حضرت ابیطالب

حضرت عبداللہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

حضرت قاضی زہرا

حضرت امام حسنؑ

حضرت امام حسینؑ

امام زین العابدینؑ

امام محمد باقر

امام حنفی ص ۲۰۰

امام موسیٰ کاظمؑ

امام علی رضا

شاہ حسن عرف روشن چراغ - عائشہ - امام محمد تقیؑ - حیدر قانع - ابراہیم یعقوب حسین

ابو محمد حسن

بی بی سیدہ

مزارع

امام علی نقی ع

علی نقی

شاہ علی نوری

امام حسن عسکریؑ

علی اکبر

امام مهدی آخر الزما

محمد تقی کربلائی (مطابق ۱۱۹۰)

محمد تقی کر بلانی

محمد علی تقی

سید محمد محمودی

سید محمد مولانی

سید علی نوری بیزواری اول

نعمت الله

رخاندان حافظ قاری جعفر علی

جلالی بیہقی

سید شاہ میر (ص ۱۲۹ پر)

سید محمد

سید محمود برقعہ پوش

(مزار شاہ پور دہلی)

میر سید حسن (مزار شاہ پور دہلی)

(ص ۱۳۱ پر)

علاؤ الدین

سید علی بیزواری ثانی مورث اعلیٰ

سید مسیح (نسل ایران میں)

(نسل جارچہا (خاندان چہارم)

سید خان عرف سید جی

علی اکبر

علی اصغر

سید علی امجد

(نسل درچہولس)

راح علی

فاضل علی

سید خان میر

(ص ۱۳۸ پر)

حسین علی

ناصر کلان

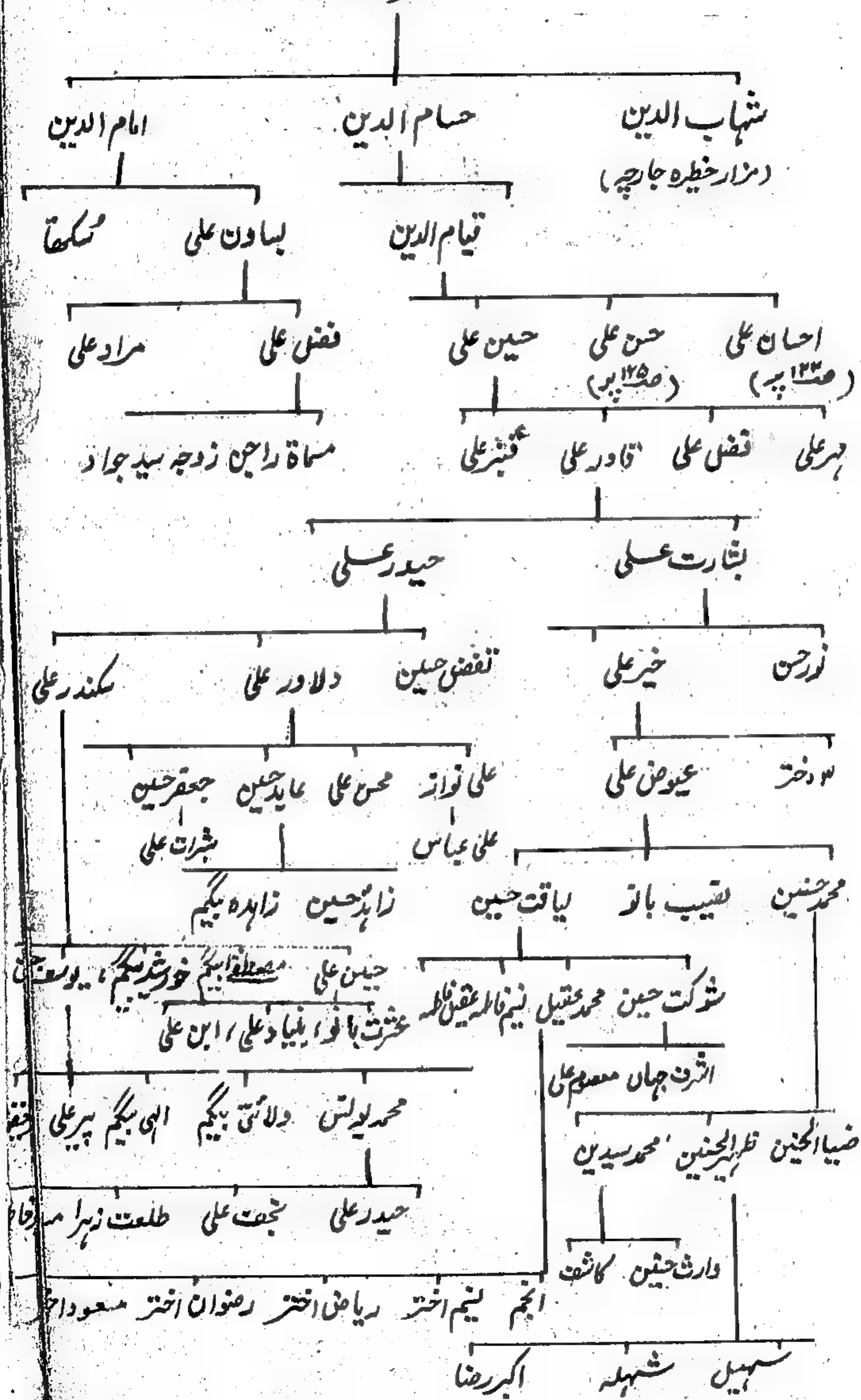
مسعود

تاج الدین

بہکاری شاہ

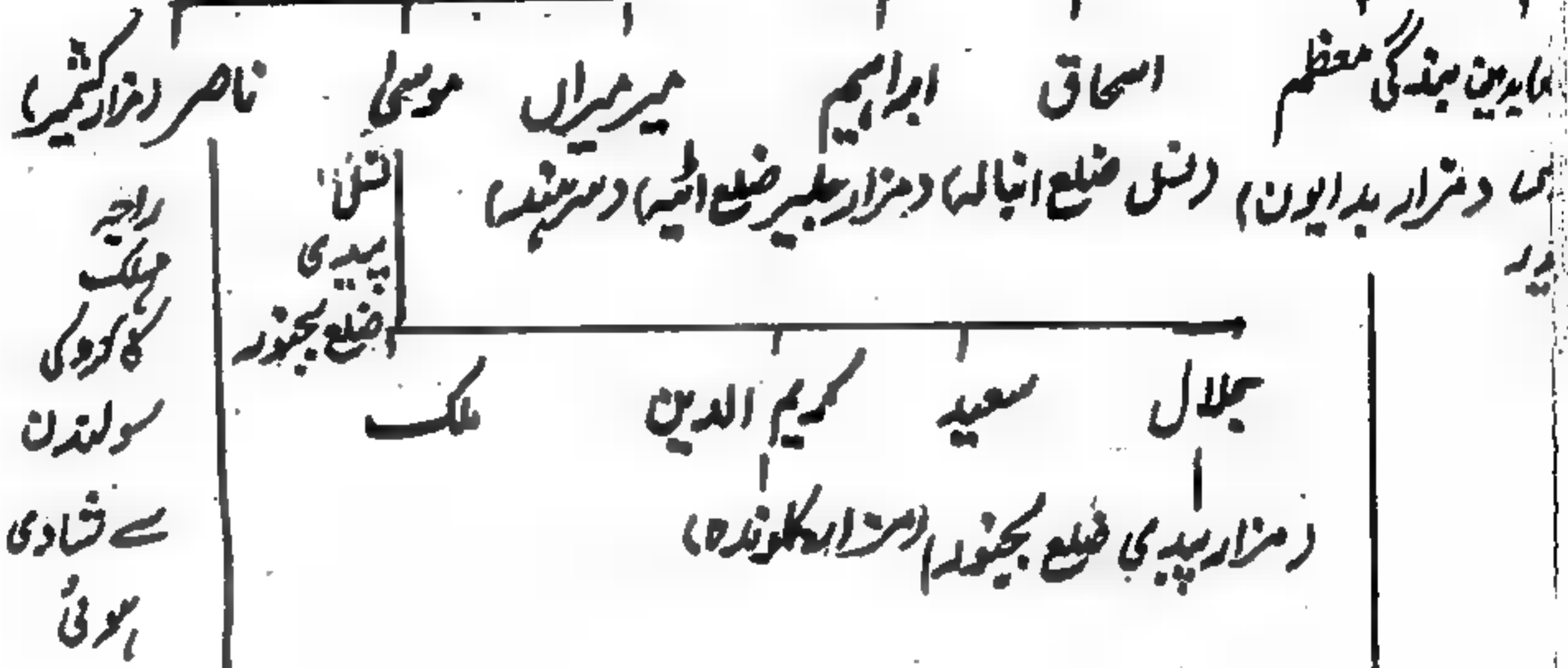
ناصر خرد

(ص ۱۴۰ پر)



میر سید حسن بن سید شاہ میر

مزار شاہ پور (دہلی)



محمود و حافی عرف محمود رومی

سید محمد خاں سید علی خاں سید زین خاں

(خانہ دان کاٹھ جارجہ) (خانہ دان بولا جارجہ)
(۱۳۳۳ھ) (۱۳۵۵ھ)

سیمان

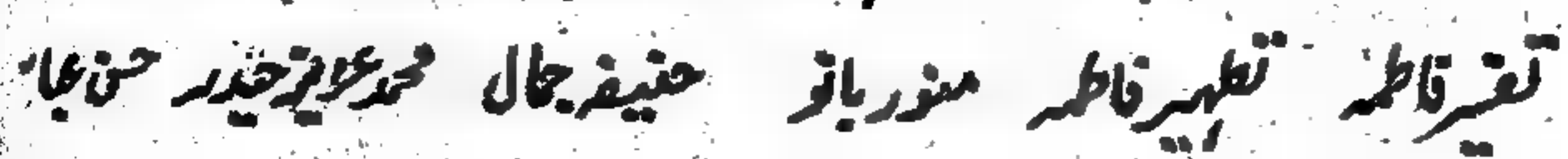
اسلم و عاصم

(خانہ دان مٹولی)

خانہ دان نو گھریا

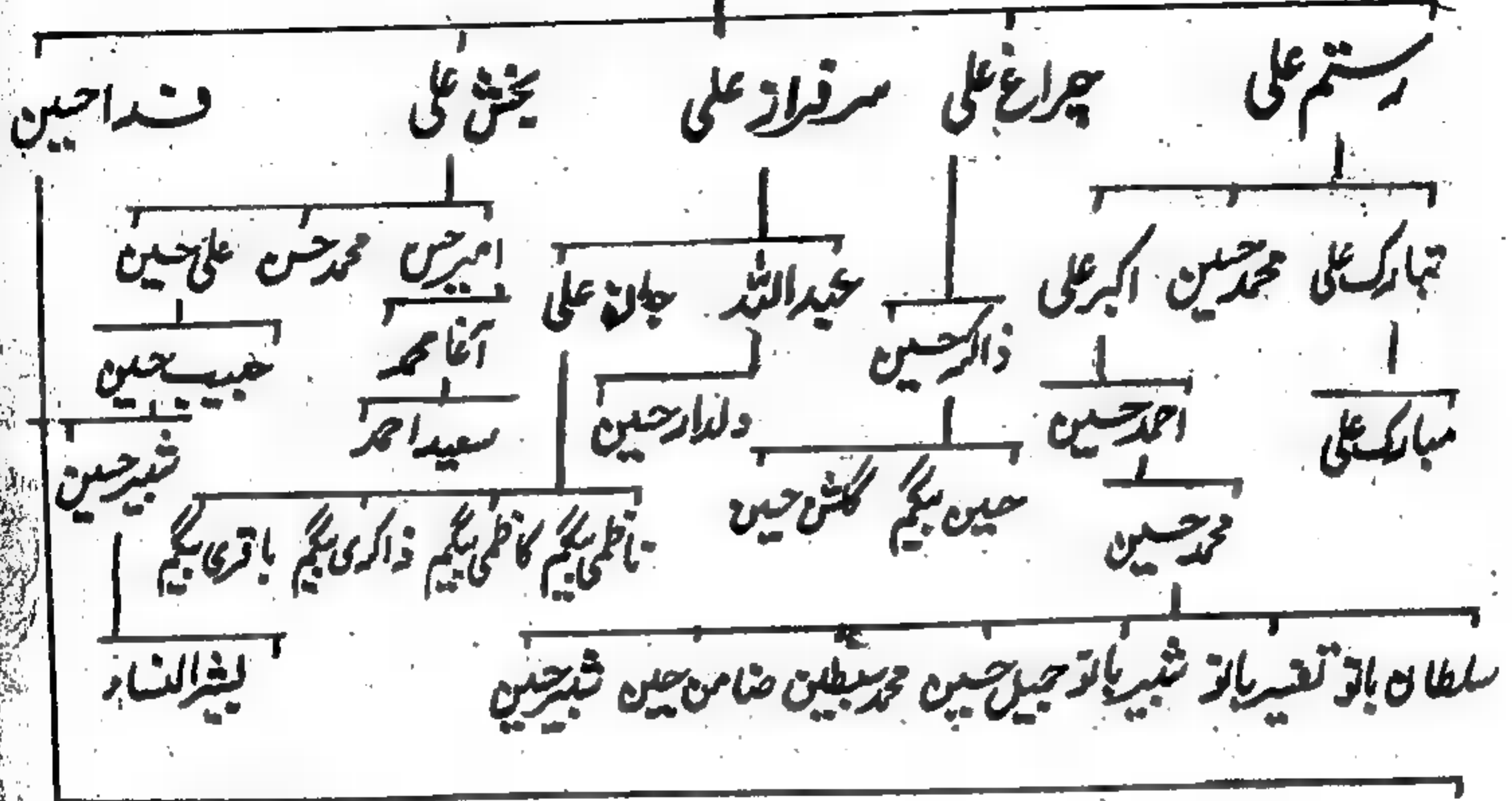
۱۳۱۱ھ

(لاجر عدم توازن تفصیل نہیں دی جاسکتی)



[illegible]

غلام علی بن احسان علی



مشتاق حسین

اشفاق حسین

منقر اقبال منقر سلیم نفیس بانہ مظفر سبطین

حام الدین حیدر انتظار حیدر انتظار فاطمہ

اسد رضا اقبال حیدر سلطان حیدر

فرحت اقبال محمد رضا فرحت اقبال

شیم حیدر نسیم حیدر جعفر رضا ذوالفقار حیدر نیاز حیدر شیم

سرور رضا قیصر رضا شہناز اقبال قناد شالہ زوب

ذوالفقار علی محمد علی تحریز علی حسین علی پروین گلزار فاطمہ زہرا

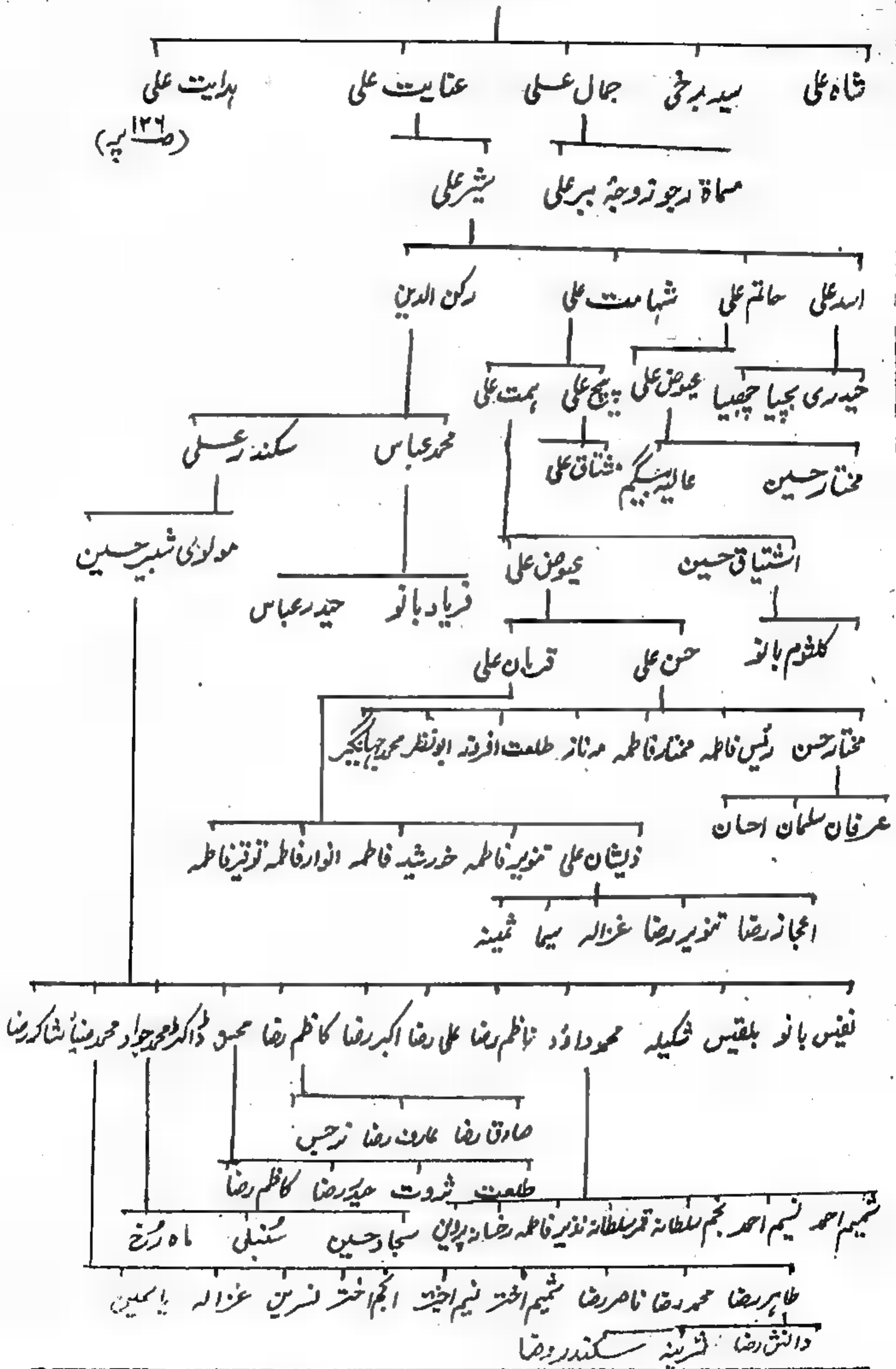
نسیم حیدر حبیب حیدر شعیب حیدر صادق رضا تہذیب حیدر سرت طلعت

عظمت حیدر عظمت فاطمہ

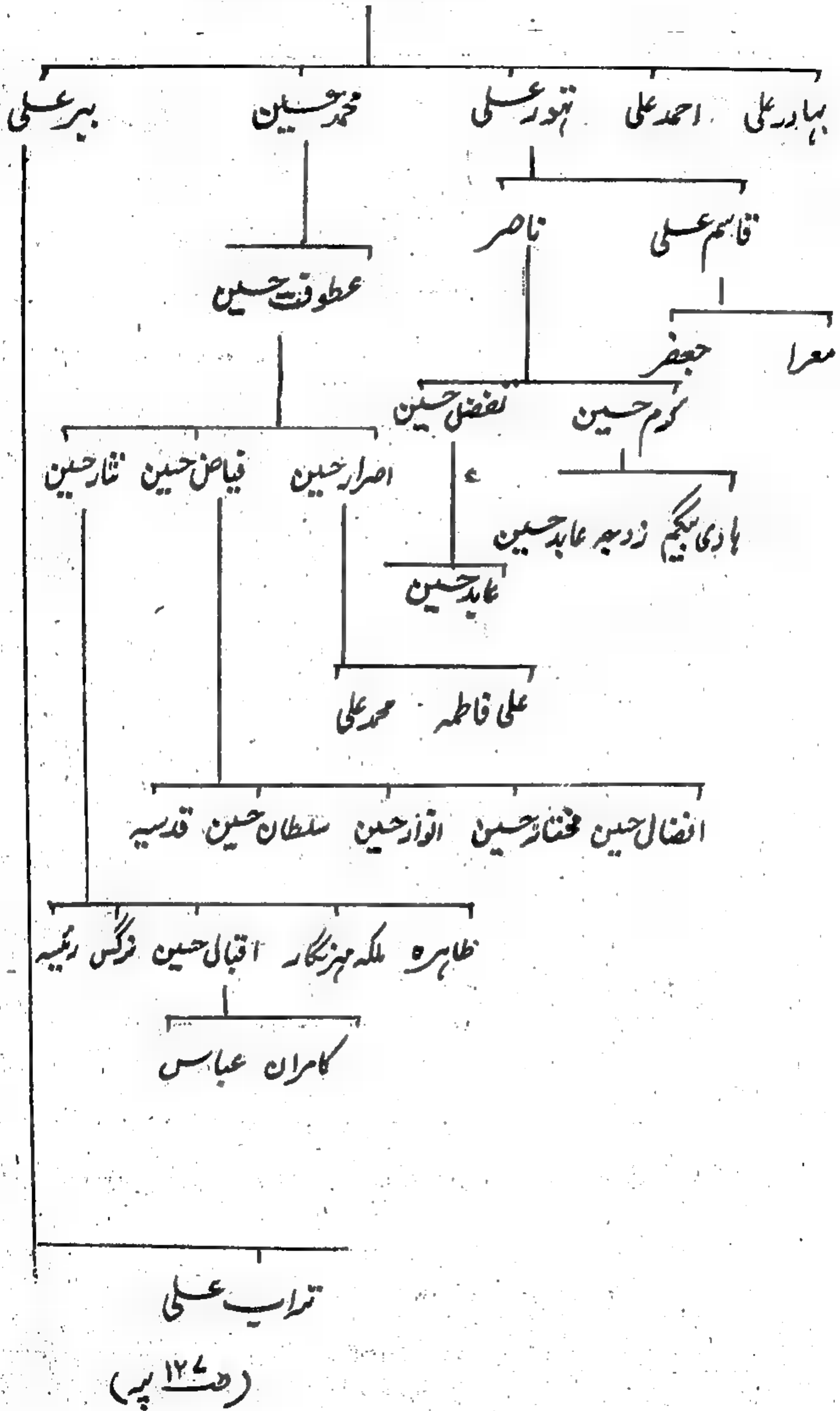
نذیم حیدر صدف نوریز نسیم حیدر نسیم حیدر ظہیر حیدر شبیر حیدر رضا حیدر تنویر حیدر

اصغر رضا نسیم رضا لیسر رضا مظفر رضا محمد رضا

حسن علی بن قیام الدین



ہدایت علی بن حسن علی



تراپ علی بن بر علی

شفا عت

احسان حسین

مقبول حسین

آغا علی

آل علی

سبط احمد

ہاشم علی

آل رضا

محمود رضا شاہد رضا محمد رضا حسن رضا

مظاہر الحسن یوسف آغا شاہد نیردان ضیاء شبیر منظر زیاں عبدال

ظہیر علی

فقیرہ رشیدہ سعیدہ سنجیدہ سید احمد علی احمد آل احمد

نجم محمود حسین صفدر علی

نرجس نادرہ عصمت سیمہ اقبال احمد عامر احمد سلیم احمد

سلطان احمد صغیر احمد مقبول احمد جمال احمد مراد نام یغیر فرحانہ سیمہ رانی

نایاب جہاں سکندر جہاں نسیم یاسمین زہرا ملکوت پردین عزیز احمد شاہد احمد حبیب احمد

مہدی حسن

کلب حسن

مولوی این حسن جادو چری سلطان باقہ عزیز باقہ کنیز باقہ

زیر حسین

علی حسن جہاں امرا نام سید محمد مشہور

فیروز حسین عقیق حسین الاس حسین جواد حسین شفیق بانہ یاقوت حسین

صبا حسن

بابہ مظاہر حسین انتظار مہدی

نامیدہ رشیاں شمس سعید حسن رئیس

گوهر حسین افروز حسین کوثر حسین

فیضان ہوش بنیاد عدنان

ملکری عشرت حسین خادم تمہیدہ زہرا تمہیدہ زہرا تمہیدہ زہرا

ادیب الحسن ربابہ تمہیدہ الحسن عینہ

عاصم

شجرہ راجو پٹی

سید علی سبزواری ثانی

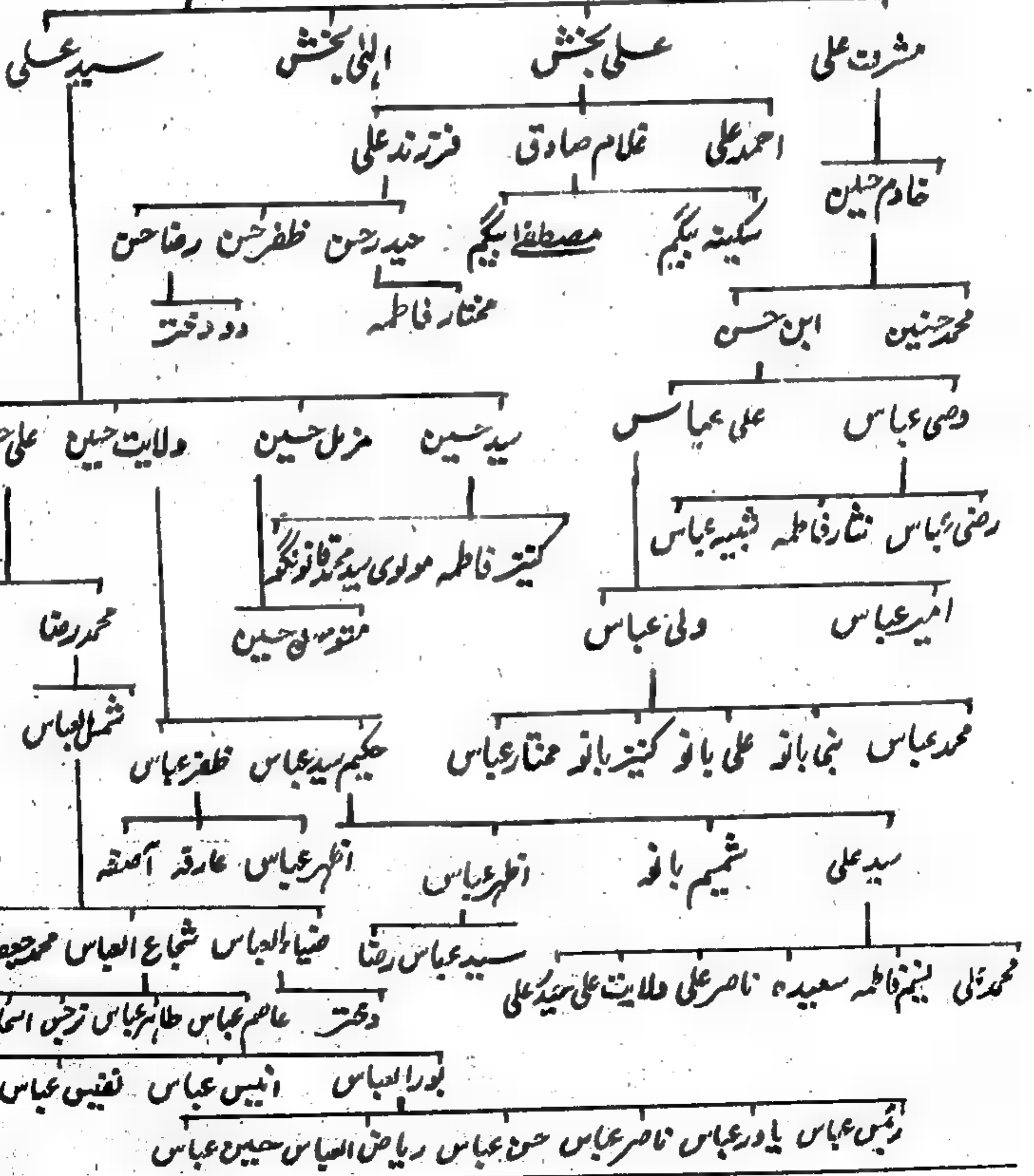
سید نان عرف سیدی
راج علی

شمس الدین

چاند علی

بہار علی

معظم علی

راج علی ثانی
امام بخش

ابو تراب - ابو القاسم - ابو المعانی

ابو ری
ری
ل

علی کبیر

پاشتم

محمود

مولوی احمد

مولوی سید محمد

مولوی ابو تراب

سید علی خان

حافظ مولوی سید محمد علی

حکیم رحم علی

کرار حسین

کرامت علی محفوظ علی

فضل علی

(ضابطہ)

مرتاز حسین

ناظر حسین

فرمان علی

نائب حسین

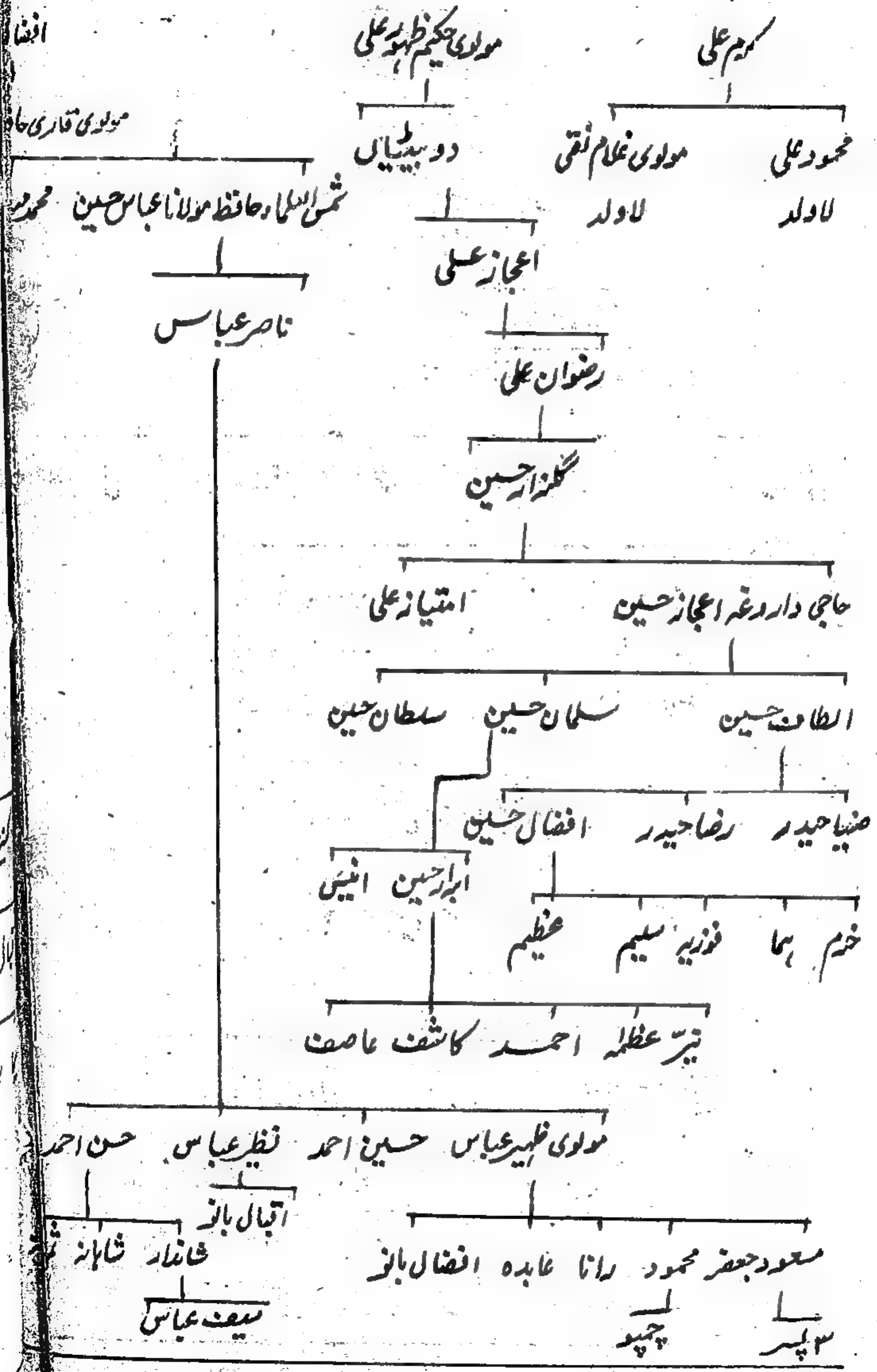
خدا بخش عرت (جیوٹا)

(جیوٹا)

ریاض مصطفیٰ

وقار فاطمہ

حکیم رحم علی



خاندان متولی

محمود روجی

سلیمان

ابراہیم

شاہ سلیم

جمال محمد

کمال محمد

محمد عبوش

سید محمد روح

افضل علی

غلام حسین

احمد علی

ظہور حسن

شفقت حسین

محمد طاہر

(ص ۱۳۲ پیہ)

نذیر حسین

کنیز عباس

مندہ حسن

قبال جہاں قمر جہاں علی حیدر سیدہ راحت جہدی حیدر

یما بنت حیدر صبا ہما جتا رضا حیدر اولاد حیدر دھی حیدر سبط حیدر

حسن رضا

صاحب حسین

حسن رضا

شبیر رضا

مظاہر رضا مظاہر رضا اظہر رضا

غضنفر حسین

محمد طاهر بن ظہور حسن

زاد حسین

حامد حسین

عابد حسین

مختار حیدر سلطان باقر عباس حیدر

رضاحین

زیب النعام نصیر حیدر رباب

اصغر حسین

دختر شہزاد

امیر حیدر

منیر حیدر

وزیر حیدر

وزیر قاطم

بنت صفرا

نصیر قاطم

تنویر قاطم

نعیم قاطم

خاندان کاٹھ والا

بندگی منظم

سید علی خاں

منظہر (قادر)

جمالی

طیف صالت میرخان یعقوب

سید در کاٹھ

فیض علی

کریم علی

احسان علی

غلام علی

عنایت علی

پیر علی

اکبر علی

کرامت علی

(ص۔ پیر)

مرہان علی

حسین بخش

برکت علی

دختر

رعایت حسین

شفاعت علی

محمد اختر یعقوب اختر سعید اختر ہدی حسن

دختر

حیدر رضا

دکتر دختر

محمد حسن محمد لقی سید محمد حسن

عرف پردا

غلام مصطفیٰ

چھ لپہ

دو دختر

سید عباس عرف جمعہ

پیر علی بن احسان علی

امام بخش

امانت علی

سید علی

شہامت علی

انظر حسن

کرم حسین دختر محمد علی

حسین علی دختر

ظہور حسن

میرا حسن

ام الحسن

منظر حسین

عزت

کالی

عیوض علی

ظہور اکبر

ظہور سیدہ

ظہور اختر

وحید اصغر

خاندان بولا والہ

بندگی معظم

سید محمد خاں

سید زین خان

شمس الدین

مصطفیٰ علی

اولاد علی

بود علی

پہادر علی

مکھی مرتضیٰ حسین (قصاب) عورت نا عورت نا عورت حسین ظہور نا انتظار حسین (قصاب)

لیاقت حسین

ظفر یاب علی بلقیس فاطمہ ایتیں فاطمہ عقیل فاطمہ ظہیر فاطمہ مرکار حبیب مصطفیٰ ظہیر بانہ ظہور مصطفیٰ

عاطفہ خاتون عاصفہ خاتون محمد مستنصر عیاضیہ خاتون

فتح یاب علی ظفر ہدی نایاب علی نصیب اختر

انفال زہرا غزالہ زہرا نہال زہرا

ریاض مصطفیٰ بنت زہرہ منظر مصطفیٰ عزیز زہرہ توصیف زہرہ توقیر زہرہ جمشید مصطفیٰ

مکھی مرتضیٰ حسین بن بہادر علی

مصطفیٰ حسین

علی عباس

مصطفیٰ بیگم

عجازہ فاطمہ نیاز فاطمہ سلطان فاطمہ باقر عباس شیبہ فاطمہ نفیس فاطمہ جعفر عباس

قمر فاطمہ سعید فاطمہ مسعود عباس قمر عباس احسان عباس عزیز عباس یوسف عباس

عباس بالہ صغیر بالہ حسن بالہ افروز فاطمہ محدثہ خاتون شکیل فاطمہ حسن عباس زہیر فاطمہ محمد عباس

شہیم عباس

انتظار حسین بن بہادر علی

شوکت حسین

نبوت حسین

مشارقت حسین

عینق بانو عزیز بانو کنیز بانو حفاظت حسین عیدض علی

کرارہ جہاں ممتاز جہاں بہادر علی

افضل اشیا جہاں خوش نصیب محمد اصغر محمد اقر محمد انور

مترای بیگم منور بانو خورشیدی اخترای کبری بیگم انظر احسن اختر میاں علی حسن ظفر احسن

ن اشام فاطمہ خورشید فاطمہ معزز فاطمہ افتخار فاطمہ اقبال فاطمہ قیصر عباس مظہر عباس

اقبال حیدر

انتظار حیدر

ذرا شاہین شہناز فاطمہ فرحت جمیل مسرور حیدر منصور حیدر

دینہ اقبال مہربین جاوید اقبال شگفتہ پری دینہ انجم اقبال

نغمہ فاطمہ

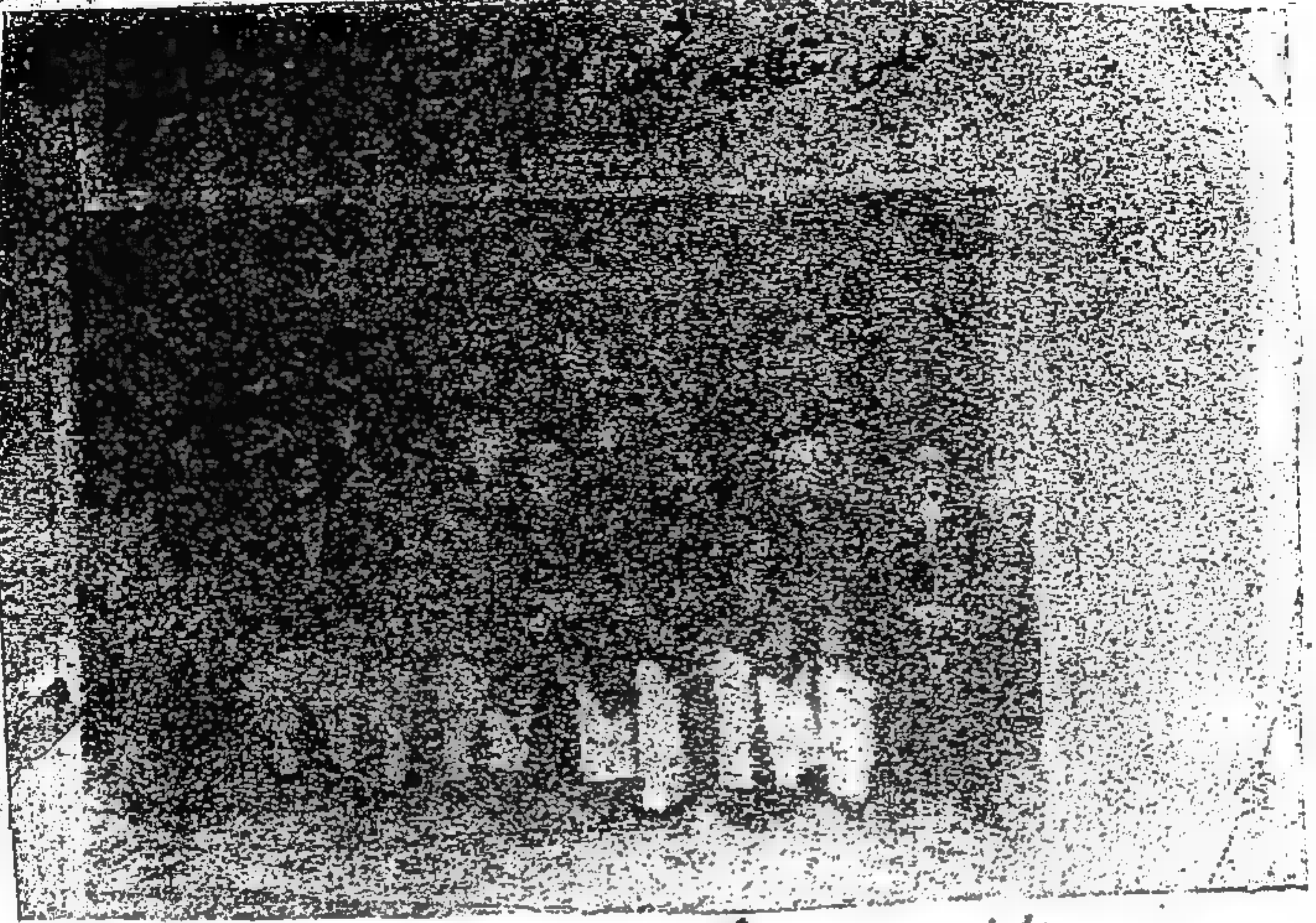
نسیم فاطمہ

علی محسن

مظہر محسن

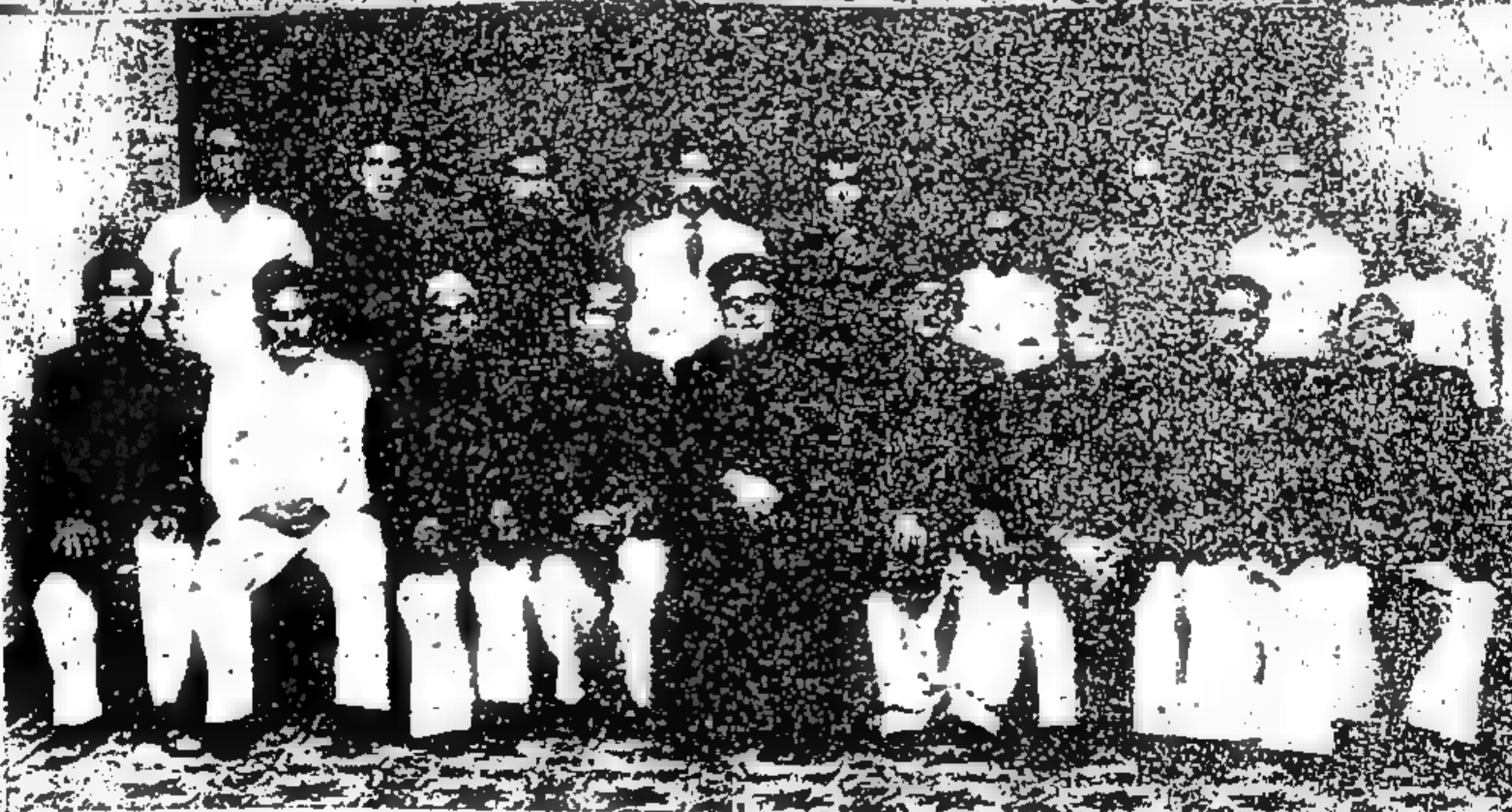
سین شکیلا بانو صداقت حسین وکیلا بانو

شمیم حیدر فرزانه دلیشان حیدر شمیم جہاں ظہیر حیدر

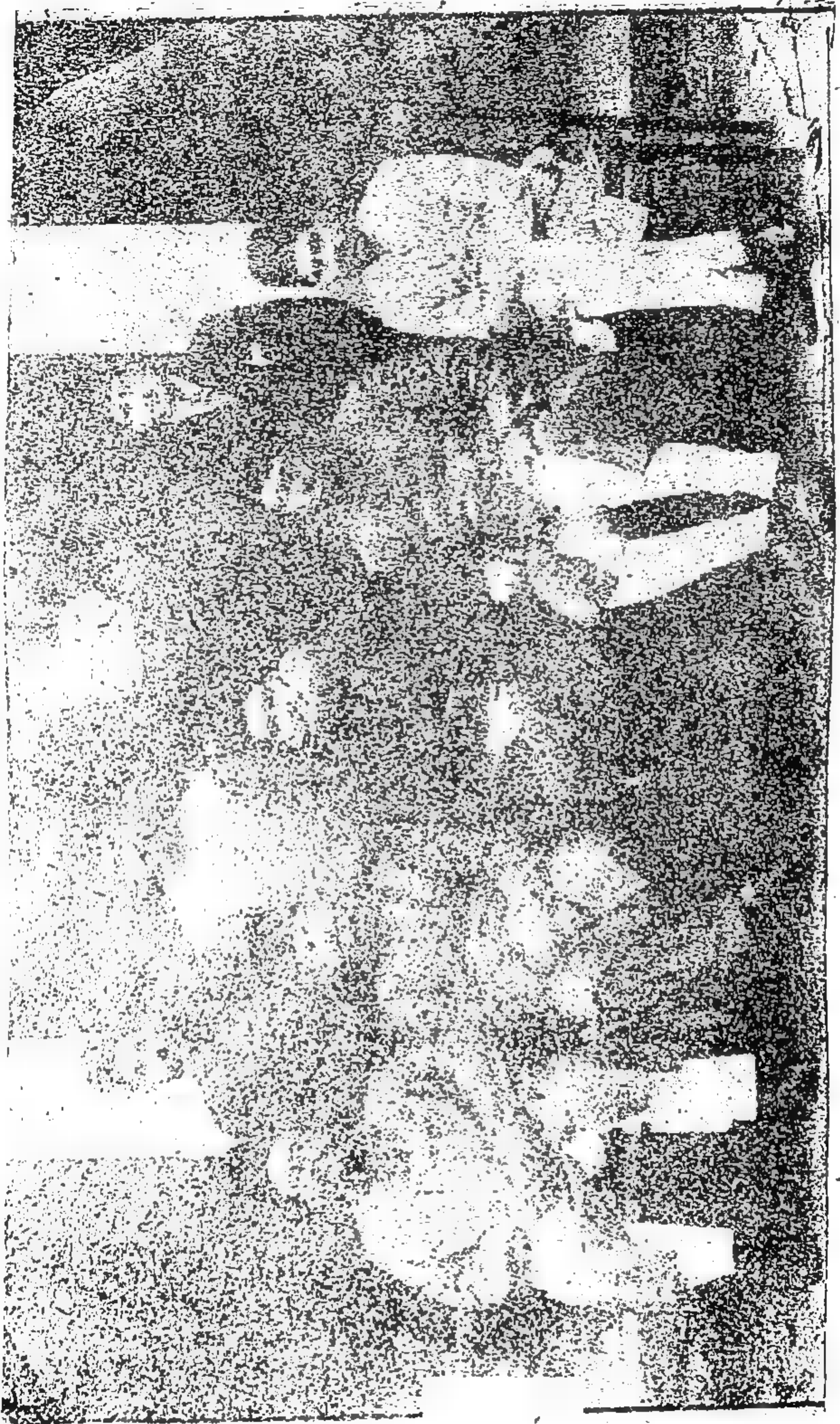


کرسید پر منظور حسین یکٹری شیعہ نشر و اشاعت و قریب ان شیخ، نذیر ظفر عباس، صدر۔ علامہ سید ابن حسن جارچوی
ڈاکٹر امیر حیدر۔ آتیری جی جی ٹری شیعہ حیدر، نائب صدر۔ صغیر صغیر ایکٹری شیعہ تعلیم و وظائف
کٹرہ ہوتے۔ فہران جعفر علی، عیوض علی، ظہیر الحنین، ولی محمد۔

Managing Committee of Al-Madani School, Madani, Faisalabad
KARACHI



کرسید پر دمشق حیدر عباس۔ ظہیر مصطفیٰ مقصود حسین۔ داؤد شاہ۔ علامہ سید ابن حسن جارچوی، شاکر حسین جعفر حسین
محمد احسن۔ مظفر عباس۔
کٹرہ ہوتے۔ نذیر عباس۔ امیر حسن۔ مدرا عباس محمد مشہود۔ ولی محمد۔ ظہیر عباس۔ داروئے ولی محمد۔



انگریزوں کی طرف سے اس وقت و مونیٹرنگ - (انڈیا)

کر سید لاپس: اعجاز جادوئی، انیسویں صدی کی سیکڑا سیکڑی، پرنسپل سیکڑا سیکڑی، نواب احمد زرا، انیسویں صدی کی سیکڑا سیکڑی، علامہ حسن بابر پوری، استاد، نواب سید سقا میرزا، قاضی حسین محمد علی، انیسویں صدی کی



علامہ ابن حسن جارجی
صدر پاکستان مسلم لیگ

فیلم ڈائریکٹر محمد ایوب خان
صدر پاکستان مسلم لیگ



جناب عبدالرشید صاحب صاحبزادہ



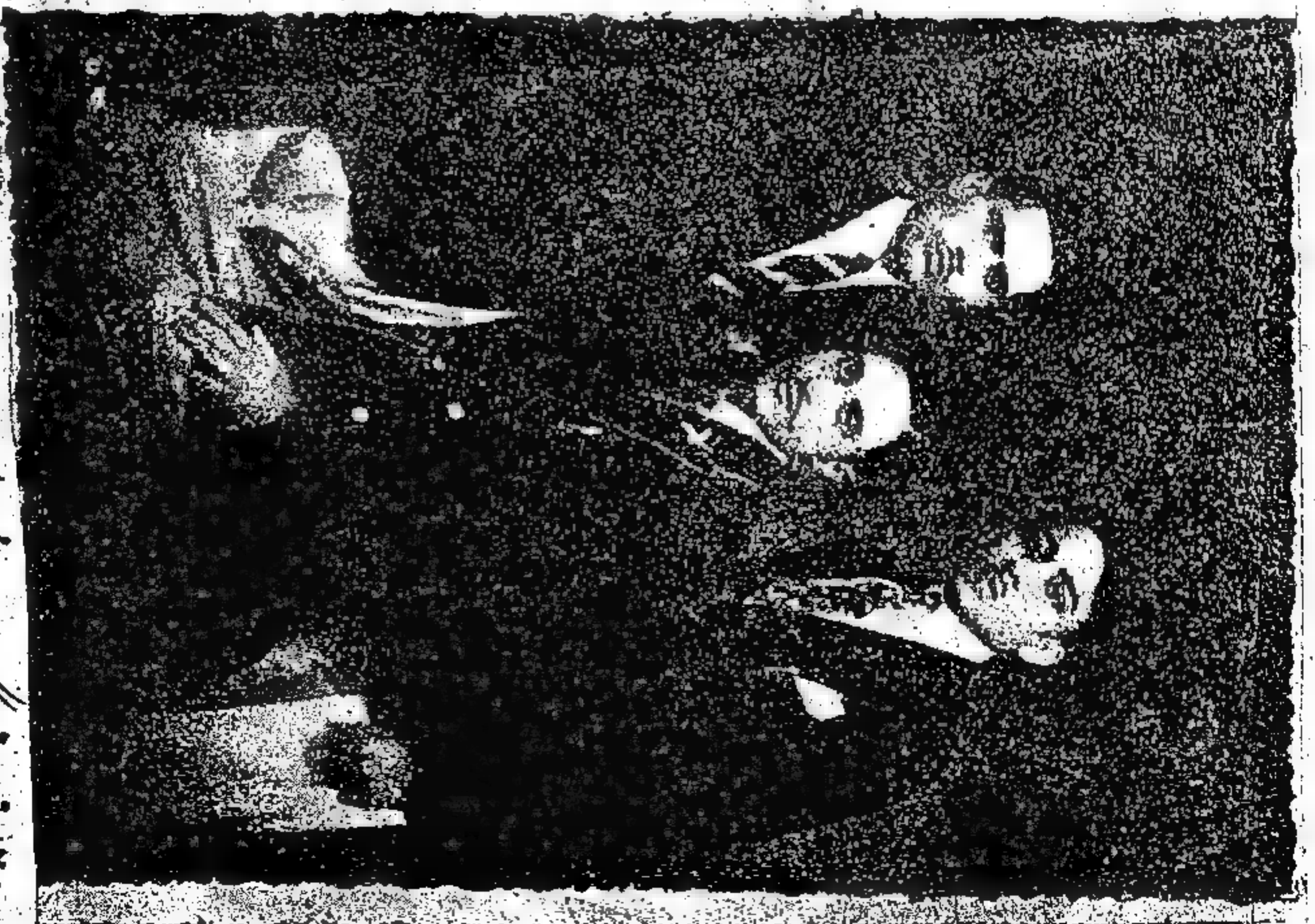
آل احمد - شمس العباس - ڈاکٹر لائق الحسن - ظفر عباس - ظہور مصطفیٰ - اقبال حیدر - محمد رفیع
 قسرت ابراہیم - اختر عباس - ظہور مسعود الحسن - ظہیر الحسنین - طاہر رضا - محمد داؤد شاہ



بیٹے ہونے - شمیم احمد - نصیر حیدر - داؤد رضا شاہ بن شکیل رضا - امیر حیدر - مولانا محمد یونس - داؤد شاہ
 استادہ - خواجہ حسین - گوہر حسین - ڈاکٹر لائق الحسن - محمد قیاس ظہیر الحسنین - کو کو کو کو کو کو



نجم الحسن چنوسى - سيد حسن رضوى - محمد مستحق -
ايتاده، لائق الحسن بيزواى - مېنى ۱۹۳۱ء

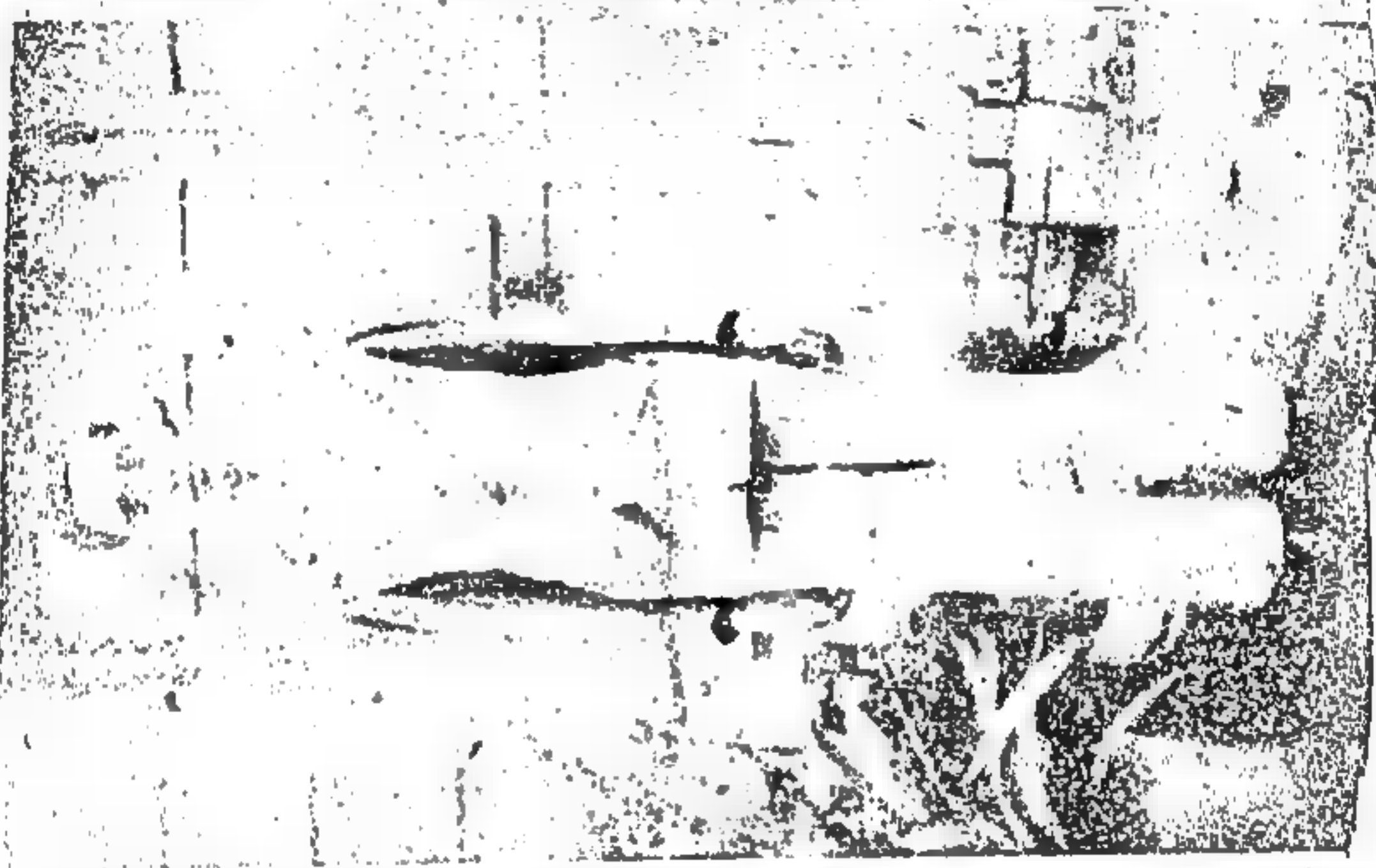


مجتبى شيرازى - لائق الحسن - آلى على چنوسى

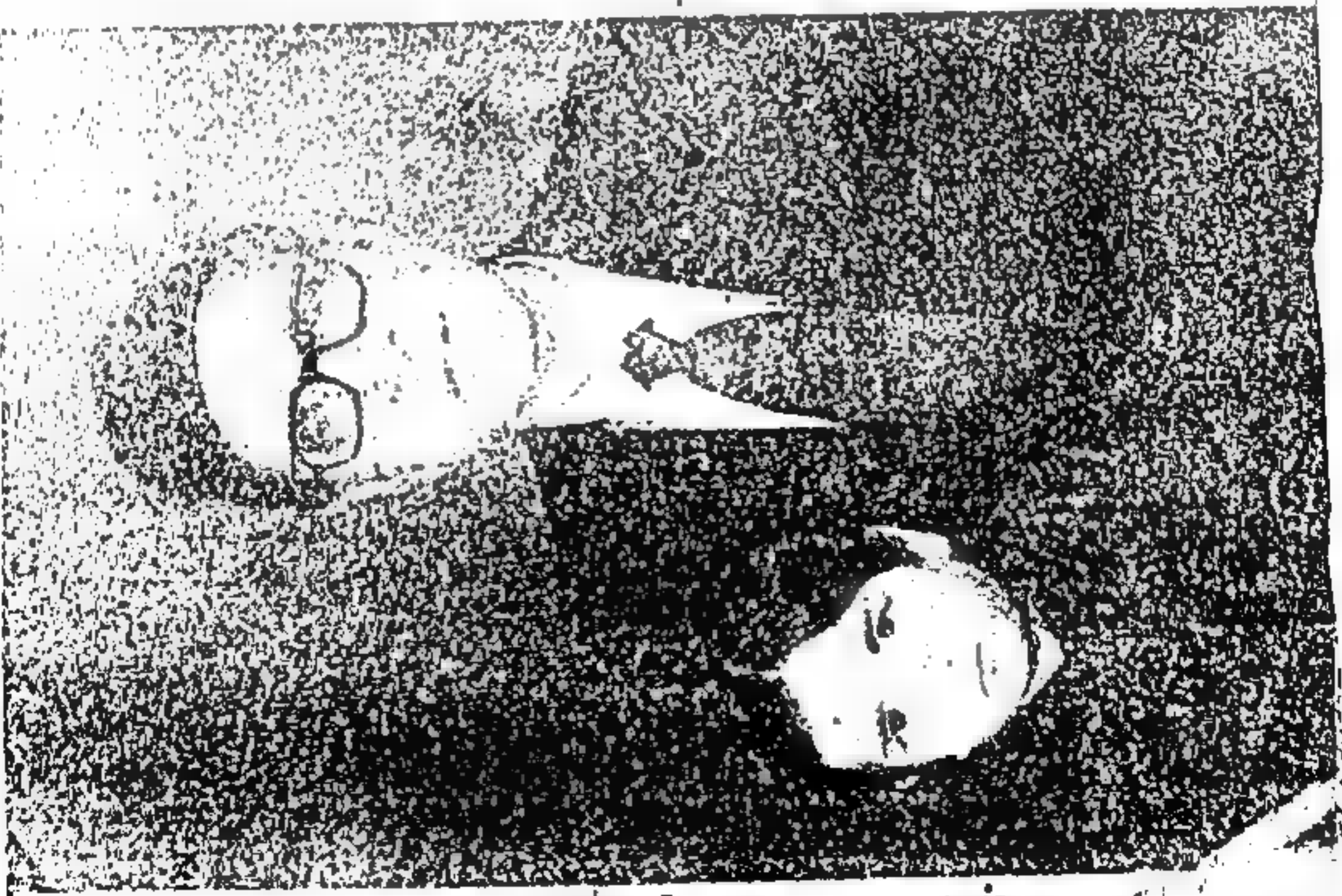
لیفٹننٹ الحسن سکول جاتے ہوئے بمبئی ۱۹۳۲ء



لیفٹننٹ الحسن بمبئی ۱۹۳۲ء



الحاج ایچ ڈاکٹر لیتھ الحسن اور پوتا رضا شاہ
بمبئی ۵۲۵ ہیر سٹریٹ ۱۹۳۵ء



ANJUMAN UL ISTIKMOL STUDENTS ASSOCIATION

Managing Committee (1945-47)



۱۴۴

بیٹھے ہوئے : بی۔ اے۔ شمس۔ اسٹڈنٹ میگزینری۔ ذولے اکبر بھوپال والا۔ ٹریزرر۔ غلام عباس مولوی جوائنٹ میگزینری۔ ایم۔ ایم۔ قلعہ دار۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ رنٹل (صدر)۔ میڈلٹ سیرکی نائٹ صدر
 ایقاعہ حسن سیرکاری جوائنٹ میگزینری۔ ایم۔ آئی۔ صدیقی آنریری میگزینری فار ڈیپٹی مسٹر حمید آفریدی ممبر۔
 ایٹاڈہ : عمیلان : جی آر۔ اے۔ چارویلا۔ اے۔ ایس۔ کھٹک۔ بی۔ ایم۔ جگادان والا۔ وائی۔ کے۔ نادیا۔ محمد شاکر۔ رفیق علی۔ نور محمد شیخ



مرحوم صاحب محمود آباد کی تاجپوشی کے موقع پر ان کے اہل بیت علامہ ابن حسن جارچی



علامہ ابن حسن جارچی کے منہ پر علامہ رشید ترائی کا خطاب

السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ

و برکاتہ و بركاتہ
روقتہ حضرت امیر المؤمنین



نکس رضا - محمد شاه علی

مولوی سید حسن جارجی

و برکاتہ و بركاتہ
روقتہ حضرت امام حسین



السلام علیک یا ابا الفضل

العلی ورحمۃ اللہ

و برکاتہ و بركاتہ
روقتہ حضرت علی بن ابی طالب

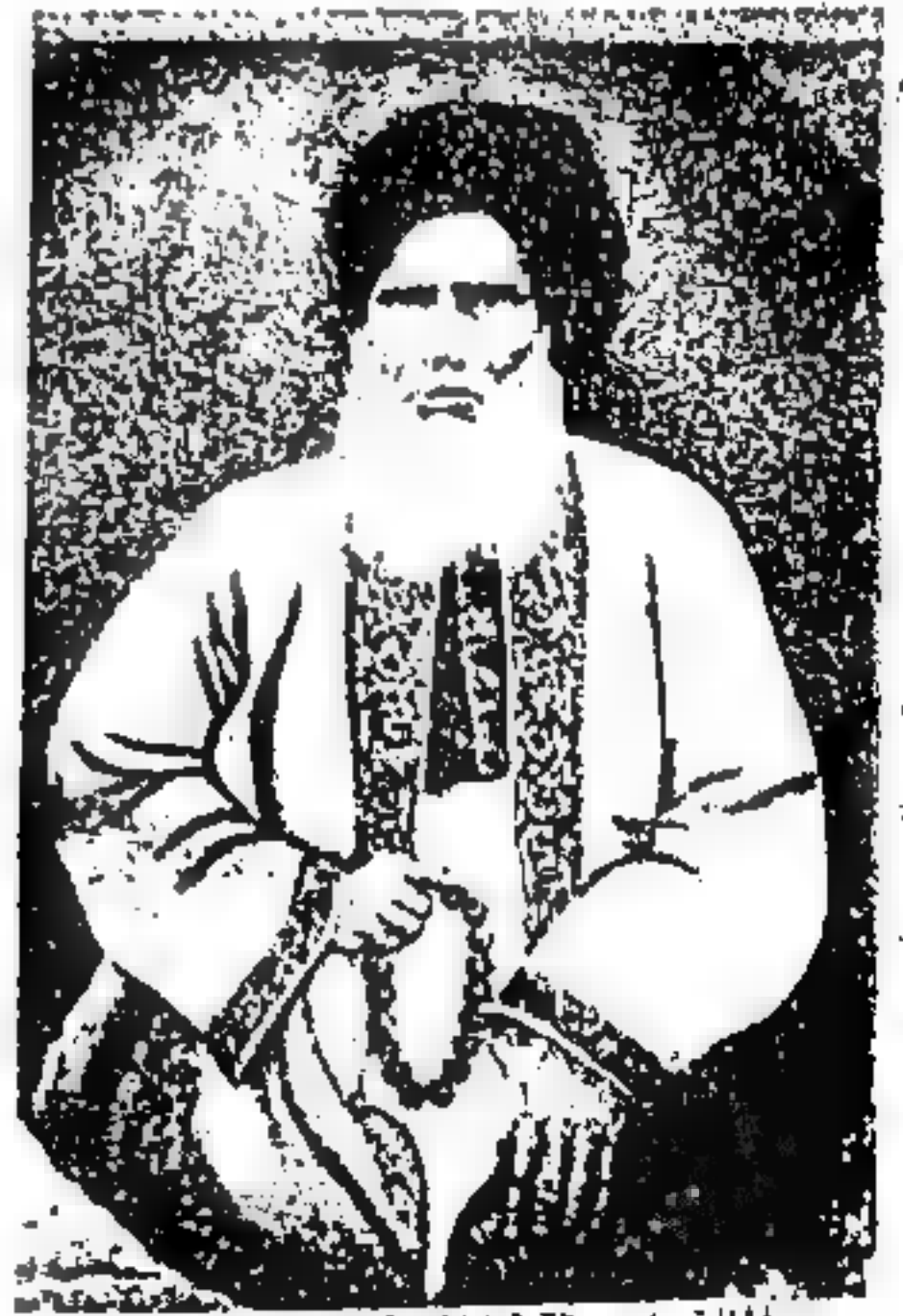




ڈاکٹر الشیق الحسن ۱۹۶۳ء



شمس العلوم مولوی قاری حافظ عباس حسین -



مولوی قاری حافظ جعفر حسینی -

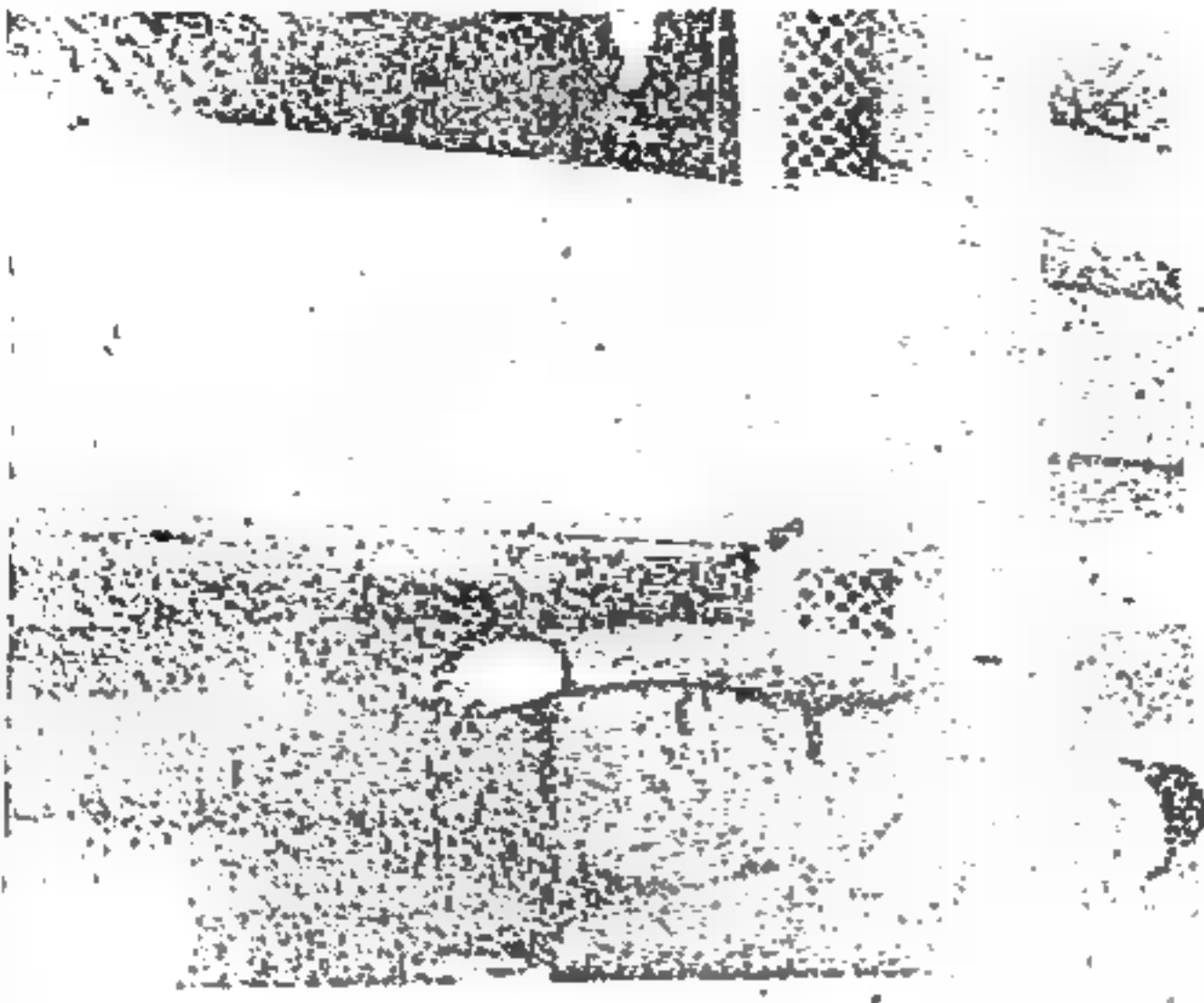


الحاج ڈاکٹر لائق آسن - محمد مہدی - محمد شاہ علی - خواجہ مسرور حسین پانی پتی تشکیل ضیادہ عقیدت میں ضیاء الحسین
مع گروپ نو بولہ مقام عرفات مورخہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ
کراچی شہر
۳۰ دسمبر ۱۳۹۳ھ



الحاج ڈاکٹر لائق الحسن سیروانی - الحاج قریب علی - الحاج سید علی - الحاج ناظم رضا

یک منظر

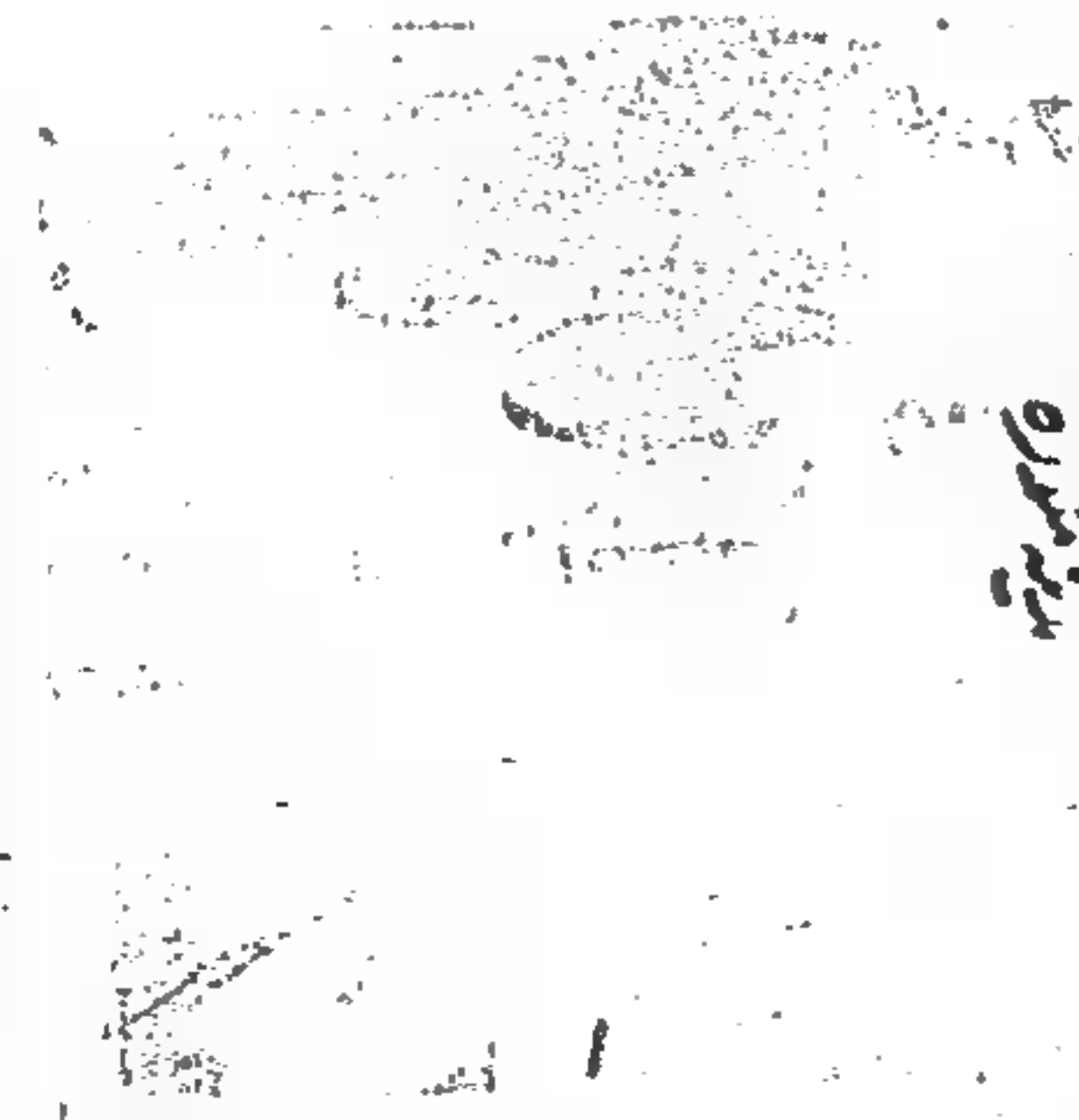


روشنه رسول کریم

درینه منوره



مقام احمد
درینه منوره



الحاج ذاکر الطریق الحسن

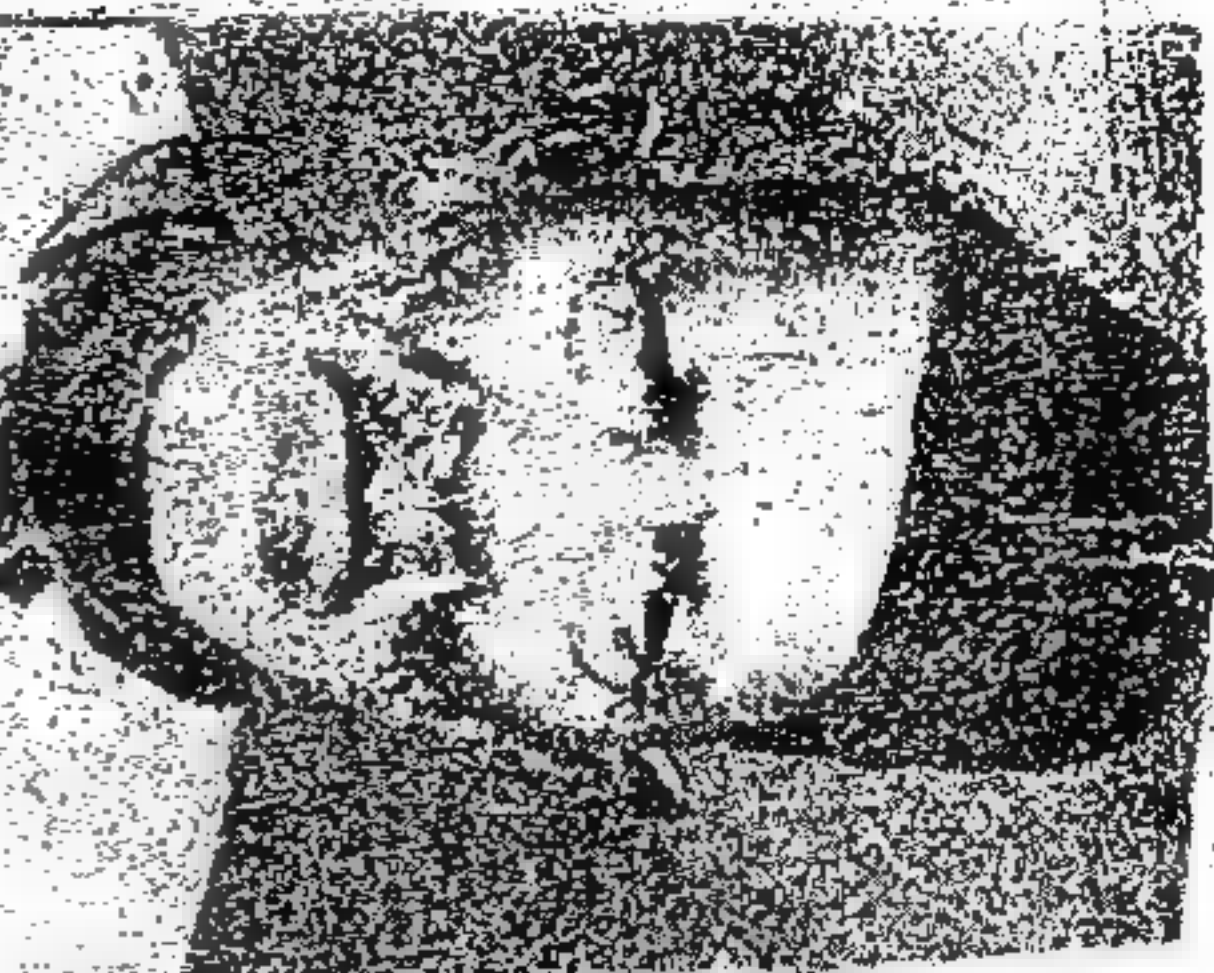
۲-۱-۷۵

الحاج ذاکر الطریق الحسن اورید علی

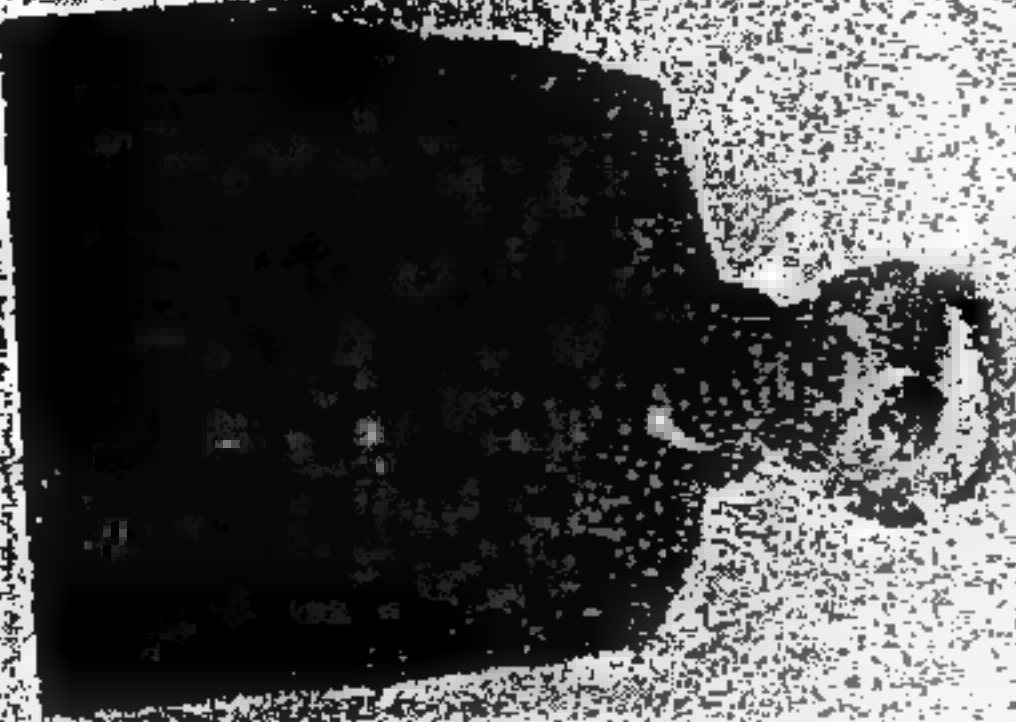
۱۱-۱-۷۵

الحاج ذاکر الطریق الحسن ادیس سید علی

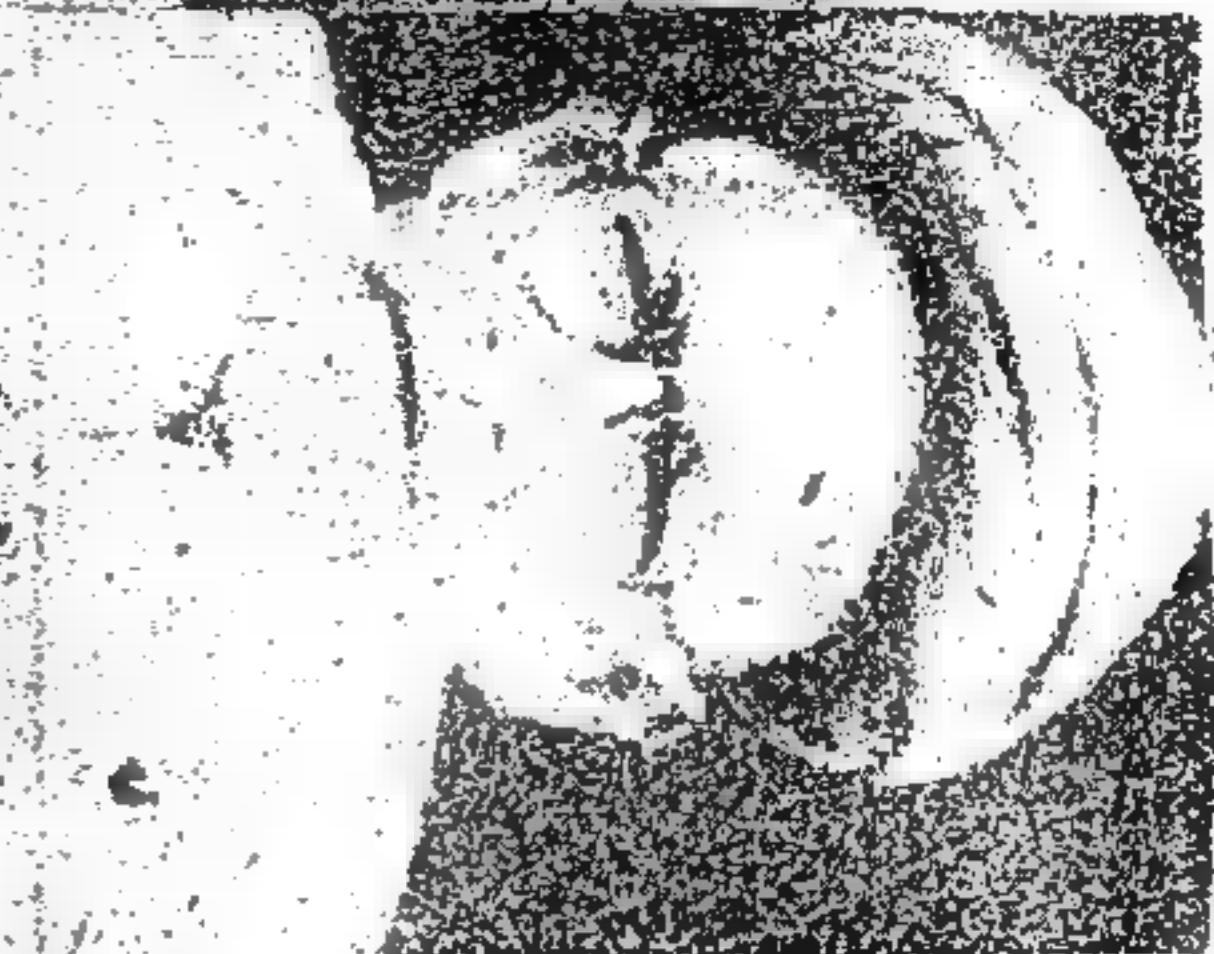
۸-۱-۷۵



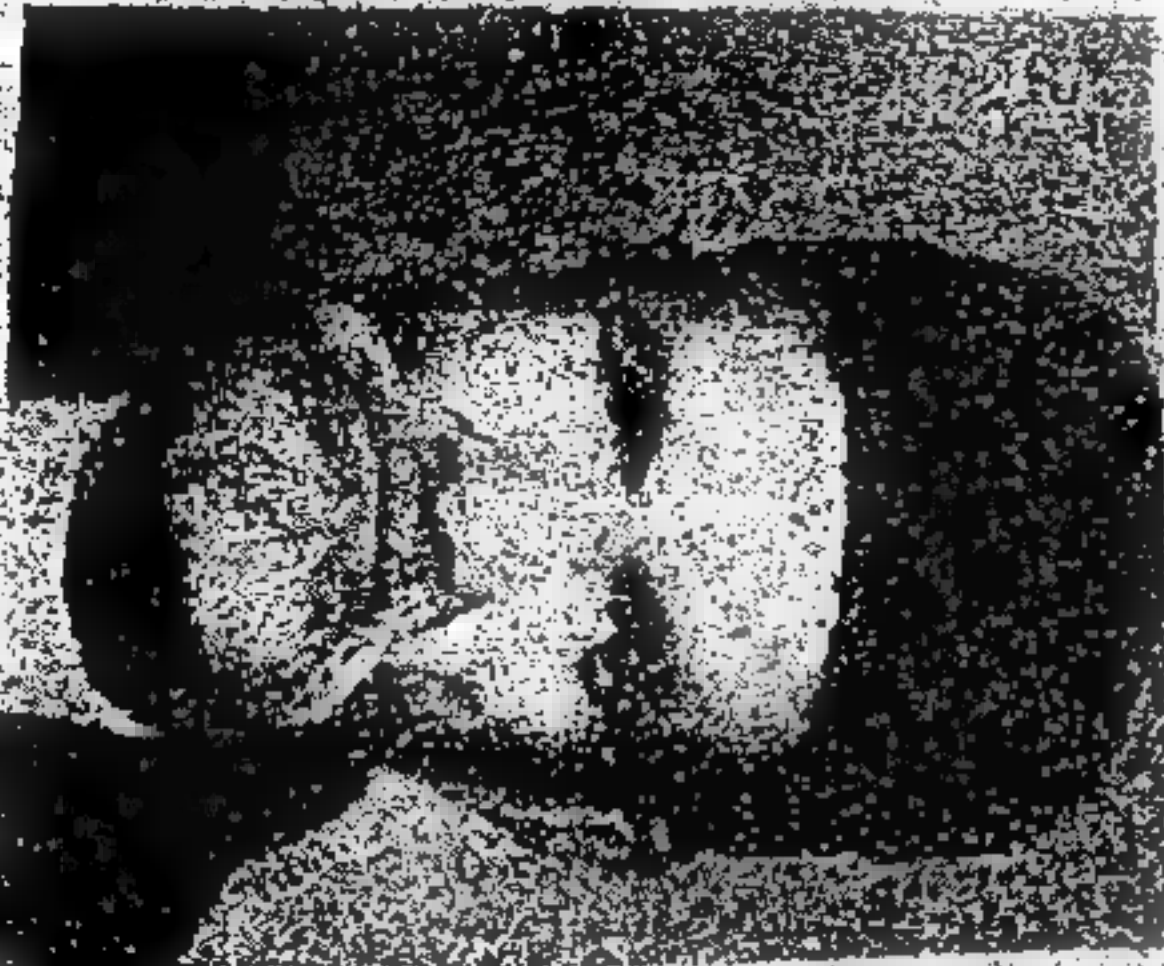
زهره حسینی



ناتان حسینی



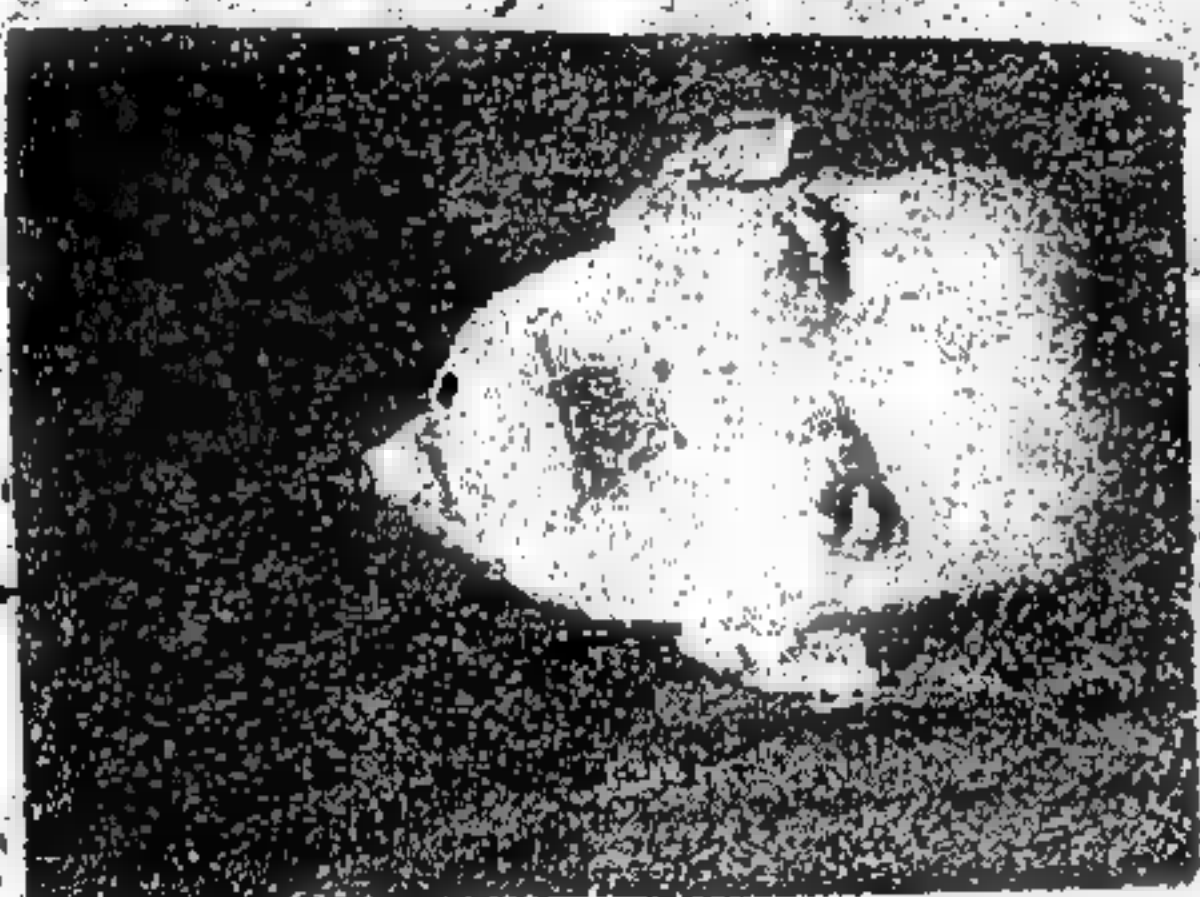
مادی شهبازی



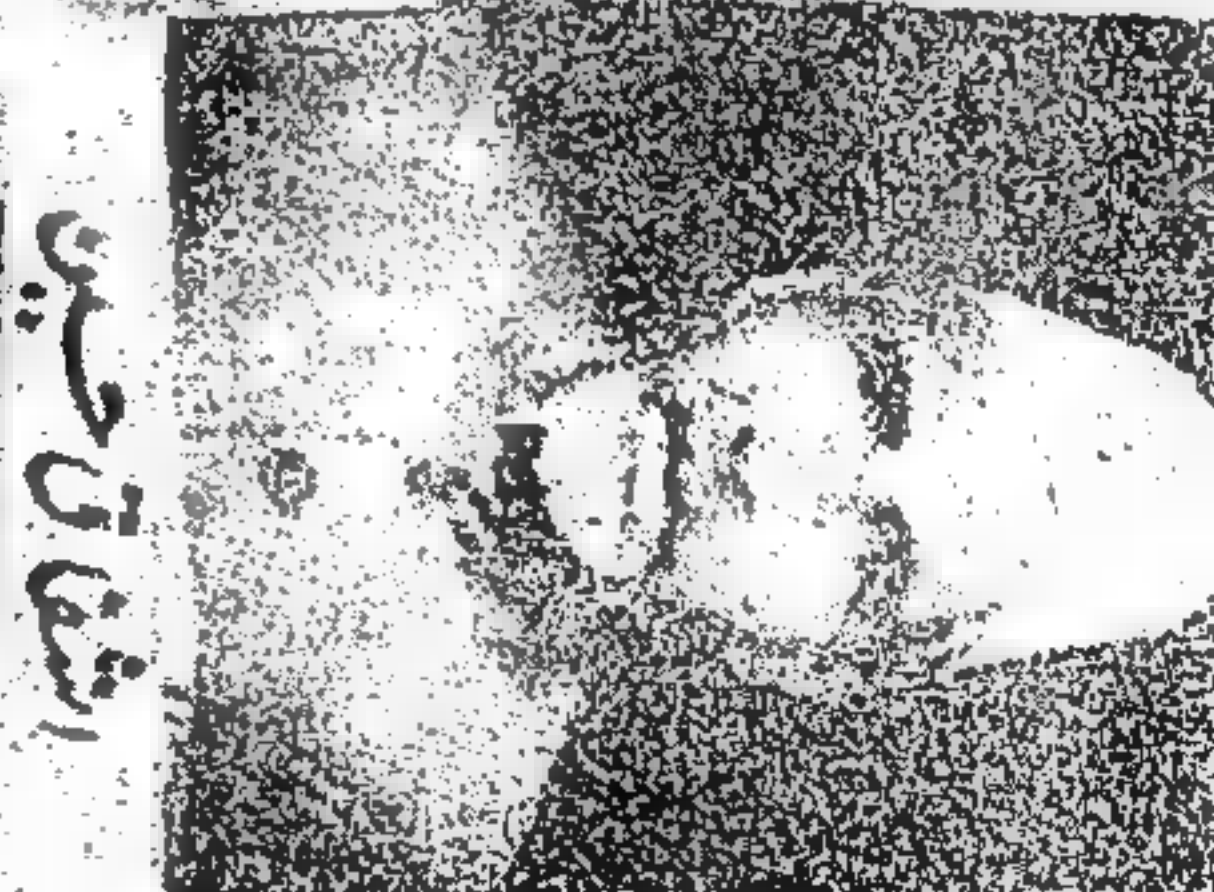
مهتاب حسینی



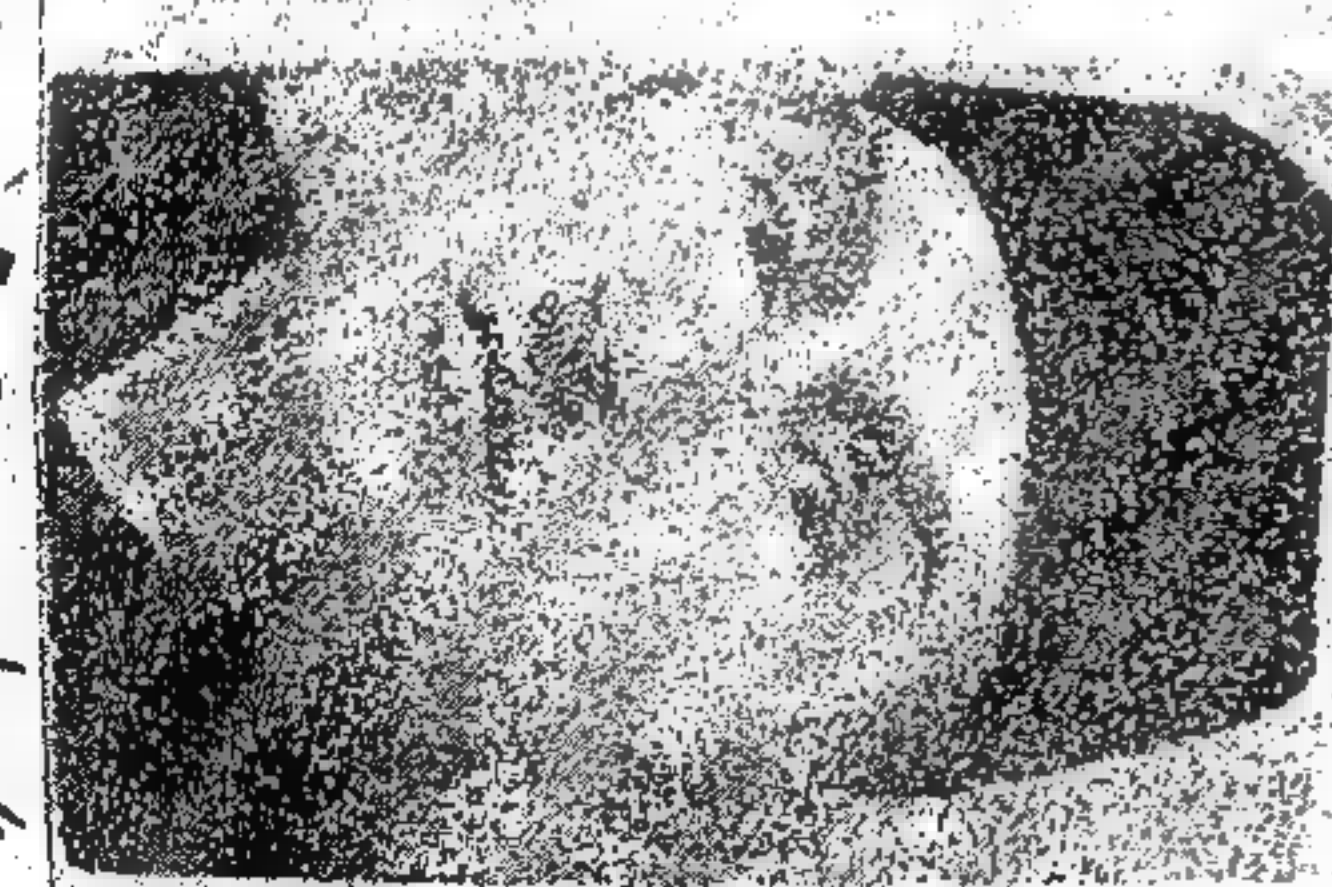
الکس شهبازی



ماشوم حسینی



اشفاق حسینی



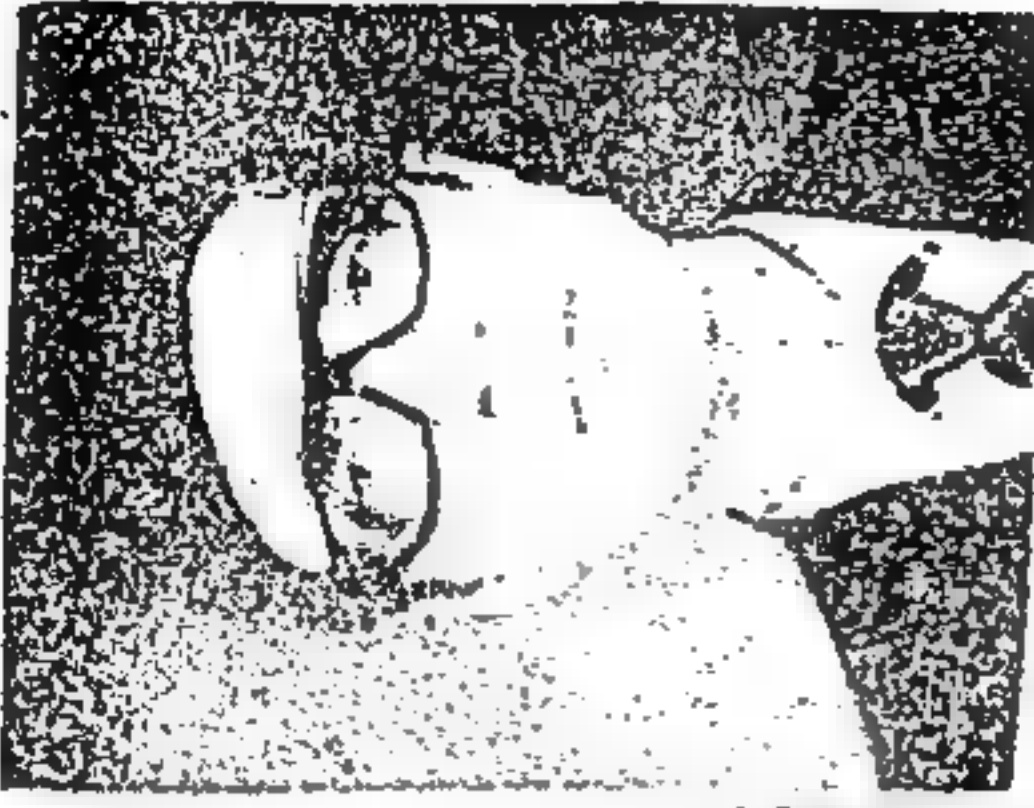
کاظم حسینی



سید حسن حسینی



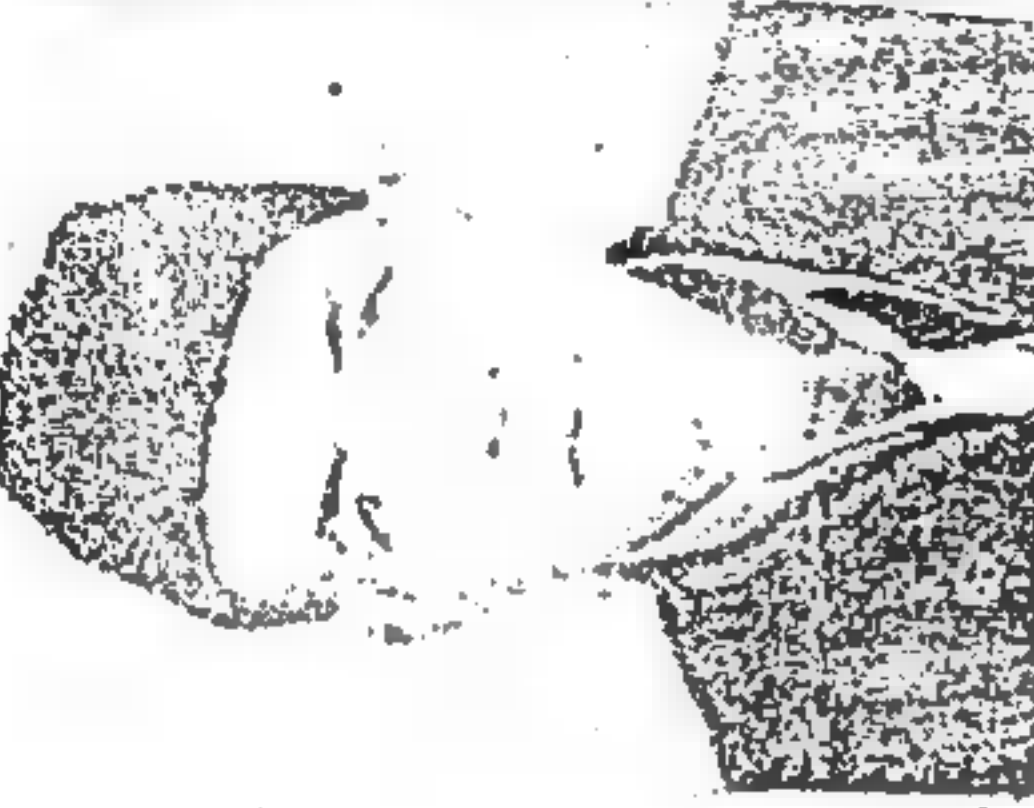
فریبا حسینی



دکتر لیلیق الحسن بنیرواری



شکیل رضا



شوکت حسین



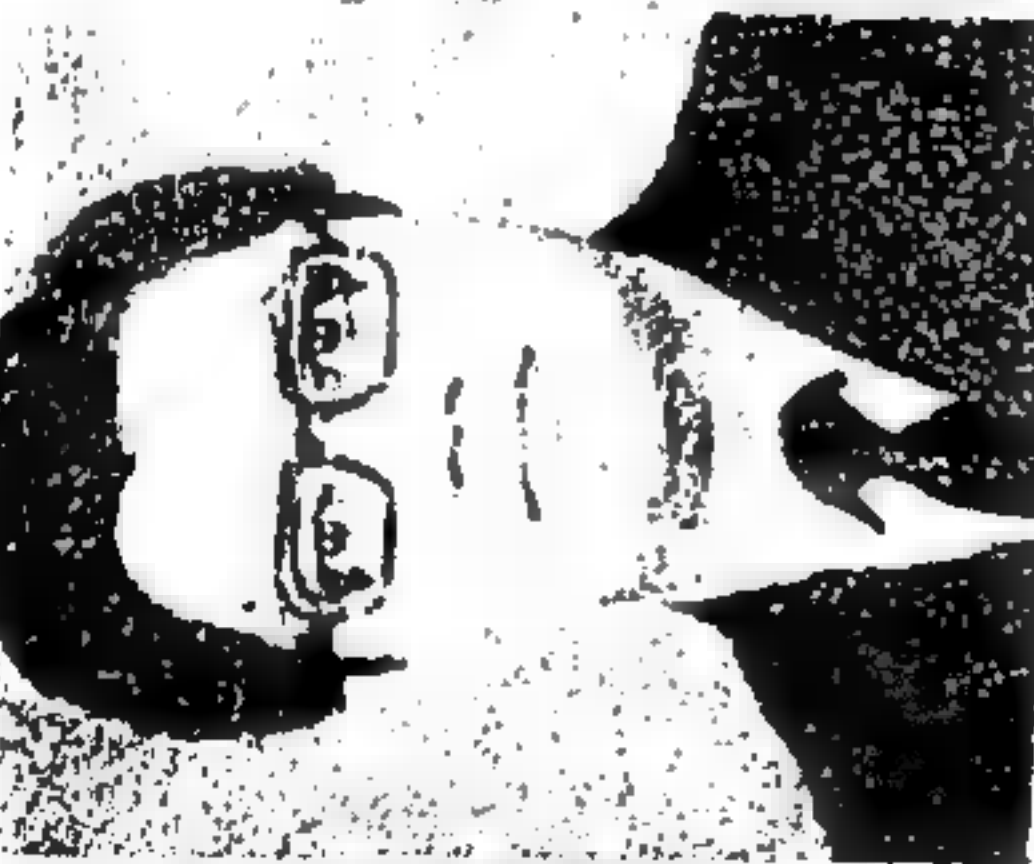
علی حسن ابن شکیل رضا



جعفر رضا



حیدر رضا



ناظم رضا



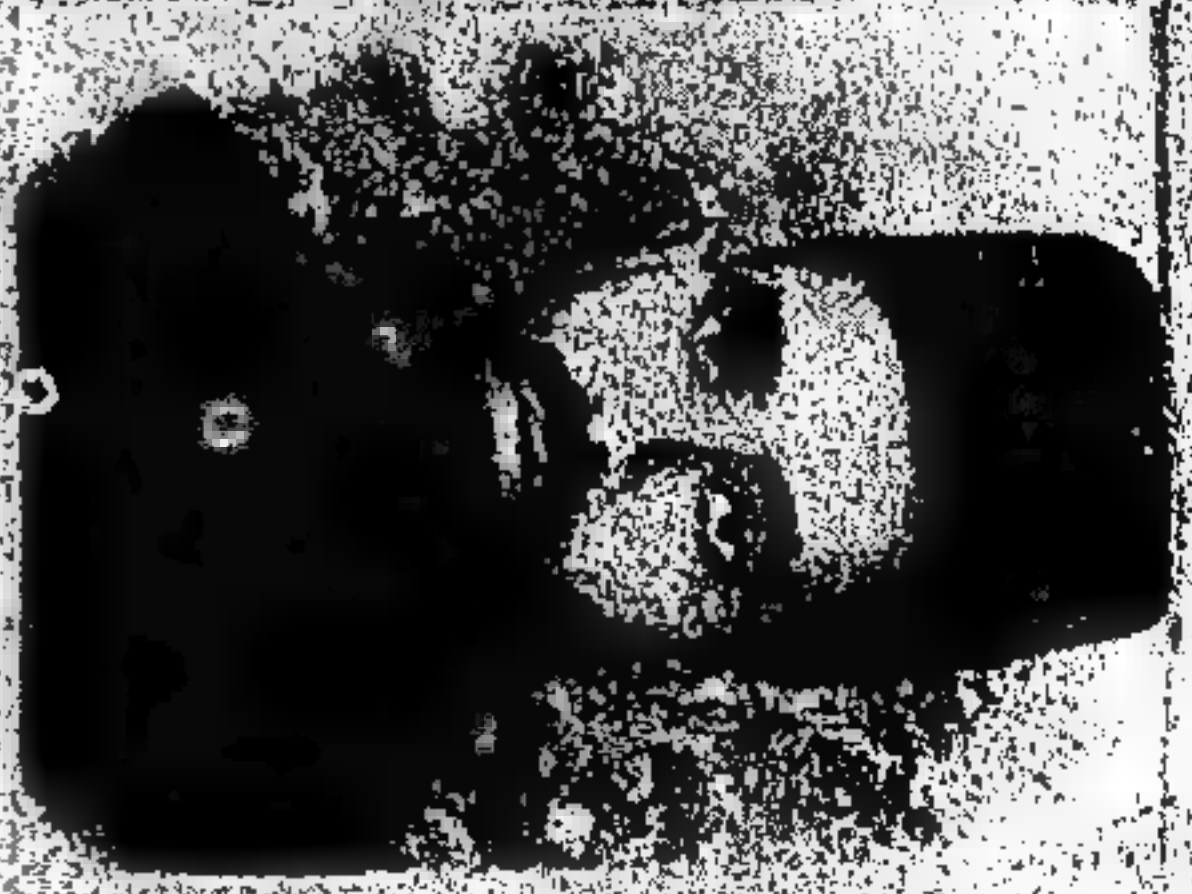
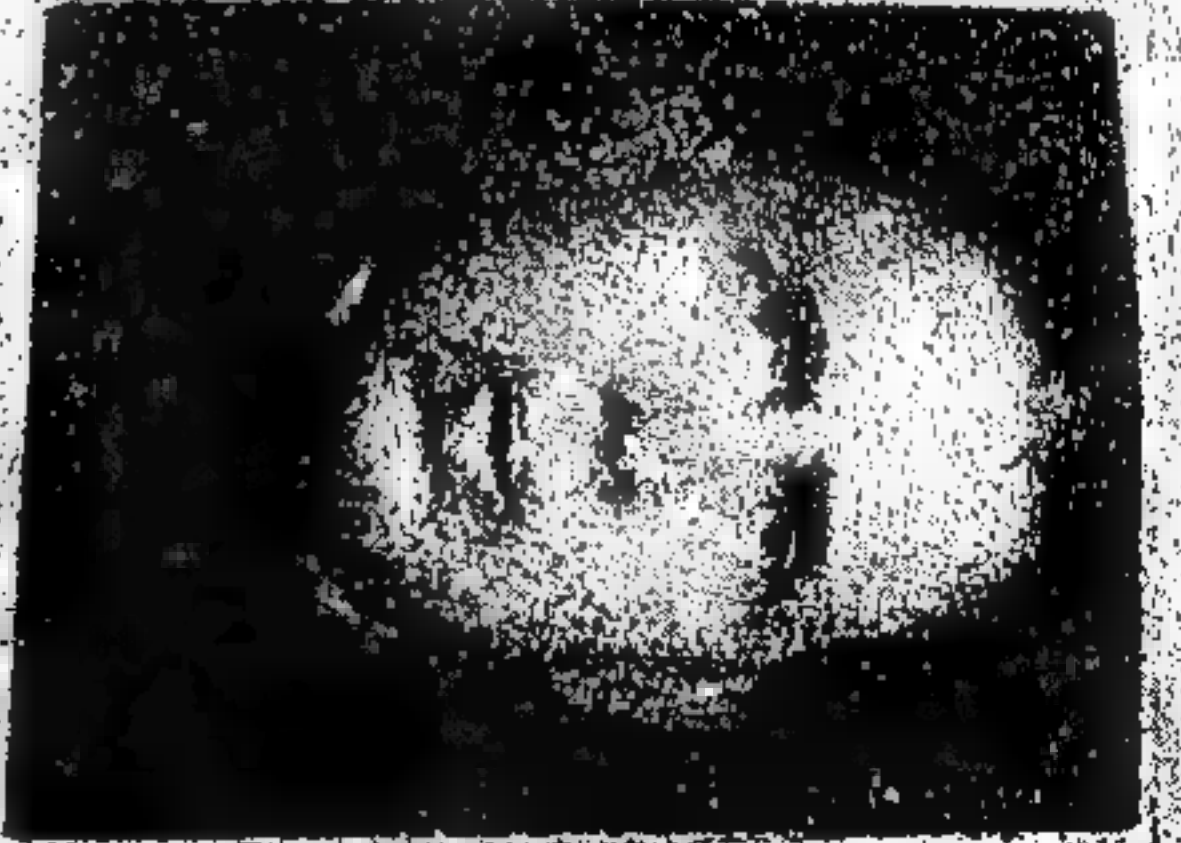
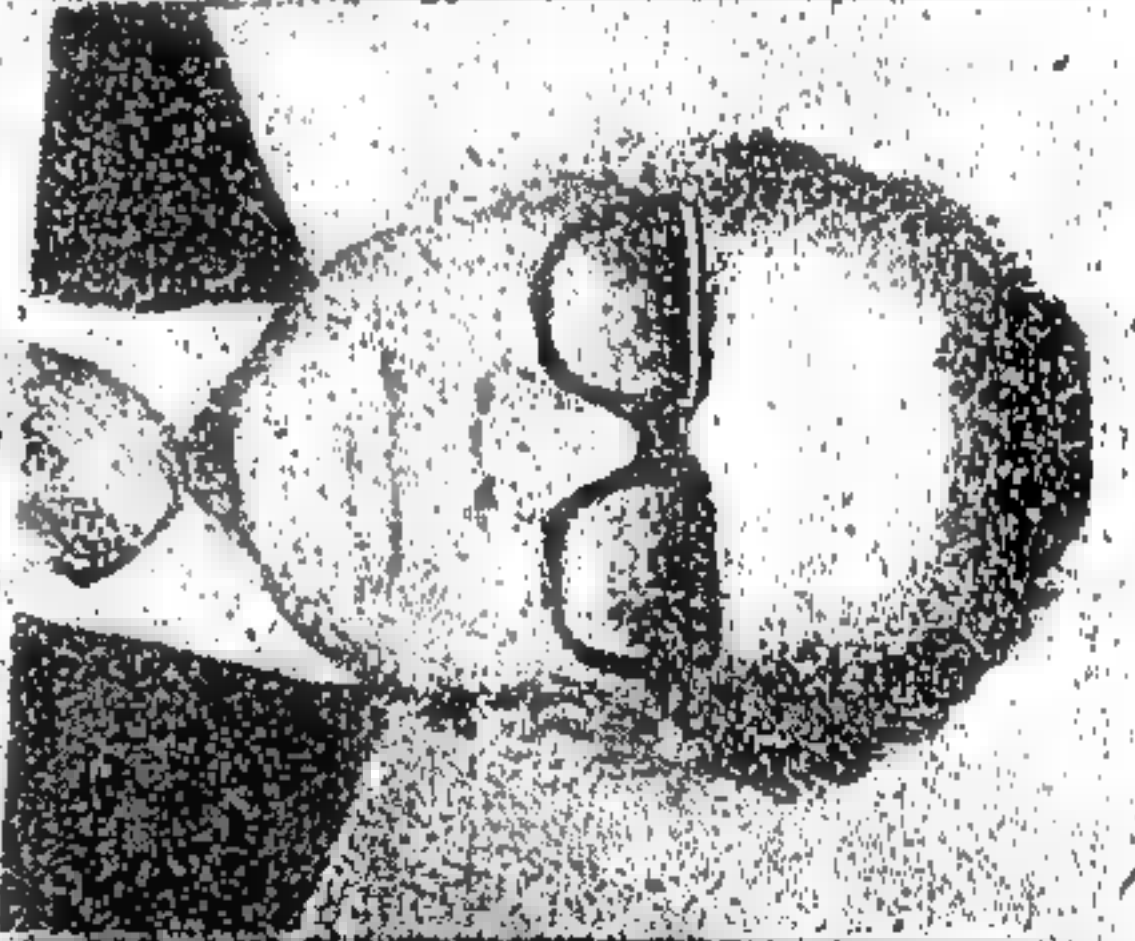
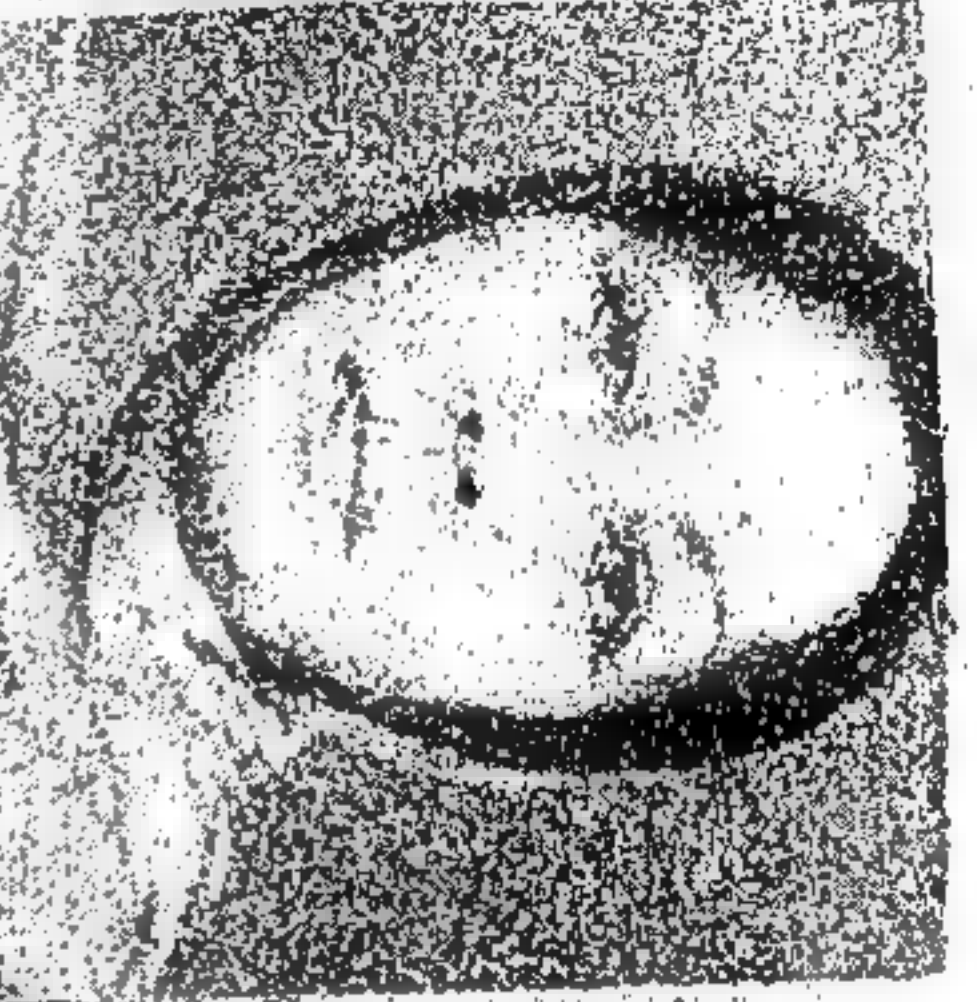
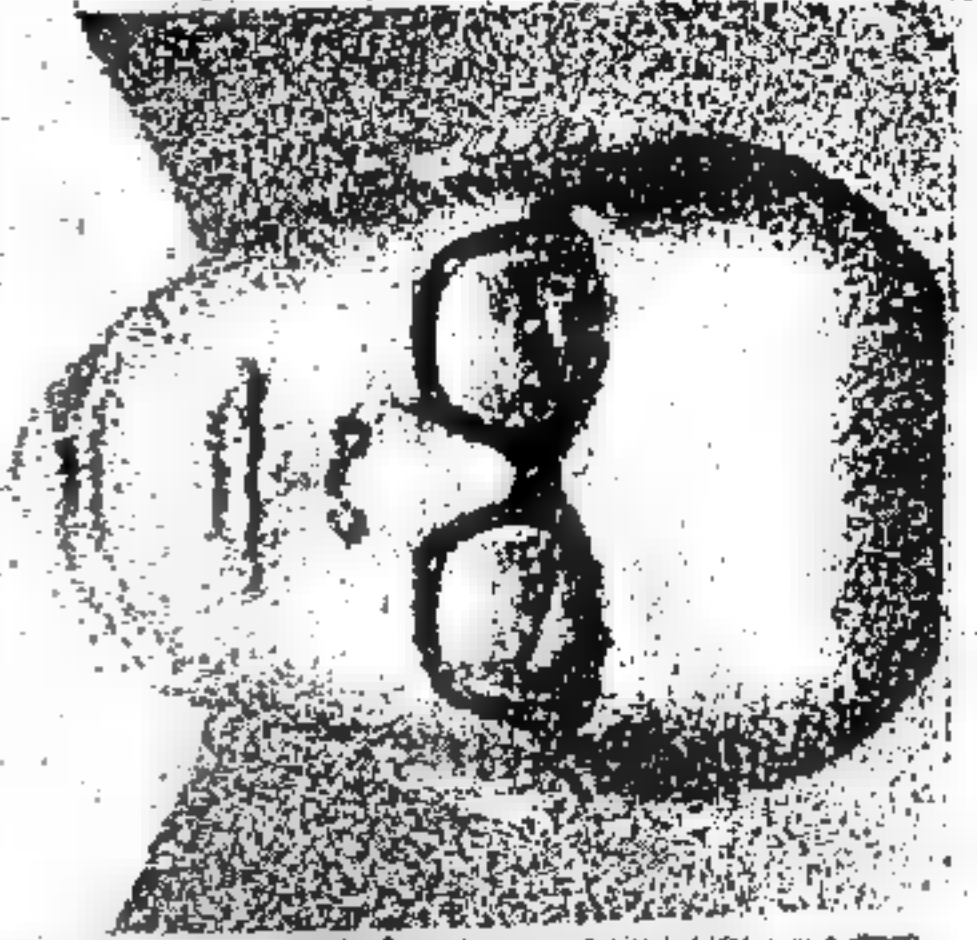
محمد شہود



حسن رضا



علی حسن



انجنیر آل نفی

شاعرہ مداحہ ایدہاں صفی

شاعر حسن گلان

شاعر ظہور مجید زبیر

مردی پروان اسلام



کرکٹ محمد مہدی صفی

کیپٹن شاہ علی صفی

انجنیر نسیم احمد

انجنیر شہباز احمد

مستاد اسلام MISC



پاکستان سنٹرل ہومیو پیتھک میڈیکل اینڈ ہاسپٹل کراچی
ایم بی۔ ایچ۔ ایس فائنل ایر اسٹوڈنٹس اینڈ ٹیچنگ اسٹاف ۱۹۵۳-۵۵ء



پہلی صف وائیں سے بائیں۔ نفیس خاں، عبدالحکیم۔ دوسری صف۔ ڈاکٹر معین الدین صدیقی
ڈاکٹر فضل حسین۔ ڈاکٹر امان اللہ خاں۔ ڈاکٹر ایم۔ ایچ کے غوری وائیں پرئیں۔ ڈاکٹر ایس ایم
حنیف، پرئیں۔ ڈاکٹر اے۔ ایچ حنفی، رحیم راہ۔ ڈاکٹر حسن عزیز۔ ڈاکٹر محمد یعقوب تیسری صف
علی نصیر شرافت حسین، نفیس محمد، ظہیر الحقین، رندوی، اشرف بیطین۔ ایس۔ ایم۔ اے قادری۔ اے۔ اے قاضی۔
اے جے دتتا، ایل۔ این سیرداری، حفیظ الرحمن، چوگٹی صف، نثار احمد، ایم اے کے نیازی، اے ایم کے نیازی، ممتاز عاصمی، فیر محمد



پہلی صف، ایم جے ایچ، ڈاکٹر نفیس، انیس سیرداری، جوائنٹ میڈیکل کالج، صدر علی، قسطنطنیہ، ابن علی، احمد جعفری، مرحوم مایق، صدر، ارشاد علی شاہ
نقوی، صدر، کرنل صدیق علی، زیدی، سابق، صدر، الحاجہ مبارک، صدیق، نقوی، فونڈر، میرزا، سرسری، قاضی، مرزا، یحییٰ حسین
سیرداری، دوستی صف، عمران الطاف حسین شاہ، جباری، نصیر حسین نقوی